GABA

آپ معاشرے کے جس طبقے سے بھی
تعلق رکھتے ہوں آپ سے
ایک سوال؟

تم جہاں بھی ہو موت تمہیں
پکڑلے گی چاہے تم مضبوط
قلعوں میں چلے جاؤ۔
(القرآن)

کیا آپ موت کے لیے تیار ہیں

موت کی تیاری

عذاب قبر کے واقعات

توبہ کی اقسام

فارم وصیت نامہ

محترم جناب نثار احمد خان فتحی
خلیفہ مجاز حضرت مولانا قاری فتح محمد پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ

پیش لفظ

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ

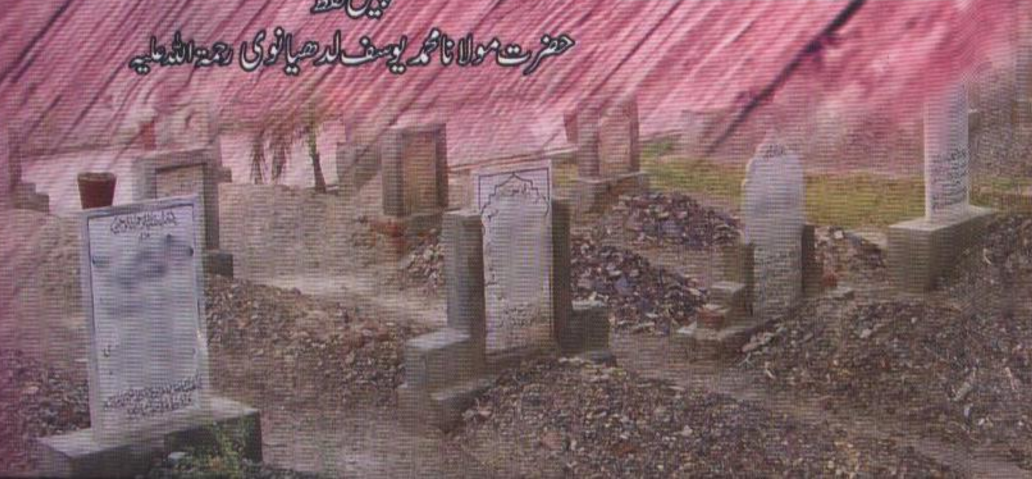

www.sirat-e-mustaqeem.com

تم جہاں بھی ہو موت تمہیں پکڑ لے گی چاہے تم مضبوط قلعوں میں چلے جاؤ۔
(سورۃ النساء: آیات: ۷۸)

آپ معاشرے کے جس طبقے سے بھی تعلق رکھتے ہوں
آپ سے ایک سوال؟

نیو ایڈیشن

کیا آپ موت کیلئے تیار ہیں

؟

محترم جناب نثار احمد خان فتحی

خلیفۂ مجاز حضرت مولانا قاری فتح محمد صاحب پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ

پیش لفظ: حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ

ناشر

GABA
گابا سنز اردو منزل، اردو بازار، کراچی
فون نمبر: ۰۲۱-۳۲۶۳۶۵۶۵-۳۲۶۲۸۲۶۶

www.sirat-e-mustaqeem.com

نثار احمد خان فتحی عفا اللہ عنہٗ
A-52 بلاک نمبر 1
فیڈرل بی ایریا
کراچی 75950

"حق اشاعت"

میں نے اب تک جتنی کتابیں تصنیف یا تالیف کی ہیں ان سے میرا مقصود صرف خدا تعالیٰ کی رضا اور لوگوں کو خدا کی طرف بلانا ہے اور یہ کہ مرنے کے بعد یہ چیزیں میرے لئے صدقہ جاریہ بن جائیں۔ دنیا کا کوئی نفع میں نے ان سے نہیں اٹھایا اسلئے اب میں اپنے حق اشاعت سے دستبردار ہو کر عام اجازت دیتا ہوں کہ جو ناشر چاہے میری کتاب مجھ سے اجازت لیکر اور یہ ضمانت دیکر کہ کتاب کے عنوان اور متن میں کوئی کمی بیشی نہیں ہوگی کتاب شائع کرسکتا ہے۔

نثار احمد خان فتحی

نثار احمد خان فتحی
A-52 - بلاک نمبر 7
فیڈرل - بی - ایریا - کراچی

30/3/11

فہرست مضامین

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۱	پیش لفظ (حضرت مولانا یوسف لدھیانوی)	۱
۲	افتتاحیہ	۲
۳	موت کی تیاری	۴
۴	موت سے پہلے موت کی تیاری کس طرح کی جائے	۵
۵	روز جزا یعنی فیصلے کا دن بہت سخت ہوگا	۶
۶	موت سے پہلے تیاری کا مطلب	۷
۷	اعمال اور کردار کا محاسبہ	۸
۸	نفس کیلئے طویل عمر کا دھوکہ	۱۱
۹	موت وہ واحد شے ہے جس کے یقین ہونے میں کسی کا اختلاف نہیں	۱۳
۱۰	مرتے وقت رشتہ داروں کو مرنے والے سے زیادہ اپنی فکر ہوتی ہے	۱۵
۱۱	مرنے والے کو سب بھول جاتے ہیں	۱۶
۱۲	بس اتنی سی حقیقت ہے فریب خواب ہستی کی	۱۷
۱۳	ملک الموت لمبی عمر والوں کے پاس اپنے مقاصد بھیجتا رہتا ہے	۱۸
۱۴	نماز جنازہ سے عبرت حاصل کیجئے	۱۹
۱۵	آج معاملہ برعکس ہے	۲۰
۱۶	موت کی یلغار	۲۰
۱۷	حضرت ربیع کا سبق آموز واقعہ	۲۱
۱۸	انسان موت سے کیوں غافل رہتا ہے	۲۲
۱۹	موت سے غفلت، جہالت ہے	۲۳
۲۰	موت کی یاد جتنی تلخ ہے اسکے اثرات اتنے ہی میٹھے ہیں	۲۳
۲۱	موت کیلئے آرزوؤں کو مختصر کرنا	۲۴
۲۲	موت کو یاد کرنے کا طریقہ	۲۵

www.sirat-e-mustaqeem.com

۲۳	اکابرین کس طرح موت کو یاد کرتے تھے	۲۶
۲۴	موت کی حقیقت	۲۸
۲۵	مومن کے لئے موت گھبرانے کی چیز نہیں	۳۰
۲۶	بہترین موت شہادت کی موت ہے	۳۲
۲۷	حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کی شہادت اور حق تعالیٰ سے گفتگو	۳۳
۲۸	عاشقان الٰہی کی موت کا دن خوشی یعنی عرس کا دن ہوتا ہے	۳۳
۲۹	حضرت نظام الدین اولیا رحمۃ اللہ علیہ کے جنازہ کا واقعہ	۳۴
۳۰	سید الطائفہ حضرت حاجی امداد اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے جنازہ کا حال	۳۵
۳۱	حضرت ابن الفارض رحمۃ اللہ علیہ کی وفات	۳۵
۳۲	حضرت مرزا مظہر جان جاناں رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت	۳۶
۳۳	موجودہ دور کے بزرگ شاہ محمد یعقوب مجددی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات	۳۶
۳۴	ایک اور بزرگ حضرت فضل رحمٰن گنج مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ	۳۷
۳۵	عاشق رسول حضرت فتح محمد پانی پتی قدس سرہ	۳۸
۳۶	کبھی موت سے بچاؤ کی تدبیر ہی موت کا سبب بن جاتی ہے	۴۰
۳۷	حضرت سلیمان علیہ السلام کا واقعہ	۴۰
۳۸	بچے کی موت کا واقعہ	۴۰
۳۹	سات آدمیوں میں سے چھ کی موت کا واقعہ	۲۴
۴۰	چوروں کی موت	۳۴
۴۱	جس حال میں زندگی گزرتی ہے اسی حال پر موت آتی ہے	۴۴
۴۲	اللہ والے کس طرح جان دیتے ہیں	۴۴
۴۳	چند عبرتناک واقعات	۴۷
۴۴	ایک ڈاکٹر کے آخری کلمات	۴۸
۴۵	ایک زمیندار کے آخری خیالات	۴۸
۴۶	حافظہ قرآن عورت کی موت	۴۹
۴۷	ایک وکیل صاحب کے آخری کلمات	۴۹
۴۸	مرتے وقت گالیاں بکنا	۴۹

کیا آپ موت کے لئے تیار ہیں

۴۹	والدین کو ستانے کا عبرتناک انجام	۵۰
۵۰	ماں کی دعا کا اثر	۵۱
۵۱	والدین کی بددعاء سے بری موت کا مشاہدہ	۵۲
۵۲	ماں کے ساتھ زیادتی کی وجہ سے بری موت	۵۲
۵۳	ماں کے اوپر ظلم کی وجہ سے موت	۵۳
۵۴	موتوا قبل ان تموتوا (موت سے پہلے مرجانا)	۵۴
۵۵	حضرت پیران پیر شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ فرماتے ہیں	۵۵
۵۶	قبر کا عذاب وثواب برحق ہے	۵۷
۵۷	قبر کے دبانے کی حقیقت	۵۷
۵۸	مردے کے نیک اعمال ہر طرف سے اس کی حفاظت کرتے ہیں	۵۸
۵۹	چشم دید واقعات	۵۸
۶۰	عذاب قبر کا عبرتناک واقعہ	۵۹
۶۱	قبر کی آگ	۵۹
۶۲	نیک لوگوں کی قبریں	۶۰
۶۳	قبر میں فرحت انگیز خوشبو	۶۰
۶۴	حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کی قبر سے خوشبو	۶۱
۶۵	عذاب قبر ایک حقیقت ہے	۶۱
۶۶	موت سے غفلت کے زہر کا تریاق اللہ والوں کی صحبت ہے	۶۲
۶۷	غفلت کا زہر	۶۳
۶۸	غفلت کے زہر کا تریاق اولیاء اللہ کی صحبت ہے	۶۵
۶۹	بزرگوں کی نظر کیمیا اثر	۶۶
۷۰	رحمت الٰہی گنہگاروں کی توبہ کی مشتاق اور منتظر رہتی ہے	۶۸
۷۱	مایوسی کفر ہے	۶۹
۷۲	ایک بت پرست کا واقعہ	۷۰
۷۳	قارون اور فرعون بھی اگر اللہ کو پکارتے تو معافی مل جاتی	۷۲
۷۴	شرط بس یہ ہے کہ توبہ سچی ہو	۷۳

www.sirat-e-mustaqeem.com

۷۵	توبہ کی تین اقسام	۷۴
۷۶	ارتکاب گناہ کے تین درجے	۷۴
۷۷	توبہ کا وقت کب تک رہتا ہے	۷۵

باب دوم

۷۸	بزرگان دین کے خطبات نصیحت	۷۷
۷۹	عوام کے نام	۷۸
۸۰	حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی نصیحت	۷۸
۸۱	علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کی نصیحت	۷۹
۸۲	حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ کی نصیحت	۸۱
۸۳	علمائے کرام کے نام	۸۴
۸۴	شیخ شرف الدین یحییٰ منیری	۸۵
۸۵	علمائے حق کی حق گوئی اور بیباکی کے کچھ واقعات	۸۷
۸۶	شیخ شہاب الدین رحمۃ اللہ علیہ حق گو	۸۹
۸۷	شیخ ابوعبداللہ تونسی رحمۃ اللہ علیہ کی جرأت ایمانی	۸۹
۸۸	ناقص مشائخ اور بے شرع پیرزادوں کے نام	۹۱
۸۹	حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ	۹۳
۹۰	اہل حق مشائخ بھی بہت سی غلط فہمیوں کا شکار ہیں	۹۴
۹۱	اچھے اچھے مشائخ تکبر کے مرض میں مبتلا ہوتے ہیں	۹۵
۹۲	معاشرے کے دانشوروں اور مفکروں کے نام	۹۷
۹۳	اہل دانش کی بے دانشی	۹۸
۹۴	پیشہ ور واعظین کے نام	۱۰۰
۹۵	حجۃ الاسلام حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی واعظین کو نصیحت	۱۰۱
۹۶	مفتیان دین کے نام	۱۰۳
۹۷	بار بار حج کرنے والوں کے نام	۱۰۵
۹۸	ایک حج پر جانے والے کا واقعہ	۱۰۷

کیا آپ موت کے لئے تیار ہیں

۹۹	دل بدست آور کہ حج اکبر است ایک گھر میں بیٹھے ہوئے شخص کے طفیل سب حاجیوں کا حج مقبول ہوگیا	۱۰۷
۱۰۰	سفر حج کی رقم بھوکے ہمسائے کو پیش کردی	۱۰۸
۱۰۱	تاجروں، دولتمندوں اور مالداروں کے نام	۱۰۹
۱۰۲	اہل حکومت اور ظالم حکام کے نام	۱۱۲
۱۰۳	ظالم حکام کو خطاب کرتے ہوئے شاہ صاحب فرماتے ہیں	۱۱۳
۱۰۴	عدل وانصاف اور رعایا پروری کے کچھ واقعات	۱۱۴
۱۰۵	سیاح ابن بطوطہ کے چشم دید واقعات	۱۱۴
۱۰۶	چور کی سزا	۱۱۵
۱۰۷	راجہ کے بیٹے کو سزا	۱۱۵
۱۰۸	شیر شاہ سوری کی عدل پروری	۱۱۶
۱۰۹	محمود غزنوی کی رعایا پروری	۱۱۷
۱۱۰	مظلوموں کے ساتھ انصاف	۱۱۷
۱۱۱	حکایت شاہ الپ ارسلان	۱۱۸
۱۱۲	ہمارے حکام کے لئے سبق	۱۱۹
۱۱۳	ان لوگوں کے نام جو بغیر اعمال صرف نسب کی وجہ سے خاتم بالخیر کے مدعی ہیں	۱۲۳
۱۱۴	بڑے بڑے اولیاء اللہ سوء خاتمہ کے خوف سے	۱۲۶
۱۱۵	حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کا موت کے وقت رونا	۱۲۷
۱۱۶	حضرت مخدوم شیخ یحییٰ منیری رحمۃ اللہ علیہ	۱۲۷
۱۱۷	حضرت شیخ محی الدین سید عبدالقادر جیلانی قدس سرہ	۱۲۹
۱۱۸	خواجہ سید محمد حسینی گیسودراز قدس سرہ	۱۲۹
۱۱۹	سوء خاتمہ کس کو کہتے ہیں اور اس کی کیا کیا صورتیں ہوسکتی ہیں	۱۳۰
۱۲۰	توبہ کرنے والوں کی مناجات	۱۳۲
۱۲۱	اپنی فکر کریں	۱۳۳
۱۲۲	خلاصۂ کلام کیا آپ موت کے لئے تیار ہیں	۱۳۳
۱۲۳	مناجات	۱۳۴

www.sirat-e-mustaqeem.com

۱۲۴	اگر آپ کو موت کی تیاری کی اہمیت کا احساس ہو گیا ہے تو سب سے پہلے ان کاموں پر توجہ دیجئے	۱۳۶
۱۲۵	ترغیب وصیت	۱۳۶
۱۲۶	وصیت کرنے والے کے لئے ہدایت	۱۳۷
۱۲۷	وصیت کی باتیں	۱۳۸
۱۲۸	ہر شخص کا وصیت نامہ اسکے ورثا کے پاس ہونا چاہیے، وصیت نامے کی اہمیت	۱۳۹
۱۲۹	وصیت نامہ کس طرح لکھا جائے	۱۴۰
۱۳۰	فارم وصیت نامہ	۱۴۲
۱۳۱	فارم بقایا عبادات مع فدیہ	۱۴۳
۱۳۲	فارم تفصیل	۱۴۴
۱۳۳	قرضہ واجب الاداء مع امانت، قرض واجب الوصول مع امانت	۱۴۵
۱۳۴	تفصیل جائیداد، تفصیل ترکہ سامان وغیرہ میت	۱۴۶
۱۳۵	1/3 حصہ ترکہ کیلئے اگر وصیت کرنا چاہے مع مالیت	۱۴۷
۱۳۶	قابل اعتماد خاص دوست مع پتہ	۱۴۸
۱۳۷	بیوی/شوہر خصوصی وصیتیں	۱۴۹
۱۳۸	وصیت کرنے والے کے دستخط	۱۴۹
۱۳۹	عاشق رسول حضرت قاری فتح محمد مہاجر مدنی رحمتہ اللہ علیہ کی مشہور دعا	۱۵۰
۱۴۰	یہ جنازہ کس کا ہے؟	۱۵۱
۱۴۱	ماخذ	۱۵۲
۱۴۲	درس عبرت	۱۵۳
۱۴۳	شجرہ طریقت سلسلہ عالیہ قادریہ	۱۵۶
۱۴۴	شجرہ طریقت سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ	۱۵۸
۱۴۵	شجرہ طریقت سلسلہ نقشبندیہ معصومیہ	۱۶۰
۱۴۶	شجرہ طریقت سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ بنوریہ	۱۶۲
۱۴۷	اب تو آجا اب تو خلوت ہوگئی	۱۶۴

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی مدظلہ العالی

موت ایک ایسی حقیقت ہے جس سے کسی کو اختلاف نہیں، کونسا گھر ایسا ہے جس میں موت نہ آئی ہو؟ یہاں اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو بقاء نہیں۔ آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے دنیا میں مسافر کی مانند رہو ہمارے سامنے آخرت ہونی چاہیے کہ ہمیں آخرت کی تیاری کے لئے دنیا میں بھیجا گیا ہے۔ لیکن ہم میں سے کون کس قدر آخرت کی تیاری کر رہا ہے؟ اس کے لئے اپنے اپنے گریبان میں جھانکنے کی ضرورت ہے۔ ہمارے قول و فعل اور عمل سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ گویا ہم نے مرنا ہی نہیں۔ اور نہ ہی ہم نے اس کی تیاری کی ہے۔

ہمارے دوست اور جناب امام القراً حضرت قاری فتح محمد پانی پتی قدس سرہ کے خلیفہ مجاز جناب الحاج نثار احمد خان فتحی زید لطفہ نے موت کی تیاری سے متعلق قرآن وسنت اور فرمودات اکابر کی روشنی میں اس موضوع پر بہت عمدہ مجموعہ تیار فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے مؤلف موصوف اور قارئین کے لئے نافع بنائے آمین۔ اور ہم سب کو موت سے پہلے موت کی تیاری کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

محمد یوسف لدھیانوی
نائب امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

www.sirat-e-mustaqeem.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

افتتاحیہ

پاک ہے وہ ذات جس نے زندگی اور موت کو پیدا کیا تا کہ انسانوں کو آزمائے کہ کون اچھے اور نیک عمل کر کے اپنی آخرت سنوارتا ہے اور بے شمار درود وسلام اللہ کے آخری رسول محمد ﷺ پر جنہوں نے آخرت سوارنے کے سارے طریقے خود اپنی ذات مبارک کو نمونہ بنا کرامت کے سامنے پیش کیے اور ساری زندگی اسی دعوت اور محنت پر صرف کر دی کہ انسان دنیا کی زیب و زینت پر فریفتہ ہو کر اپنی آخرت کو نہ بھول جائے اور انسان کو جس وقت موت آئے تو اللہ اس سے راضی ہو اور وہ اللہ سے راضی ہو۔ آپ کے بعد آپ کی امت کے علماء کرام۔ مشائخ عظام اور واعظین وغیرہ اللہ تعالیٰ ان کو بہترین جزائے خیر عطا کرے۔ اپنی تحریر اور تقریر، صحبت اور مجالس کے ذریعہ اسی دعوت کو پھیلاتے رہے اور آج تک الحمدللہ یہ سلسلہ جاری ہے۔

یہ کتاب بھی اس سلسلہ کی ایک کڑی ہے اور اس میں بھی وہی دعوت الی اللہ۔ دنیا کی بے ثباتی اور آخرت کی پائیداری موت کی یاد اور موت سے پہلے موت کی تیاری کے متعلق مضامین لکھے گئے ہیں تاہم اس کا انداز تخاطب وتحریر دوسری کتابوں سے کچھ مختلف ہے اور وہ موجودہ زمانے کے مزاج اور استعداد کے مطابق بدلا گیا ہے۔

اس کے علاوہ اس کتاب میں اسلامی معاشرے میں اور مسلمانوں کے ہر طبقے میں جو مفاسد ان کی نیت اور عمل میں سرایت کر جاتے ہیں۔ بزرگوں کی کتابوں کے اقتباسات سے ان کی بھی

نشاندہی کی گئی ہے۔ تا کہ پڑھنے والے اپنی نیت اور اعمال کا بھی اچھی طرح محاسبہ کر سکیں۔

الحمدللہ اس کتاب کی تدوین میں سب سے پہلے خود مجھے اپنے نفس کے عیوب اپنی نیت کے فساد اور اپنے اعمال کی کوتاہیوں کا علم ہوا اور توبہ کی توفیق نصیب ہوئی۔ امید ہے دوسرے پڑھنے والے بھی اس آئینے میں اپنے کردار کے خدوخال دیکھ کر اپنی اصلاح نفس کی طرف اس طرح توجہ دیں گے کہ موت کے وقت ان کو اس طرح خطاب کیا جائے:

یاایتها النفس المطمئنه ارجعی الی ربک راضية مرضیه فادخلی فی عبادی و ادخلی جنتی.

ترجمہ: ”اے پاکیزہ اور مطمئن روح لوٹ آ اپنے رب کی طرف اس حالت میں کہ وہ تجھ سے راضی اور تو اس سے راضی اور داخل ہو جا میرے مقرب بندوں میں اور ان کے ساتھ میری جنت میں۔“

انسان کی سب سے بڑی کامیابی اور سعادت یہ ہے کہ مرتے وقت اس کا خاتمہ ایمان کی حالت پر ہو۔ زندگی بھر ساری نیکیاں اسی امید پر کی جاتی ہیں اور سوء خاتمہ کے خوف نے بڑے بڑے اولیاء اور مقربین بارگاہ الٰہی کی کمریں توڑ دی ہیں اور پتے پانی کر دیئے ہیں۔

حق تعالیٰ ہم سب کا خاتمہ ایمان پر اس حالت میں کرے کہ اللہ ہم سے راضی اور ہم اللہ سے راضی ہوں۔ قارئین کتاب سے عاجزانہ درخواست ہے کہ اس فقیر گناہ گار کے لئے جو اپنی زندگی کے آخری حصہ میں ہے حسن خاتمہ کی دعا ضرور فرمائیں۔

۱۸ ربیع الثانی ۱۴۱۹ھ
۱۲ اگست ۱۹۹۸ء

نثار احمد خان فتحی
52A/1 فیڈرل بی ایریا کراچی

www.sirat-e-mustaqeem.com

موت کی تیاری

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے قرآن پاک کی یہ آیت تلاوت فرمائی:

افمن شرح الله صدره للاسلام فهو على نور من ربه.

ترجمہ: خدا نے جس کا سینہ اسلام کے لئے کھول دیا ہو اس میں خدا کا ایک نور پیدا ہو جاتا ہے۔

تو ہم نے آپ ﷺ سے شرح صدر کا مطلب پوچھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

ان النور اذا دخل القلب انفسح وانشرح.

ترجمہ: جب بندے کے دل میں یہ نور داخل ہوتا ہے تو اس کے دل میں وسعت اور انشراح پیدا ہو جاتا ہے۔

ہم نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ! اگر کسی کے دل میں یہ نور آ جائے تو اس کی نشانی اور علامت کیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

التجافی عن دار الغرور والانابة الی دار الخلود والاستعداد للموت قبل نزول الموت.

ترجمہ: اس دنیائے فانی سے کنارہ کشی۔ آخرت کی طرف رجوع اور موت کے آنے سے پہلے موت کی تیاری۔ (منہاج العابدین)

دفعتاً سر پر جو آ پہنچے اجل
پھر کہاں تو اور کہاں دار العمل
جائے گا یہ بے بہا موقع نکل
پھر نہ ہاتھ آئیگی عمر بے بدل
کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے
ایک دن مرنا ہے آخر موت

(خواجہ مجذوب)

موت سے پہلے موت کی تیاری کس طرح کی جائے

یہ صبح کا وقت ہے۔ یک شنبہ کا دن ہے اور ۵۴۵ ہجری کا زمانہ ہے بغداد شریف میں پیران پیر حضرت سیدی شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی خانقاہ شریف میں مسند رشد و ہدایت پر جلوہ افروز ہیں۔ لاکھوں مسلمانوں اور غیر مسلموں کا مجمع سامنے بیٹھا ہے۔ موت سے پہلے موت کی تیاری کا احساس دلاتے ہوئے آپ اپنے وعظ میں فرما رہے ہیں:

دیکھو رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں۔ ''جس کے لئے خیر کا کوئی دروازہ کھولا جائے تو اس کو چاہیے کہ اس کو بہت غنیمت سمجھے کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ یہ دروازہ کب بند کر دیا جائے گا۔''

لوگو خوش ہو جاؤ اور غنیمت سمجھو اپنی زندگی کے دروازے کو جب تک کہ وہ کھلا ہوا ہے اور عنقریب بند کر دیا جائے گا۔ غنیمت سمجھو نیکیوں اور دوسرے اعمال صالحہ کو جب تک تم ان کے کرنے پر قادر ہو۔ غنیمت سمجھو توبہ کے دروازے کو اور اس میں داخل ہو جاؤ اس سے پہلے کہ سکرات کے وقت وہ بند ہو جائے۔ غنیمت سمجھو دعا کے دروازے کو کہ وہ تمہارے لئے کھلا ہوا ہے۔ اے غافل لوگو! بنا لو جو کچھ تم توڑ چکے ہو۔ دھو لو جس کو نجس کر چکے ہو۔ سنوار لو جس کو بگاڑ چکے ہو۔ صاف کر لو جس کو مکدر کر چکے ہو اور لوٹا دو جس کو تم ظلم سے لے چکے ہو۔ اس سے پہلے کہ موت کا فرشتہ آئے اور تمہیں ایک لمحے کی بھی مہلت نہ دے اور تمہاری آنکھیں بند ہو جائیں۔

قیامت کے دن انسان یاد کرے گا جو کچھ بھلائی برائی دنیا میں کر چکا تھا مگر وہاں پشیمانی فائدہ نہ دے گی۔ وہاں یاد کرنا مفید نہ ہوگا۔ ہاں آج موت سے پہلے یاد کرنا واقعی بڑا نفع بخش ہے۔ صاحبو! شرماؤ حق تعالیٰ سے۔ غفلت میں نہ پڑے رہو۔ تمہارا وقت بیکار جا رہا ہے۔ تم مشغول ہو ایسی چیزیں جمع کرنے میں جس کو کھا نہ سکو گے۔ آرزو رکھتے ہو ایسی چیزوں کی جن کو پا نہ سکو گے اور تعمیر کرتے ہو ایسے مکانات کی جس میں رہ نہ سکو گے۔ یہ ساری چیزیں تمہیں تمہارے رب سے دور کر رہی ہیں۔ (الفتح الربانی)

www.sirat-e-mustaqeem.com

روز جزا یعنی فیصلے کا دن بہت سخت ہوگا

مرنے کے بعد دوبارہ اٹھائے جانے اور حساب کتاب کے لئے خدا کے سامنے حاضر ہونے والے دن پر ایمان لانا ہر مسلمان پر فرض ہے۔ قرآن پاک میں حق تعالیٰ نے بار بار مختلف انداز بیان میں انسان کو اس ہولناک دن سے آگاہ کیا ہے اور عقل سلیم بھی اس بات کا تقاضہ کرتی ہے کہ زندگی بھر جس انسان نے اللہ کے لئے نماز کی تکلیف برداشت کی۔ روزوں میں کھانے پینے سے صبر کیا۔ اپنے مال کو اللہ کے راستے میں خرچ کیا حرام و ناجائز دولت کی کثرت کو ٹھکرا کر حلال اور پاکیزہ کمائی کی قلت پر قناعت کی۔ نیکیوں کو پھیلایا اور برائیوں کو مٹایا غرض کہ زندگی بھر جس نے تکلیف اور مشقت برداشت کی مرنے کے بعد اس کو اسی نسبت سے آرام اور سکون ملے۔ اس کے برعکس جس نے اللہ کے بجائے اپنی خواہشات نفس کی پیروی کی۔ اللہ کی نافرمانی کی۔ زندگی عیش و عشرت میں بسر کی۔ زنا کرتا رہا۔ شرابیں پیتا رہا۔ لوگوں پر ظلم کیے۔ قتل کیے۔ ڈاکے مارے اور زمین پر فساد برپا کیا۔ لوگوں کے حقوق ضائع کیے اور اسی حالت میں بغیر توبہ مر گیا تو عقل کا تقاضہ ہے کہ مرنے کے بعد ایسے شخص کو اس کے کیے کی سزا ملنی چاہیے اور خدا کے عدل کا بھی یہی تقاضہ ہے چنانچہ قرآن پاک میں ہے ”تجز کل نفس بما کسبت لا ظلم الیوم“

ترجمہ: ہر انسان کو بدلہ دیا جائے گا ان کاموں کا جو انہوں نے دنیا میں کیے اس دن کسی پر کوئی ظلم نہیں ہوگا (یعنی پورا پورا انصاف کیا جائے گا)

کیونکہ اگر ایسا نظام عدل نہ ہو تو پھر تو جانوروں کی دنیا یعنی جنگل اور انسانوں کی دنیا میں کیا فرق رہا۔ جس نے اپنا کھانا دوسرے کو دے دیا اور خود بھوکا رہا اس کا صلہ کون دے گا۔ جس نے حرام کے ترلقمے کو ٹھکرا کر حلال کی روکھی سوکھی روٹی کھا کر صبر کیا اس کا انعام اس کو کہاں سے ملے گا۔ جس کو تنہائی میں کوئی خوب صورت جوان عورت گناہ کی ترغیب دے اور وہ خدا کے خوف سے اس دعوت کو ٹھکرا دے اس عمل کی داد کس سے پائے گا جس شخص نے عمر بھر اپنے نفس کی خواہشات کے مطابق زندگی گزاری ہر حرام لذت سے فائدہ اٹھایا اور جس نے پوری زندگی خدا کی مرضی کے

مطابق اور نفس کی ناجائز خواہشات کے خلاف بسر کی کیا دونوں برابر ہو جائیں گے۔ عقل سلیم کہتی ہے کہ ایسا نہیں ہونا چاہیے اور خدا کا عدل بھی یہی کہتا ہے چنانچہ قرآن پاک میں ہے۔

”افنجعل المسلمین کالمجرمین“

ترجمہ: ”کیا ہم مجرم لوگوں کو فرمانبرداروں کے برابر کردیں گے؟ یعنی نہیں ایسا نہیں ہوگا یہ بات اللہ کے عدل وانصاف سے ممکن ہی نہیں۔

دوستو جب معاملہ اتنا سخت ہے اور جزا سزا کے مرحلے سے گزرنا لازمی ہے تو پھر عقل تقاضہ کرتی ہے کہ اس دن کے لئے تیاری کی جائے جب آدمی ذرہ ذرہ بھر نیکی کا محتاج ہوگا اور کوئی کسی کی مدد نہیں کر سکے گا۔ دوستو آج ہم زندہ ہیں سب کچھ کر سکتے ہیں کل مر جائیں گے تو کچھ بھی نہیں کر سکیں گے اس لئے زندگی کو موت سے پہلے غنیمت سمجھو اور جو کچھ نیکیاں کما سکتے ہو اپنے گناہوں کی تلافی کر سکتے ہو کر لو۔

تو نے منصب بھی اگر پایا تو کیا
گنج سیم و زر بھی ہاتھ آیا تو کیا
قطر عالیشاں بھی بنوایا تو کیا
دبدبہ بھی اپنا دکھلایا تو کیا
ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کرلے جو کرنا ہے آخر موت ہے

موت سے پہلے تیاری کا مطلب

موت سے پہلے موت کی تیاری کا مطلب یہ ہے کہ انسان اپنے عقائد، معاملات، معاشرت اور عبادات پر غور کرے۔ دین کے ان چاروں شعبوں میں جہاں جہاں اس سے کوتاہیاں ہو رہی ہیں صدق دل سے ان کی اصلاح میں لگ جائے اور اللہ تعالیٰ سے مدد مانگتا رہے۔ سب سے زیادہ کوتاہیاں انسان سے معاشرت اور معاملات یعنی لین دین، تجارت، نکاح،

www.sirat-e-mustaqeem.com

طلاق، پڑوسی، اولاد، ماں باپ اور عزیز واقارب کے حقوق کے بارے میں ہوتی ہیں اور بہت سے لوگ توان باتوں کو دین ہی نہیں سمجھتے۔ حالانکہ آدھے سے زیادہ دین کے احکامات آپس کے معاملات ہی کے متعلق ہیں۔

قیامت کے روز اللہ پاک اپنی بارگاہ میں ہونے والی کوتاہیوں کو معاف فرما سکتا ہے لیکن بندوں کے حقوق میں کوتاہی کو اس وقت تک معاف نہیں کرے گا جب تک مظلوم خود معاف نہ کرے۔

ابتداء میں رسول اللہ ﷺ اس کی نماز جنازہ میں شریک نہیں ہوتے تھے جو قرض چھوڑ کر مرا ہو۔

اعمال اور کردار کا محاسبہ

عقلمند آدمی کو چاہیے کہ اپنے اعمال اور کردار کا محاسبہ کرتا رہے اور اپنے نفس کی اصلاح میں لگا رہے۔ ہر وقت خیال رکھے کہ مجھ سے کوئی حق تعالیٰ کی نافرمانی تو نہیں ہو رہی۔ کسی بندے کا حق تو ضائع نہیں ہو رہا۔

زیادہ تر انسانوں کے نفوس سرکش ہی ہوتے ہیں وہ انسان سے اپنی من مانی کراتے رہتے ہیں اور ان کی من مانی ہمیشہ اللہ کی مرضی کے خلاف ہوتی ہے گویا وہ انسان کو خدا کا بندہ بننے کے بجائے اپنا بندہ بنا لیتے ہیں اس کیفیت کو اللہ پاک نے قرآن پاک میں اس طرح بیان کیا ہے۔

افرأیت من اتخذ الهه هواه

ترجمہ: ''کیا تم اس شخص کو نہیں دیکھتے جس نے اپنی خواہشات کو خدا بنا رکھا ہے۔''

ایسے سرکش نفس سے اس طرح مکالمہ کرنا چاہیے۔

''اے نفس ذرا انصاف کر اگر ایک یہودی تجھ سے کہہ دیتا ہے کہ فلاں لذیذ کھانا تیرے لئے نقصان دہ ہے تو تو صبر کرتا ہے اسے چھوڑ دیتا ہے اس کی خاطر تکلیف گوارا کر لیتا ہے تو کیا اللہ کے رسول ﷺ کا قول اور خدا کی کتاب کا مضمون تیرے نزدیک اس یہودی کے قول سے بھی گیا گزرا ہے۔

تعجب ہے کہ اگر ایک بچہ کہتا ہے کہ تیرے کپڑوں میں بچھو چڑھ گیا ہے تو تو بغیر دلیل طلب کیے اپنے کپڑے اتار پھینکتا ہے۔ کیا اللہ اور اس کے رسولوں کی خبریں تیرے نزدیک اس بچے کی بات سے بھی کم وقعت رکھتی ہیں۔

جہنم کی آگ اس کی بیڑیاں اس کے سانپ، بچھو، قبر کی ہولناکیاں، اس کا دبانا، پل صراط، حساب کتاب کے متعلق جو خبریں اللہ نے اپنی کتاب اور اس کے رسول نے اپنی احادیث میں دی ہیں اگر تیرا ان پر ایمان ہے تو پھر کیا بات ہے کہ تو جہنم کے عذاب اور قبر کی تکلیف سے بچنے کی کوشش نہیں کرتا۔

موت کا فرشتہ تیری طرف گھات لگائے انتظار میں ہے کہ کب اس کو حکم ملے اور وہ آکر تجھے دبوچ لے۔ تو مہلت مانگے اور مہلت نہ ملے تو بولنا چاہے اور نہ بول سکے تو اپنے پیاروں سے مدد کی بھیک مانگے اور مدد نہ مل سکے۔ تو فدیہ میں دنیا بھر کی دولت دے تب بھی قبول نہ ہو۔ اس وقت تو حسرت بھری نظروں سے دنیا کی نیکیوں کو دیکھے گا جو تو حاصل نہ کر سکا۔ اے نفس ذرا سوچ جب ایسا سخت وقت آنے والا ہے تو اس کے لئے تو تیاری کیوں نہیں کرتا تو یہی کہتا رہتا ہے کہ بس کل سے نیک زندگی گزاروں گا اور کل کل کرتے تیری ہر کل آج میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ اے نفس خوب جان لے اگر نیکی اختیار کرنے میں آج تو اپنے کو عاجز پاتا ہے تو کل اس سے بھی عاجز تر ہو گا۔ اے نفس کیا تو نہیں جانتا کہ سب مرنے والے یہ تمنا کرتے ہیں کہ کاش ہمیں ایک ہی روز کی زندگی اور مل جائے تو ہم دنیا میں واپس جا کر کوئی نیک عمل کر کے اپنے گناہوں کی تلافی کر لیں اور تجھے ابھی یہ بات حاصل ہے کہ تو دنیا میں موجود ہے مگر تو اپنے وقت کو غفلت اور خدا کی نافرمانی میں ضائع کر رہا ہے۔

افسوس کہ تیری زبان تو مسلمان ہے مگر دل مسلمان نہیں۔ تیرا قول مسلمان ہے مگر تیرا عمل مسلمان نہیں تو اپنی جلوت اور مجلسوں میں تو مسلمان ہے مگر خلوت اور تنہائی میں مسلمان نہیں۔ کیا خبر کل کا دن اس حالت میں آئے تو سطح زمین سے گم ہو کر قبر کے تاریک گڑھے کے اندر موجود ہو بلکہ کیا عجب کہ ابھی ایسا ہو جائے۔ اے دنیا کی حرام لذتوں میں مشغول نفس موت آنے سے پہلے اپنا

www.sirat-e-mustaqeem.com

محاسبہ کرلے۔ حق تعالیٰ کی ڈھیل اور اپنے عیش وعشرت کے سامان سے دھوکہ نہ کھا۔ اے بدنصیب نفس تو ان میں داخل ہے جو یہاں دنیا میں دنیا کمانے کی مشقت اور فکروں میں مبتلا ہے اور وہاں اس کی وجہ سے دوزخ میں بھی تکلیف اور عذاب میں مبتلا رہے گا۔ جناب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بندہ جب اعمال میں کوتاہی یعنی نافرمانی کرتا ہے تو حق تعالیٰ اس کو مبتلا کردیتا ہے۔ اہل وعیال کی فکر میں۔ بیوی بچوں کے جھگڑوں میں، آمدنی کی کمی میں۔ اولاد کے نافرمان بن جانے میں۔ گھر کے لوگوں کے درمیان جھگڑے اور نفرتیں پیدا ہونے میں وہ جہاں بھی جاتا ہے ٹھوکریں کھاتا ہے دیکھ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ ''اللہ تم کو عذاب دے کر کیا کرے گا اگر تم اس کے شکر گزار بنو اور ایمان لے آؤ'' اے آخرت کی زندگی سے غافل نفس شیطان تیرے دل میں فاسد خیالات ڈال کر تجھ کو نیکی اور سعادت کے راستے سے ہٹا رہا ہے کبھی دل کہتا ہے کہ اللہ اپنی مخلوق کی اطاعت سے بے نیاز ہے اس کو ہمارے عمل کی حاجت نہیں پھر ہم کیوں نماز، روزہ وغیرہ کی تکلیف برداشت کریں، بے شک اللہ بندوں کی عبادت سے بے نیاز ہے اس کو ہماری بندگی سے کوئی فائدہ ہوتا ہے نہ ہماری نافرمانی سے کوئی نقصان جو کچھ ہم کرتے ہیں اس میں ہمارا اپنا ہی فائدہ اور نقصان ہے۔ ''ومن عمل صالحا فلنفسه'' جس نے نیک کام کیے اپنے ہی فائدے کے لئے کیے، ''ومن تزکی فانما تزکی لنفسه'' جس نے پاکیزگی اختیار کی اس نے اپنے آپ کو پاکیزہ کیا۔''

کبھی شیطان وسوسہ ڈالتا ہے کہ اللہ بڑا غفور رحیم ہے ہم ہزار گناہ کریں وہ ضرور ہماری بخشش کردے گا۔ اے نفس خبردار ہوجا یہ شیطان کا سب سے بڑا دھوکہ ہے، بے شک اللہ بڑا رحیم وکریم ہے مگر اس کی دوسری صفات قہار، جبار، منتقم اور شدید العقاب بھی ہیں۔ کسان جب تک دانہ نہ بوئے فصل ہاتھ نہیں آتی۔ آدمی تندرست نہیں رہ سکتا جب تک غذا نہ کھائے۔ بیمار اچھا نہیں ہوتا جب تک علاج نہ کرے تو جس طرح دنیا کی چیزوں کو حاصل کرنے کے لئے قدرت نے اسباب پیدا کئے ہیں آخرت کی سعادت اور نجات کے لئے بھی اسباب ہیں۔ اے نفس ہوش میں آ خیال کر کہ مسلمان ہوکر آدمی نشہ کرے۔ چوری کرے۔ قتل کا مرتکب ہو۔ زنا کرتا پھرے۔ نماز

سے بھاگے۔ روزے سے جان چھڑائے۔ زکوٰۃ سے منہ بنائے۔ لوگوں کو دھوکہ دے ان کے حقوق تلف کرے اور طرح طرح کے برے کاموں میں لگا رہے اور پھر بھی امید رکھے کہ اللہ تعالیٰ بڑا رحیم وکریم ہے مجھے جنت عطا کردے گا۔

اللہ تعالیٰ سے حسن ظن یعنی نیک گمان رکھنا بہت اچھی بات ہے اور حدیث قدسی میں بھی اس کی تاکید ہے مگر لوگ اس کے غلط معنی سمجھے ہوئے ہیں۔ بندہ جب خدا کی عبادت واطاعت میں کوشش کرے اور گناہوں سے کنارہ کش رہے۔ نیک اور صالح زندگی گزارے اس کے بعد کہے کہ میں امید رکھتا ہوں کہ جو کچھ مجھ سے نیکیاں اور عبادات ہوئیں اسے خداوند کریم اپنے فضل و کرم سے قبول فرمائے گا اور میری کوتاہیوں اور غلطیوں کو معاف کرکے مجھے بخش دے گا تو اس کیفیت کو حسن ظن، نیک گمان اور رجا کہتے ہیں۔ اس کے برعکس اگر بندہ غفلت میں پڑا رہے۔ من مانی زندگی گزارے۔ اطاعت چھوڑ کر نافرمانی اور سرکشی کرے، قہر خداوندی کا کچھ خوف نہ کرے۔ قرآن کے وعدہ اور وعید کو خاطر میں نہ لائے پھر بھی یہ کہے کہ میں امید کرتا ہوں کہ خدا مجھے بہشت میں داخل کرے گا اور عذاب سے نجات دے گا تو یہ حسن ظن اور رجا نہیں بلکہ یہ محض آرزو ہی آرزو ہے جو بالکل لاحاصل اور جس کی کوئی حقیقت اور بنیاد نہیں۔

نفس کیلئے طویل عمر کا دھوکہ

نفس تو کہتا ہے ابھی بہت عمر پڑی ہوئی ہے۔ آخری عمر میں توبہ کرلیں گے۔ یہ بات تجھے کہاں سے معلوم ہوئی۔ یہ بھی تو ہوسکتا ہے کہ آج کا دن تیری عمر کا آخری دن ہو۔ اے نفس جس طرح تو راہ حق سے انحراف کرتا ہے اس طرح تجھ سے پہلے دنیا سے جانے والوں نے بھی روگردانی کی تھی مگر اب ان کی حالت یہ ہے کہ قبروں میں اب وہ یہ تمنا کرتے ہیں کہ کاش دنیا کی زندگی میں حق کو قبول کرلیتے۔

اے نفس میں دیکھتا ہوں کہ تو دو وجہ سے گناہوں اور اللہ کی نافرمانیوں پر دلیر ہوگیا ہے ایک تو کفر خفی اور دوسرا صریح حماقت۔ کفر خفی یہ ہے کہ یوم حساب۔ زندگی بعد الموت اور اللہ کے وعدہ

www.sirat-e-mustaqeem.com

وعید پر تجھے پورا یقین نہیں ہے اور تو شک میں پڑا ہوا ہے اور صریح حماقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تدبیر مخفی اور اسکے استدراج کا خیال کیے بغیر اور اس کی فرمانبرداری اور اطاعت کیے بغیر اس کے عفو وکرم اور اس کی غفاری وستاری پر اعتماد کر بیٹھا ہے جبکہ تو روٹی کے ایک ٹکڑے کے لئے اس پر اعتماد نہیں کرتا اور اپنی ضرورتوں کے حصول کے لئے ادھر ادھر مارا مارا پھرتا ہے۔ اسی جہالت کی وجہ سے تو آنحضرت ﷺ کے اس ارشاد کا مصداق ہے:

''ہوشیار وہ ہے جو اپنے نفس کا محاسبہ کرے اور موت کے بعد والی زندگی کے لئے عمل کرے اور احمق وہ ہے جو اپنے نفس کی خواہشات کے پیچھے چلے اور اللہ سے مغفرت کی امیدیں بھی رکھے۔''

اے اللہ کے نافرمان نفس۔ اے دنیا کی فانی لذتوں میں گرفتار نفس۔ اے خدا سے غافل اور بے خوف نفس تو نے کتنی دلیری اور بے باکی سے اپنے رب کی نافرمانی کی اس کی حدود کو توڑا اس کے احکام سے بغاوت کی اور کبھی ایک آنسو بھی ندامت کا تیری آنکھ سے نہیں نکلا۔ کتنے کٹورے تو نے حرام شراب کے پیئے اور خدا کے غضب کا خیال تک نہ آیا۔ کتنی نوجوان اور پاکیزہ لڑکیوں کو تو نے برہنہ کر کے ان سے منہ کالا کیا ان کی عصمت دری کی اس وقت تجھے اپنی ماں، بہنیں یاد نہیں آئیں۔ کتنے گناہوں کے دن تو نے کلبوں، تھیٹروں اور فحش فلم بینی کی نذر کیے اور خدا سے ذرا نہ شرم آئی۔ تو نے کسی کو قتل کیا۔ کسی کا مال لوٹا۔ کسی کو دھوکہ اور فریب دیا۔ کسی کی امانت میں خیانت کی۔ کسی پر تہمت اور بہتان لگا کر اس کا گھر برباد کیا اور کبھی تجھ کو یہ خیال نہیں آیا کہ میرا رب میرے سارے کرتوتوں اور ساری بداعمالیوں کو دیکھ رہا ہے اور باخبر فرشتے تیرے سارے اعمال لکھتے جا رہے ہیں قیامت میں تو خود اپنی آنکھوں سے پڑھے گا تیرے گناہوں کی پوری فلم تجھے دکھائی جائے گی خود تیرے بدن کے اعضاء تیرے خلاف گواہی دیں گے۔ اس وقت تیرا کیا حال ہوگا۔ اے غافل نفس سوچ لے ابھی وقت ہے تلافی ہوسکتی ہے۔

پس اے نفس ہوشیاری اور عقلمندی سے کام لے۔ حماقت کی قبا چاک کر اور موت سے پہلے موت کی تیاری کر لے۔

قل ان الموت الذی تفرون منه فانه ملقیکم ثم تردون الی عالم الغیب والشهادة فینبئکم بما کنتم تعملون.

ترجمہ: فرما دو اے نبی! بے شک وہ موت جس سے تم بھاگ رہے ہو وہ یقیناً تمہارے پاس آکر رہے گی پھر تم اس ذات کی طرف لوٹا دیئے جاؤ گے جو ہر چھپی اور ظاہری بات کو جاننے والی ہے۔ پس وہ ذات تم کو خبر دے گی ان کرتوتوں کی جو تم دنیا میں کرتے تھے۔

اب حرص و ہوا کو چھوڑ میاں مت دیس بدیس پھرے مارا
قزاق اجل کا لوٹے ہے دن رات بجا کر نقارا
کیا بدھیا بھینسا بیل شتر کیا کوئی پلا سر بھارا
کیا گیہوں چاول موٹھ مٹر کیا آگ دھواں اور انگارا
سب ٹھاٹھ پڑا رہ جاوے گا جب لاد چلے گا بنجارا
(نظیر اکبر آبادی)

موت وہ واحد شے ہے جسکے یقین ہونے میں کسی کا اختلاف نہیں

اس دنیائے رنگ و بو پر اگر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ موت کے سوا کوئی شے ایسی نہیں ہے جس پر ساری دنیا کے لوگ متفق ہوں۔ مذہب، سیاست، معاشرت، عقائد، عبادات۔ غرضیکہ ہر چیز میں لوگ ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ حد تو یہ ہے کہ خدا کی ذات کے بارے میں بھی لوگ اختلاف رکھتے ہیں۔

مسلمان کہتے ہیں:

لا اله الا الله ترجمہ: اللہ ایک ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔

نصاریٰ کہتے ہیں:

ان الله ثالث ثلثة ترجمہ: بے شک اللہ تینوں کا تیسرا ہے۔

یہود کہتے ہیں:

www.sirat-e-mustaqeem.com

قالت الیھود عزیز ن بن اللہ   ترجمہ: عزیز اللہ کا بیٹا ہے۔

دہریئے کہتے ہیں: ترجمہ: خدا کا وجود ہی نہیں ہے۔

غرض دنیا کی ہر شے کو اختلاف نے اپنی لپیٹ میں لے رکھا ہے صرف موت ہی ایسی شے ہے جس کے واقع ہونے کو بالا اتفاق مسلم، غیر مسلم، موحد، مشرک، دہریئے سب دل سے مانتے ہیں۔ اس بارے میں کسی نے آج تک کوئی حجت نہیں کی۔ کوئی بحث نہیں کی اور کوئی دلیل نہیں مانگی۔

موت سے کس کو رستگاری ہے   آج وہ کل ہماری باری ہے

کل نفس ذائقة الموت

ہر شخص کو موت کا ذائقہ چکھنا پڑے گا۔

لو کانت الدنیا تدوم لواحد
لکان رسول اللہ فی الدنیا مخلدا

اگر دنیا کسی ایک کے لئے ہمیشہ کی جگہ ہوتی تو اللہ کے رسول ہی دنیا میں ہمیشہ رہتے۔ مگر ایسا نہ ہوا۔ اس لئے

لازم ہے ہر بشر کو خیال قضا رہے
ہم کیا رہیں گے جب نہ رسول خدا رہے

جب سے دنیا قائم ہوئی اور جب تک رہے گی موت سے کوئی مستثنیٰ نہیں۔

وہ رومی ہو کہ ہندی ہو کہ چینی
شراب مرگ تو سب کو ہے پینی
کسی کو بھی مفر اس سے نہیں ہے
ہے ہر شے محتمل مرنا یقینی
(نثار فتحی)

مرتے وقت رشتہ داروں کو مرنے والے سے زیادہ اپنی فکر ہوتی ہے

ایک بزرگ حضرت یزید الرقاشی کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں ایک عابد کے گھر گیا۔ دیکھتا ہوں کہ وہ موت وحیات کی کشمکش میں مبتلا ہے اور تمام اس کے رشتہ دار جمع ہیں اور رو رہے ہیں۔ عابد نے اپنے باپ سے پوچھا اباجان آپ کیوں رو رہے ہیں۔ بولے بیٹا تیری اس حالت کو دیکھ کر اور یہ سوچ کر کہ اس بڑھاپے میں میری لاٹھی ٹوٹ رہی ہے کس طرح تیرے بغیر زندگی گزرے گی۔

پھر اس عابد نے اپنی ماں سے پوچھا اماں جان آپ کیوں روتی ہیں۔ بولی بیٹا تیری جدائی اور تیری موت کے بعد کی تنہائی اور وحشت کو سوچ کر روتی ہوں۔ تو میری ضعیفی کا سہارا ہے۔ تو میرے گھر کا چراغ ہے۔ تیرے بعد اس گھر میں اندھیرا ہو جائے گا۔

اس نے پھر اولاد سے رونے کا سبب پوچھا تو کہا اباجی ہم یتیم ہو جائیں گے۔ ہمیں آپ جیسا پیار کہاں ملے گا اور ہماری ضرورتوں کو اب کون پورا کرے گا۔

بیوی سے پوچھا تو اس نے کہا میرے سرتاج آپ کے بعد تنہائیوں اور وحشتوں کے سانپ مجھے ڈسیں گے۔ یہ گھر سونا ہو جائے گا اور میں بیوہ ہو جاؤں گی۔ بغیر آپ کے سہارے یہ پہاڑ سی زندگی کاٹنی دوبھر ہو جائے گی۔

سب کی آہ و بکا اور آہ و زاریاں سن کر اس عابد نے کہا۔ "**اقعدونی اقعدونی**" مجھے بٹھا دو مجھے بٹھا دو۔ گھر والوں نے سہارا دے کر اس کو بٹھا دیا تو عابد نے ان سب کو خطاب کر کے کہا۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ تم سب اپنے ہی رونے رو رہے ہو۔ تم سب کو اپنی ہی فکر پڑی ہوئی ہے۔ کوئی ایسا نہیں جس کو مجھ سے ہمدردی ہو۔ میری بھی فکر ہو کہ مرنے کے بعد میرا کیا حال ہوگا۔ منکر نکیر کے سوالوں کا جواب دے سکوں گا یا نہیں۔ قبر کے گڑھے میں میرے اوپر کیا گزرے گی۔

تم میں سے کوئی بھی اس بات پر نہیں روتا کہ کل میں خدا کے سامنے کیا توشہ لے کر حاضر ہوں گا۔ اگر گناہوں کا پلڑا بھاری ہوا تو سزا سے بچنے کے لئے کیا عذر پیش کروں گا۔ افسوس! سب

www.sirat-e-mustaqeem.com

کو اپنی فکر پڑی ہے میری آنے والی مصیبت کی کسی کو پرواہ نہیں۔ اتنا کہتے ہوئے اس عابد کے ہاتھ پاؤں ڈھیلے ہوگئے اور روح پرواز کرگئی۔

کہا احباب نے یہ دفن کے وقت
کہ ہم کیونکر وہاں کا حال جانیں
لحد تک آپ کو لے آئے ہم سب
اب آگے آپ کے اعمال جانیں

مرنے والے کو سب بھول جاتے ہیں

دوستوں جس دنیا کے پیچھے آج تم بھاگ رہے ہو۔ جس دنیا کو حاصل کرنے کے لئے تم اپنی عزت اور ایمان کو بھی بیچ دیتے ہو۔ جس دنیا کی محبت میں تم اپنی جان کھپا رہے ہو۔ دوستو مرنے کے بعد یہ دنیا تمہیں بالکل بھول جائے گی۔ تمہارا نام زندوں کی فہرست سے کاٹ کر بھولے بسرے انسانوں کی فہرست میں ڈال دے گی۔ تمہارے نام کی فائلیں عدالت میں داخل دفتر کر دی جائیں گی۔ دوست احباب اور رشتہ دار کچھ دن یاد کر کے ہمیشہ کے لئے بھول جائیں گے۔ بیوی کچھ دن آہ وزاری کر کے پھر اپنے مشاغل میں الجھ جائے گی یا دوسرا نکاح کر لے گی۔ بچے بہت یاد کریں گے مگر رفتہ رفتہ ان کے ذہنوں سے تمہاری شکل بھی مٹ جائے گی۔ تمہاری دولت، باغیچے، فیکٹریاں اور مکانات پر تمہارے وارث قابض ہوجائیں گے۔ جو ایک وقت کی روٹی بھی تمہارے نام پر خیرات نہیں کریں گے اور تم ان بداعمالیوں کی بدولت اور ناجائز دولت سے بیوی بچوں کو خوش کرنے کے عوض قبر کے دہشت ناک عذاب میں جلتے رہو گے اور کوئی تمہارا پرسان حال نہ ہوگا۔

پھر زمانے کی گردش تمہاری قبر کی بلندیوں کو ہموار کر کے تمہارا نام بھی صفحہ ہستی سے مٹا دے گی اور نصف صدی گزرنے کے بعد کوئی مشکل سے یاد کرے گا کہ کبھی تم بھی اس دنیا میں تھے اور تم اپنی زبان حال سے اس طرح فریاد کرو گے۔

روندے ہے نقش پا کی طرح خلق یاں مجھے
اے عمر رفتہ چھوڑ گئی تو کہاں مجھے

بس اتنی سی حقیقت ہے فریب خواب ہستی کی

زمانے کو تین ادوار میں تقسیم کیا گیا ہے۔ ماضی، حال اور مستقبل۔ جو زمانہ گزر گیا وہ گزر گیا اور جو زمانہ آنے والا ہے اس کا پتہ نہیں کہ وہ آئے گا یا نہیں۔ انسان کے لئے اس کا نقد وقت صرف اس کا حال ہے، جس کو آج کہتے ہیں۔

دوستو کسی کو نہیں معلوم کہ اس کو کل کا دن نصیب ہوگا کہ نہیں اس لئے جو کچھ نیک عمل کرنے ہیں اور جو کچھ ماضی کی تلافی کرنی ہے وہ آج ہی سے شروع کر دو۔

کوئی دن ایسا نہیں جس میں سورج طلوع نہ کرے مگر اس میں ایک فرشتہ یہ آواز دیتا ہے کہ اے چالیس سال کی عمر والو یہ توشہ تیار کرنے کا وقت ہے اس لئے کہ تم صحت مند ہو تمہارے ہوش وحواس قائم ہیں۔

اے پچاس سال کی عمر والو تمہارے مؤاخذے کا وقت قریب آگیا ہے۔ اے ساٹھ سال کی عمر والو تم نے اللہ کے عذاب کو بھلا دیا۔ تمہیں اتنی لمبی عمر دی گئی۔ اب تمہارا کوئی عذر نہیں سنا جائے گا۔ دوستو موت کا فرشتہ چھوٹی بڑی عمر نہیں دیکھتا۔ ننھے منے بچے جن کی لمبی لمبی زندگیوں کی امیدیں باندھی جاتی ہیں۔ روشن مستقبل ان سے وابستہ کیا جاتا ہے کہ میرا بیٹا وزیر بنے گا۔ امیر بنے گا مگر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں یہ فیصلہ ہو چکا ہوتا ہے کہ یہ چند روز میں مرجائے گا۔ پھر تم اپنے ہاتھوں سے اس کو قبر میں دبا کر چلے آتے ہو اور تمہاری تمام امیدیں دھری کی دھری رہ جاتی ہیں۔

دوستو کتنے خوبصورت اور حسین وجمیل نوجوان صبح شام ہنستے کھیلتے اور عیش کرتے ہوئے گزارتے ہیں اور حال یہ ہے کہ وہ کپڑے بازار میں آجاتے ہیں جس سے ان کے کفن تیار ہوں گے اور ان کو اس کی خبر بھی نہیں ہوتی۔

دوستو کتنی دلہنیں ایسی ہوتی ہیں جن کو دولہا کے لئے سجایا جارہا ہوتا ہے اور آسمانی فیصلہ یہ ہوتا

www.sirat-e-mustaqeem.com

ہے کہ ان کو اسی حالت میں دبوچ لیا جائے۔ ایسے بہت واقعات ہوتے رہتے ہیں۔

نئی گاڑی خریدی جاتی ہے اور وہی موت کا سبب بن جاتی ہے۔ نیا مکان بنایا جاتا ہے۔ خوب زیب و زینت سے آراستہ کیا جاتا ہے۔ اس کے لئے ہر طرح کی بے ایمانی۔ رشوت خوری۔ ظلم اور ایمان فروشی کی جاتی ہے۔ تھوڑے ہی دن اس میں رہنا نصیب ہوتا ہے کہ ڈاکہ پڑ جاتا ہے مال بھی گیا جان بھی گئی اور آخرت کا عذاب ہمیشہ کے لئے الگ رہا۔

یہ عالم عیش و عشرت کا یہ دنیا کیف و مستی کی
بلند اپنا تخیل کر یہ سب باتیں ہیں پستی کی
یہاں دراصل ویرانہ ہے گو صورت ہے بستی کی
بس اتنی سی حقیقت ہے فریب خواب ہستی کی
کہ آنکھیں بند ہوں اور آدمی افسانہ ہو جائے
(خواجہ مجذوب)

ملک الموت لمبی عمر والوں کے پاس اپنے قاصد بھیجتا رہتا ہے

بعض بزرگوں سے منقول ہے کہ کسی اللہ والے نے ملک الموت سے پوچھا کہ کیا تمہارے پاس کوئی قاصد نہیں جس کو اپنے آنے سے پہلے بھیج دیا کریں تاکہ لوگ ڈر کر تیار ہو جائیں۔ ملک الموت نے کہا بخدا میرے پاس بہت سے قاصد ہیں مثلاً امراض بڑھاپا۔ کانوں کی سماعت اور آنکھوں کی بصارت کا کمزور ہو جانا جب لوگ ان چیزوں سے بھی نصیحت نہیں کرتے تو پھر میں آواز دیتا ہوں کہ اے شخص کیا یکے بعد دیگرے میرے قاصد تمہارے پاس نہیں آتے رہے لو اب میں خود آتا ہوں اور اب میرے بعد کوئی قاصد نہیں آئے گا۔ (قرطبی)

روایت ہے کہ موت کا فرشتہ داؤد علیہ السلام کے پاس آیا۔ حضرت نے پوچھا کہ تو کون ہے۔ اس نے جواب دیا میں وہ ہوں جو بادشاہوں سے بھی نہیں ڈرتا اور نہ مجھے کوئی محلات میں داخل ہونے سے روک سکتا ہے اور نہ میں کسی سے رشوت لیتا ہوں (کہ رشوت لے کر چھوڑ دوں)۔

داؤد علیہ السلام نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ تو ملک الموت ہے مگر میں نے تو ابھی تیرے لئے کوئی تیاری نہیں کی۔ فرشتے نے کہا اے داؤد! آپ کا فلاں پڑوسی کہاں ہے اور آپ کا وہ فلاں رشتہ دار کہاں ہے۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے جواب دیا کہ وہ دونوں مر گئے۔ اس پر ملک الموت نے کہا کہ کیا ان واقعات میں آپ کے لئے عبرت نہیں تھی کہ آپ تیاری کر لیتے۔

آدمی نشۂ غفلت میں بھلا دیتا ہے
ورنہ جو سانس ہے پیغام فنا دیتا ہے

نماز جنازہ سے عبرت حاصل کیجئے

اس انسان کے لئے جس کا دل ابھی بالکل مردہ نہیں ہوا۔ سب سے بڑا واعظ موت ہے کہ اس کے خیال سے انسان کا سارا عیش مٹی ہو جاتا ہے اور طبیعت مکدر ہو جاتی ہے۔ اس لئے نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

اذکرو اهازم اللذات

ترجمہ: لذتوں کو توڑنے والی یعنی موت کو یاد کیا کرو۔

پس ہر شخص کو چاہیے کہ جب جنازہ دیکھے تو یوں سمجھے کہ اس چارپائی پر میرا جنازہ ہے۔ اس لئے کہ عنقریب ایسا ہی ہوگا جلد یا دیر سے۔ حضرت ثابت بنانی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ہم جنازوں میں شریک ہوتے تھے تو سوائے منہ ڈھانپ کر رونے والوں کے اور کسی کو نہ دیکھتے تھے۔ کوئی اجنبی شخص جنازے میں شریک ہوتا تو وہ یہ نہ جانتا تھا کہ تعزیت کس سے کروں۔ اس لئے کہ سب حاضرین کے چہرے غم سے نڈھال ہوتے تھے۔ جنازے کو دیکھ کر اپنا انجام یاد کرتے۔ غرضیکہ اکابر کا دور موت سے ڈرنے کا اسی طرح کا تھا۔

ہر شخص پر اپنے سے پہلے مرنے والے دوستوں اور عزیزوں کی جدائی کا زخم تازہ ہو جاتا تھا۔

قدم قدم پہ جدائی کا داغ دے کے مجھے
اتر گئے مرے کتنے ہی یار قبروں میں

www.sirat-e-mustaqeem.com

نہ صحن باغ میں سبزہ نہ پھول شاخوں پر
چلی گئی مری ساری بہار قبروں میں
کہاں گئے وہ میرے اشک پونچھنے والے
کہاں چھپے ہیں مرے غم گسار قبروں میں
(سیف الدین سیف)

آج معاملہ برعکس ہے

لوگ جنازے کے ساتھ ہوتے ہیں پھر بھی ہنستے ہیں۔ پان کھاتے ہیں۔ سگریٹ پیتے ہیں اور دنیا بھر کی باتیں کرتے ہیں۔ میراث کا ذکر چھیڑتے ہیں۔ سیاست اور حالات حاضرہ کا جائزہ لیا جاتا ہے گویا وہ قبرستان میں نہیں باہر کسی مجلس میں بیٹھے ہوئے ہیں۔

بہتر ہوتا کہ اس جگہ اپنے انجام کو یاد کرتے اور اپنے اوپر روتے اس لئے کہ جس کا جنازہ دفن ہو رہا ہے وہ تو اس بلائے عظیم سے گزر گیا۔ اس نے ملک الموت کو دیکھ لیا۔ موت کی سختی چکھ چکا اور خاتمے کے خوف سے بھی وہ بے خوف ہو چکا اور جو لوگ حاضر ہیں ان کے لئے یہ ساری بلائیں ابھی باقی ہیں۔ اس لئے اپنے حال پر رونا چاہیے۔

موت کی یلغار

موت کے جھونکے سے بجھ جاتی ہے قندیل حیات
موت اک آن میں دن کو بنا دیتی ہے رات
آہ اسکا شامیانہ سسکیاں اس کی قنات
اس کی ناہموار کاندھوں پر نکلتی ہے برات
اس کے دام تخت میں آ کر اکڑ جاتے ہیں لوگ
دفن جلدی سے نہ ہو جائیں تو سڑ جاتے ہیں لوگ

نو عروسوں کے شبستانوں میں در آتی ہے موت
شربتی آنکھوں کو اندھی گور جھکواتی ہے موت
خواہشوں کو چاہتوں کو سب کو جھلساتی ہے موت
چودھویں راتوں کے چاندوں کو نگل جاتی ہے موت
ہر نفس ہر آن پیغام اجل دیتی ہے موت
پھول سے پنڈوں کو لاشوں سے بدل دیتی ہے موت
پتھروں پر کس قدر شیشے گرا دیتی ہے موت
کنج شب میں کتنی صبحوں کو سلا دیتی ہے موت
کتنی کوکھوں کتنی گودوں کو جلا دیتی ہے موت
کتنے سہروں کتنی سیجوں کو دغا دیتی ہے موت
کیا بتائیں روز کتنے پھول مرجھاتی ہے موت
ماؤں سے کتنے چہیتے چھین لے جاتی ہے موت
(جوش)

حضرت ربیع کا سبق آموز واقعہ

حضرت ربیع بن خثیم رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے گھر کے اندر ایک قبر کھود رکھی تھی۔ جب بھی اپنے دل میں سختی پاتے اس کے اندر گھس کر لیٹ جاتے۔ بڑی دیر تک پڑے رہتے۔ پھر گڑگڑا کر کہتے "رب ارجعون لعلی اعمل صالحا فی ما ترکت" اس کو کئی بار دہراتے۔ یعنی اے میرے رب مجھے واپس دنیا میں بھیج تاکہ میں کچھ نیک عمل کر لوں۔ پھر باہر آ کر اپنے نفس سے کہتے کہ اے ربیع اب تو دنیا میں واپس بھیج دیا گیا ہے۔ اب کچھ نیک عمل کر لے۔ (احیاء العلوم)

دفن خود صدہا کیے زیر زمیں
پھر بھی مرنے کا نہیں تجھ کو یقیں

www.sirat-e-mustaqeem.com

تجھ سے بڑھ کر بھی کوئی غافل نہیں
کچھ تو عبرت چاہیے نفس لعیں
ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے
(خواجہ مجذوب)

انسان موت سے کیوں غافل رہتا ہے

جس شخص کے دل میں دنیا کی محبت غالب ہو یعنی بیوی، بچے، دوست، احباب، کارخانے، باغات، سواریاں، مکانات، لباس اور طعام کی فکریں لگی ہوئی ہوں اور سارا وقت اس کا انہی چیزوں کے حصول اور دیکھ بھال میں گزرتا ہو۔ اس کا دل موت سے غافل رہتا ہے۔ اس کے علاوہ جو شخص لمبے لمبے منصوبے اور طویل طویل آرزوئیں رکھتا ہے وہ بھی موت کو ناپسند کرتا ہے۔

وجہ اس کی یہ ہے کہ آدمی جس چیز سے مانوس ہوتا ہے اور دل سے پسند کرتا ہے اس چیز کی جدائی اور اس سے الگ ہونا اس پر بہت شاق گزرتا ہے اور موت وہ شے ہے کہ وہ انسان اور اس کی پسندیدہ لذت کے درمیان جدائی ڈالتی ہے۔ جو شخص سر سے پاؤں تک دنیا اور اس کی چیزوں کی محبت میں ڈوبا ہوا ہے اس کو اپنی موت کا خیال تک نہیں آتا اور اگر کبھی کسی طرح خیال آ بھی جائے تو اس پر توجہ نہیں دیتا۔

کہتا ہے ابھی پوری عمر پڑی ہے ابھی نو جوانی ہے اور بڑے ہو کر توبہ کر لیں گے۔ جب اور بڑا ہوتا ہے تو کہتا ہے بڑھاپے میں بس اللہ ہی اللہ کرنا ہے۔ جب بوڑھا ہو جاتا ہے تو کہتا ہے ذرا یہ مکان بنالوں ذرا یہ زمین آباد کرلوں، ذرا سفر سے لوٹ آؤں، بڑے بچے کی شادی سے فارغ ہو لوں، ذرا بچیوں کا جہیز بنالوں بس اس طرح ٹالتا رہتا ہے اور جس کام میں گھستا ہے اس کے پورا کرنے میں دس کام اور لگ جاتے ہیں اور اس طرح دن کے بعد دوسرا دن اس کی عمر کا گزرتا چلا جاتا ہے اور ایک کام کے بعد دوسرا کام اس کے سامنے آتا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ موت اس کو

ایسے وقت آ کر اچک لیتی ہے کہ اس کو گمان بھی نہیں ہوتا اور اس کی عمر پوری ہو جاتی ہے۔

موت سے غفلت، جہالت ہے

موت سے غفلت کی دوسری وجہ انسان کی جہالت ہے کہ انسان کبھی اپنی جوانی پر اعتماد کرتا ہے تو جوان ہوتے ہوئے موت کا آنا بعید جانتا ہے۔ حالانکہ بڑھاپے سے زیادہ جوانی میں موتیں ہوتی ہیں جب تک ایک بوڑھا مرتا ہے ہزاروں جوان اس دوران مر جاتے ہیں۔

کبھی موت کو اپنی قوت اور تندرستی کے باعث بہت دور خیال کرتا ہے اور اچانک موت کے آنے کو دشوار سمجھتا ہے اور اگر بالفرض دشوار ہو تو اچانک بیمار ہونا تو کچھ دشوار نہیں اور جب بیمار ہوا تو موت کیا دور ہے۔

دوستو موت کے لئے کوئی خاص وقت جوانی بڑھاپا یا ادھیڑ پن یا کوئی موسم گرمی، جاڑے، برسات یا رات و دن متعین نہیں۔ ہر وقت اس کا کھٹکا لگا ہوا ہے جس نے عقلمندوں کے سارے عیش مکدر کر دیئے ہیں اور ساری لذتوں کو توڑ کے رکھ دیا ہے۔ (احیاء العلوم)

غافل تجھے گھڑیال یہ دیتا ہے منادی
گردوں نے گھڑی عمر کی اک اور گھٹا دی

موت کی یاد جتنی تلخ ہے اسکے اثرات اتنے ہی میٹھے ہیں

جس طرح موت سے غافل ہونا انسان کے لئے دنیا اور آخرت میں ہلاکت کا سبب بن جاتا ہے اسی طرح موت کو ہمیشہ یاد رکھنے سے دین و دنیا کی نعمتیں نصیب ہوتی ہیں۔ دنیا میں آسائش تو اس طرح ملے گی کہ بقدر ضرورت پر اکتفا کرے گا۔ لمبی لمبی امیدیں نہیں باندھے گا جن کے ٹوٹنے سے انسان کو تکلیف ہوتی ہے۔ معاملات صاف رکھے گا۔ اللہ کی نافرمانی سے اجتناب کرے گا۔ اس طرح دنیا میں باعزت اور باراحت زندگی گزارے گا۔ جس کو قرآن پاک میں ''حیاۃ طیبہ'' کہا گیا ہے اور آخرت میں جو نعمتیں نصیب ہوں گی اس کے متعلق تو یہ حدیث

www.sirat-e-mustaqeem.com

شریف ہی کافی ہے۔ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ:

''جو شخص دن میں بیس مرتبہ موت کو یاد کرے گا تو مرنے کے بعد اس کو شہادت کا درجہ ملے گا۔''

اسی لئے حضور اکرم ﷺ نے فرمایا۔ ''**اذکرو اھازم الذات**'' لذتوں کو توڑنے والی شے یعنی موت کو یاد کیا کرو۔

ایک مرتبہ آپ ﷺ کا گزر ایک مجلس پر ہوا جہاں لوگ بہت ہنس رہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

''موت کو یاد کرو سن لو قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ اگر تم کو وہ سب کچھ معلوم ہو جائے جو میں جانتا ہوں تو تم ہنسو کم اور روؤ زیادہ۔''

ایک اور حدیث شریف میں آیا ہے۔

لو ان البھائم تعلم من الموت ماتعلمون ما اکلتم منھا سمناہ۔

اگر جانوروں کو موت کے متعلق اتنا ہی معلوم ہو جائے جتنا تم جانتے ہو تو تم کسی فربہ جانور کا گوشت نہیں کھا سکتے۔

موت کیلئے آرزوؤں کو مختصر کرنا

موت کو یاد کرنے کے میٹھے اثرات میں سب سے میٹھا اثر امیدوں اور آرزوؤں کو مختصر کرنا ہے۔ جس کی امیدیں اور خواہشیں جتنی کم ہوں گی اس کی زندگی اتنی ہی پرسکون اور عافیت سے گزرے گی اور اس کے برعکس جو شخص لمبی لمبی امیدوں اور رنگارنگ خواہشوں کے ساتھ زندگی گزارے گا وہ ہر وقت انہیں کے حصول میں بے چین رہے گا اور ہر خواہش پوری ہونے کے بعد بھی یہی کہتا رہے گا۔

ہزاروں خواہشیں ایسی کہ ہر خواہش پہ دم نکلے
بہت نکلے مرے ارمان لیکن پھر بھی کم نکلے

(غالب)

اور یہی حسرت انسان کے لئے عذاب ہے اور اسی حسرت کو پورا کرنے کے لئے انسان

جھوٹ بولتا ہے۔ دھوکہ دیتا ہے۔ ڈاکے مارتا ہے۔ قتل کرتا ہے۔ یہاں تک کہ اپنا ایمان بیچ دیتا ہے اور اس طرح دنیا اور آخرت دونوں جگہ اس کو سوائے رسوائی اور روسیاہی کے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔

نہیں ہے کچھ بھی دشت آرزو میں
یہ صحرا سب مرے چھانے ہوئے ہیں
سرابوں کے جو پیچھے بھاگتے ہیں
جو سچ پوچھو تو دیوانے ہوئے ہیں

(نثار فتحی)

موت کو یاد کرنے کا طریقہ

یہ نہیں ہے کہ زبان سے موت موت کہتے رہیں۔ بلکہ اس کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے تو اپنے ان دوستوں، عزیزوں اور ہم عصروں کو جو اس کے سامنے مر چکے ہیں ان کی موت اور ان کے دنیا سے چلے جانے کو یاد کرے اور سوچے کہ ہائے کیسے کیسے خوبصورت اور نازک بدن لوگ تھے جن کی خوبصورتی قبر کی مٹی کے ساتھ مٹی بن گئی۔ ان کے اعضاء الگ الگ ہو گئے۔ ان کی ہڈیاں ریزہ ریزہ ہو گئیں۔ ان کی بیویاں بیوہ اور بچے یتیم ہو گئے۔ ان کے مکان بک گئے اور ان کی سواریاں دوسروں کی ملکیت میں آ گئیں۔ یا وہ شان و شوکت اور کروفر تھا یا اب یہ قبر کی وحشت ناک تنہائی۔

پھر خود اپنی ذات کے متعلق سوچے کہ اسی طرح ایک دن مجھے موت آ کر دبوچ لے گی۔ لوگ میرا جنازہ بھی اسی طرح لے جائیں گے۔ جس طرح میں سینکڑوں جنازے لے جا چکا ہوں۔ پھر معلوم نہیں کہ میری قبر جنت کے باغوں میں سے ایک باغ میں بنتی ہے یا دوزخ کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا۔ دوست و احباب، عزیز و اقارب مجھے مٹی میں دبا کر اپنے کاروبار حیات میں اسی طرح مشغول ہو جائیں گے۔ بیوی، بچے، ماں باپ کچھ دن رو دھو کر خاموش ہو جائیں گے اور میرا میرے نیک اعمال کے سوا کوئی پرسان حال نہ ہوگا۔

اس طرح روزانہ اگر صرف پانچ دس منٹ بھی یہ مراقبہ انسان کرے تو تھوڑے ہی عرصے

www.sirat-e-mustaqeem.com

میں اس کے اندر ایک عظیم انقلاب برپا ہو جائے گا اور آہستہ آہستہ دنیا کی غیر ضروری تحصیل اور بھاگ دوڑ سے اس کا دل سرد ہو جائے گا اور جب دنیا کی محبت کم ہو گی تو یقیناً آخرت کی محبت بڑھے گی کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:

حب الدنیا رأس علی کل خطیئة

ترجمہ: دنیا کی محبت تمام برائیوں کی جڑ ہے۔

اور فرمایا رسول اللہ ﷺ نے:

اذا اصبحت فلا تنظر مساک و اذا امسیت فلاتنظر صباحک

ترجمہ: جب تم صبح کرو یعنی صبح تک زندہ رہو تو یہ نہ سوچو کہ ہم رات تک بھی زندہ رہیں گے اور اگر رات پا جاؤ تو صبح کی امید نہ رکھو۔

خواہشوں کے حصار سے نکلو
آرزو کے خمار سے نکلو
آگ ہے یہ تمہیں جلا دے گی
نور میں آؤ نار سے نکلو

(ثنارفتحی)

اکابرین کس طرح موت کو یاد کرتے تھے

حضرت حسن سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ سے پوچھا۔ کیا تم سب لوگ جنت میں جانا پسند کرتے ہو۔ صحابہ نے عرض کیا۔ بے شک ہم سب ایسا ہی چاہتے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا پھر اپنی حرص کم کرو اور اپنی موت کو اپنے سامنے رکھو اور اللہ تعالیٰ سے جیسی چاہیے ویسی شرم کرو۔

حضرت ربیع بن خثیم رحمتہ اللہ علیہ نے ایک قبر اپنے گھر میں کھود رکھی تھی جب دنیا کی طرف دل زیادہ مائل ہوتا اور اس میں سختی دیکھتے تو جا کر اس قبر میں لیٹ جاتے۔ بہت دیر تک اس طرح

لیٹے رہتے جیسے مردہ قبر میں پڑا رہتا ہے۔ پھر زور زور سے کہتے اے میرے رب مجھے دنیا میں واپس بھیج دے تا کہ میں کچھ نیک عمل کر سکوں پھر باہر نکلتے اور اپنے نفس سے خطاب کر کے کہتے کہ اے نفس تجھے تھوڑی دیر مہلت اور مل گئی ہے اب بھی اگر تو نے اپنے رب کو راضی نہ کیا تو تجھ سے زیادہ بدبخت کوئی نہیں۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کسی قبر پر کھڑے ہوتے تو اتنے روتے کہ آپ کی ریش مبارک آنسوؤں سے تر ہو جاتی۔

ایک بزرگ نے اپنے ایک عزیز کو خط لکھا۔ ”دنیا خواب ہے اور آخرت بیداری ہے اور ان دونوں کے درمیان موت ہے اور ہم خواب غفلت میں پڑے ہوئے ہیں۔ اے بھائی اگر بندے کے سامنے کوئی خوف کوئی غم اور مصیبت نہ ہو تو صرف موت اور سکرات موت کا خیال ہی کافی ہے۔ کیونکہ اس کے تصور سے دنیا کی ساری لذتیں بدمزہ اور ساری خوشیاں بے لطف ہو جاتی ہیں اور تمام غفلتیں بیداری سے بدل جاتی ہیں۔“

دوستو کبھی تم بھی قبرستان میں جا کر پوچھ لیا کرو کہ اے قبر والو تمہاری شان و شوکت کہاں گئی۔ تمہاری سلطنت اور لاؤ لشکر کیا ہوئے۔ تمہاری سواریاں کہاں گئیں۔ تمہاری لمبی لمبی آرزوؤں سے تمہیں کیا حاصل ہوا۔ جن کو خوش کرنے کے لئے تم نے ناجائز کمائی کی کیا ان میں سے کوئی تمہارے کام آیا۔ افسوس اب وہ تمہارا نام بھی نہیں لیتے اور تم کیا ہو بڑے بڑے بادشاہوں اور شہنشاہوں کا نام و نشان مٹ چکا ہے۔ فرعون جیسا باجبروت بادشاہ معہ اپنے لشکر دریا میں غرق کر دیا گیا۔

چنگیز و ہلاکو جنہوں نے پوری دنیا میں خون کی ندیاں بہا دی تھیں کتنی حسرت اور مایوسی سے موت کے شکنجے میں آ گئے۔

سکندر جیسا فاتح اپنے وطن سے ہزاروں میل دور خالی ہاتھ قبر کی تاریکیوں میں گم ہو گیا۔

عباسی خلیفہ واثق باللہ سلطنت بغداد کا وارث مرض الموت میں بستر سے اتر کر زمین پر جا لیٹا اور اپنا رخسار زمین سے لگا کر فریاد کرنے لگا۔ ”اے وہ ذات پاک جس کی حکومت کو زوال نہیں

www.sirat-e-mustaqeem.com

اس پر رحم فرما جس کی حکومت پر زوال آ گیا ہے۔" سلطان محمد بن محمود سلجوقی کا وقت آخر جب آیا تو اس کے حکم سے اس کے سامنے اس کی تمام دولت، کنیزیں، غلام اور زر و جواہرات پیش کیے گئے۔ انہیں دیکھ کر اس نے کہا۔ "اگر میرے یہ سارے خزانے، نوادرات اور مال و دولت موت کا فرشتہ قبول کرے تو میں بخوشی دینے کے لئے تیار ہوں لیکن افسوس اب کوئی چیز مجھے موت سے نہیں بچا سکے گی اور کوئی میرے اعمال کے سوا میرا ساتھ نہیں دے گا۔

نہ ہے دور خسرو نہ شان عجم ہے
نہ قیصر کا دم ہے نہ کسریٰ کا خم ہے
نہ شداد ہے اب نہ باغ ارم ہے
نہ ہے تخت طاؤس نہ اب جام جم ہے
ہلاکت میں ڈالا اگر پاس آئی
یہ دنیا کسی کو نہیں راس آئی
(نثار فتحی)

موت کی حقیقت

محبت کی زبان میں حقیقت موت یہ ہے کہ ایک مسافر اپنا وطن چھوڑ کر پردیس میں طرح طرح کی تکلیفیں اور مصیبتیں اٹھا رہا ہو۔ ایک مدت گزر جانے کے بعد ایسے اسباب پیدا ہو جائیں کہ وہ پھر اپنے اصلی وطن واپس چلا جائے۔

انسان کا اصلی وطن آخرت ہے کچھ عرصے دنیا میں رہنے کے بعد موت اس کو پھر اپنے وطن میں واپس لے آئے گی۔

فانی ہم تو جیتے جی وہ میت ہیں بے گور و کفن
غربت جس کو راس نہ آئی اور وطن بھی چھوٹ گیا
(فانی بدایونی)

ملحدین اور دہریئے یہ گمان کرتے ہیں کہ موت سے انسان بالکل نیست و نابوت ہو جاتا ہے

اور اس زندگی کے بعد کوئی زندگی نہیں۔

موت کو سمجھے ہیں غافل اختتام زندگی
ہے یہ شام زندگی صبح دوام زندگی
(ڈاکٹر علامہ اقبال)

اسلام کے نقطۂ نظر سے حقیقت موت کے متعلق امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی کتاب احیاء العلوم میں جو کچھ لکھا ہے اسے ہم اختصار کے ساتھ بیان کرتے ہیں:

موت صرف حال بدلنے کا نام ہے یعنی روح کا تصرف۔ اس کی بادشاہت جو جسم پر تھی وہ ختم ہو گئی اور جسم اس کی اطاعت سے باہر ہو گیا۔ یعنی انسان کے جسم کے اعضاء سب کے سب روح کے ملازم یا آلات ہیں کہ وہ ان کے بدن میں جب تک رہتی ہے کام لیتی ہے مثلاً ہاتھ سے پکڑا کرتی ہے۔ کان سے سنتی اور آنکھ سے دیکھتی ہے لیکن اشیاء کی حقیقت خود معلوم کرتی ہے اور غم وخوشی اور مختلف قسم کی تکالیف سے بھی خود ہی متاثر ہوتی ہے۔ ان چیزوں کے لئے جسم میں اس کا کوئی آلہ نہیں ہے۔

چنانچہ مرنے کے بعد یعنی جسم کے جدا ہونے کے بعد روح جسم کے ذریعہ سے جو باتیں حاصل کرتی تھی وہ تو ختم ہو جاتی ہیں مثلاً بھوک، پیاس شہوت وغیرہ لیکن ہر چیز کی کیفیات اور غم وخوشی کا احساس روح میں باقی رہتا ہے بلکہ مرنے کے بعد کیونکہ دنیاوی اسباب منقطع ہو جاتے ہیں اس لئے روح کا ادراک اور احساس بہت زیادہ بڑھ جاتا ہے۔

چنانچہ اگر مرتے وقت آدمی پر اپنے بیوی بچوں، گھر گرہستی، مال و دولت اور اسباب تعیش کی محبت غالب ہو گی تو یہ احساس روح کو اور شدید ہو جائے گا اور دنیا چھوڑنے کے غم میں مبتلا رہے گی اور یہ عذاب مختلف شکلوں میں اس پر مسلط رہے گا۔

اس کے برعکس اگر آخرت کا شوق اور اللہ تعالیٰ سے ملنے کی تڑپ اور اس کے دیدار کے اشتیاق میں روح نکلی ہے تو یہ بڑی مبارک روح ہوتی ہے اور اب یہ ہمیشہ اسی خیال میں قیامت تک رہے گی اور اس کا حشر بھی اسی خیال پر ہو گا۔

www.sirat-e-mustaqeem.com

ایک حدیث شریف میں اسی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے:

کما تحیون تموتون و کما تموتون تحشرون

ترجمہ: جس حالت میں زندگی گزری ہے اسی حالت پر موت آتی ہے اور جس حالت پر موت آتی ہے اسی حالت میں حشر میں اٹھایا جائے گا۔

جو اللہ کو یاد کرتے ہوئے زندگی گزارے گا وہ انشاء اللہ، اللہ، اللہ کہتے ہوئے ہی مرے گا اور اسی حالت میں اس کا حشر ہوگا۔ اس کے برعکس جس کی جو حالت ہے اور جس پر اس کی زندگی گزر رہی ہے وہ خود سوچ لے کہ اسی حالت پر اس کی موت واقع ہونے کے کتنے امکانات ہیں۔

یہی تجھ کو دھن ہے کہ ہوں سب سے بالا
ہو زینت نرالی ہو فیشن نرالا
جیا کرتا ہے کیا یونہی مرنے والا
تجھے حسن ظاہر نے دھوکے میں ڈالا
جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے
یہ عبرت کی جا ہے تماشہ نہیں ہے

(خواجہ مجذوب)

مومن کے لئے موت گھبرانے کی چیز نہیں

اللہ کے نبی ﷺ نے جس چیز کو مومن کے لئے تحفہ فرمایا اس چیز سے گھبراہٹ کیسی۔ وہ تو خوش ہونے کی چیز ہے چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا۔

الموت تحفة المومن

ترجمہ: مومن کے لئے موت اللہ کی طرف سے تحفہ ہے۔

زندگانی تو زندگانی ہے
موت بھی ان کی مہربانی ہے

مگر یہ انہیں خوش نصیب لوگوں کے لئے ہے جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے:

ان الذین قالو ربنا اللہ ثم استقامو تتنزل علیهم الملئکة الا تخافوا و لا تحزنوا و ابشروا بالجنة التی کنتم توعدون.

ترجمہ: جن لوگوں نے سچے دل سے اللہ تعالیٰ کو اپنا رب سمجھا پھر آخر وقت تک اس پر جمے رہے اور اس کے احکامات پر عمل کرتے رہے ان پر (اللہ کی طرف سے رحمت و بشارت کے) فرشتے اتریں گے (اول موت کے وقت پھر قبر میں اور پھر قیامت میں) اور کہیں گے کہ تم (آخرت کی ہولناکیوں سے) مت ڈرو اور نہ (دنیا چھوڑنے پر) رنج کرو اور جنت (جو اس کا نعم البدل ہے) کے ملنے پر خوشی مناؤ۔ وہ جنت جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے۔ (معارف القرآن)

ایک اور حدیث میں ہے کہ:

الموت جسر یوصل الحبیب الی الحبیب

ترجمہ: موت ایک پل ہے جو دوست کو دوست سے ملاتا ہے۔

ایک دوسری حدیث میں ہے کہ:

الدنیا سجن المومن

ترجمہ: مومن کے لئے دنیا قید خانہ ہے۔

اور اس کی مثال مومن کے لئے اس طرح دی جا سکتی ہے کہ جیسے ایک طوطا پنجرے میں بند باغ کے ایک درخت سے بندھا ہوا ہے اور اس کے چاروں طرف آزاد طوطے چہچہا رہے ہیں۔ ایک شاخ سے اڑتے ہیں دوسری شاخ پر بیٹھ جاتے ہیں۔ درخت کے پھل کھا رہے ہیں تو یہ طوطا جو پنجرے میں بند ہے یہ چاہے گا کہ کسی طرح یہ پنجرہ ٹوٹ جائے اور میں ان آزاد طوطوں میں مل جاؤں۔ اور کافر کی مثال یہ ہے کہ ایک طوطا پنجرے میں بند ہو اور چاروں طرف خونخوار بلیاں بیٹھی ہوئی ہوں تو یہ طوطا چاہے گا کہ میں کبھی پنجرے سے نہ نکلوں۔

www.sirat-e-mustaqeem.com

اس طرح انسان کا جسم اس کی روح کے لئے گویا ایک پنجرہ ہے اس لئے نیک اور پاکیزہ روح یہ تمنا کرتی ہے کہ یہ قفس ٹوٹے تو میں نکل کر واصل بحق ہو جاؤں اور صاحب روح زبان حال سے پھر یہ کہتا ہوا دنیا سے جدا ہوتا ہے:

خوشا نصیب کہ میں آج اپنی جاں سے گیا
یہی حجاب تھا اچھا ہے درمیاں سے گیا
(نثار فتحی)

اس مضمون کو خواجہ عزیز الحسن مجذوب نے کیا اچھا بیان کیا ہے۔

تو سمجھ ہرگز نہ قاتل موت کو
جان اس ہستی کا حاصل موت کو
رکھتے ہیں محبوب عاقل موت کو
یاد رکھ ہر وقت غافل موت کو
ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

بہترین موت شہادت کی موت ہے

شہادت کی موت اعلیٰ درجہ کی موت ہے۔ حدیث شریف میں شہادت کی موت کی دعا مانگنے کی ترغیب دی گئی ہے۔ کیونکہ شہید کا مرتبہ حق تعالیٰ کے نزدیک بہت بلند ہے۔ حدیث شریف میں شہادت کی بہت سی قسمیں بیان کی گئی ہیں علامہ سیوطی نے اپنی کتاب "اشارۃ فی اثبات الشہادۃ" میں شہید کی تمام اقسام جمع کر دی ہیں جن کی نسبت حدیث شریف میں وارد ہوئی ہے۔ مثلاً مرض طاعون۔ پیٹ کی بیماری۔ ڈوب کر جل کر یا گر کر مرنے والا۔ جمعہ کی رات یا دن میں مرنے والا۔ سانپ کے ڈسنے سے ہلاک ہونے والا اور اپنے جان و مال کی حفاظت کرتے ہوئے مرنے والوں کو شہید کہا گیا ہے۔

مگر سب سے اعلیٰ درجہ شہادت کا وہ ہے جو خاص اللہ کے لئے اللہ کے راستے میں دین کی سربلندی کے لئے ہو یا کفار کے ساتھ جہاد کرنے کی صورت میں ہو اور شہید کے لفظ سے اکثر یہی قسم مراد ہوتی ہے۔

حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کی شہادت اور حق تعالیٰ سے گفتگو

جنگ احد میں حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ نے رات کو دعا کی "الٰہی میں تجھے قسم دیتا ہوں کل جب دشمنوں سے میرا مقابلہ ہو تو وہ میرا پیٹ چاک کر ڈالیں۔ میرے ناک اور کان کاٹ ڈالیں اور میں اسی حالت میں تجھ سے ملوں اور تو مجھ سے پوچھے کہ اے عبداللہ تو کس کے لئے شہید کیا گیا تو میں جواب دوں الٰہی تیرے لئے صرف تیرے لئے۔ دوسرے دن جب کفار سے مقابلہ ہوا تو عبداللہ کی دعا قبول ہو چکی تھی آپ شہید ہو گئے اور کفار نے آپ کی نعش کا مثلہ کیا (بدن کے اعضا کاٹے گئے) اس حالت کو دیکھ کر آپ کے فرزند حضرت جابر رضی اللہ عنہ بہت غمگین تھے اور زار وزار روتے تھے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معلوم ہوا تو آپ ان کے پاس تشریف لائے اور فرمایا۔ "اے جابر! تو کیوں روتا ہے خوش ہو جا کہ تیرے باپ سے اللہ تعالیٰ نے بلا واسطہ اور بے حجاب گفتگو فرمائی ہے اور اپنے سامنے بلا کر پوچھا عبداللہ جو تیری تمنا ہو بیان کر پوری کی جائے گی۔ تیرے باپ نے عرض کیا الٰہی میری تمنا ہے کہ تو مجھے دوبارہ دنیا میں بھیج دے تا کہ میں پھر دشمنوں سے لڑوں اور شہادت پاؤں۔ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ تو میرا قطعی فیصلہ ہے کہ دنیا میں کسی کو واپس نہیں بھیجا جائے گا۔ عبداللہ نے کہا تو پھر میری حالت کی خبر میرے گھر والوں کو پہنچا دیجئے اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ "ولا تقولو لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات..."

عاشقان الٰہی کی موت کا دن خوشی یعنی عرس کا دن ہوتا ہے

واقعی اللہ تعالیٰ کے مقرب بندے اور عاشقان ذات الٰہی دنیا کو قید خانہ سمجھتے ہیں اور ان کو دنیا سے جاتے ہوئے وہی خوشی ہوتی ہے جو قیدی کو جیل خانے سے نکلنے پر ہوتی ہے۔

www.sirat-e-mustaqeem.com

اسی لئے اولیاء اللہ کے وصال و موت کو عرس کہا جاتا ہے جس کے معنی شادی کے ہیں۔ایک بزرگ نے وصیت کی تھی میرے جنازے کے ساتھ ایک شخص یہ اشعار پڑھتا ہوا چلے۔

مفلسا نیم آمدہ در کوئے تو
شیئاً للہ از جمال روئے تو
دست بکشا جانب زنبیل ما
آفریں بردست و بربازوئے تو

ترجمہ: آپ کے دربار میں مفلس ہو کر آرہے ہیں۔اپنے جمال کے صدقے میں کچھ عنایت عطا فرمائیے۔آپ کے دست و بازو پر آفریں ہے ذرا زنبیل کی طرف ہاتھ بڑھائیے۔

حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے جنازہ کا واقعہ

حضرت نظام الدین اولیاء قدس سرہ کے جنازہ پر کسی مرید نے غلبہ محبت میں یہ شعر پڑھا۔

سرو سیمینا بصحرا می روی
سخت بے مہری کہ بے مامی روی
اے تماشا گاہے عالم روئے تو
تو کجا بہر تماشا می روی

ترجمہ: اے میرے محبوب یہ کیا ستم ہے کہ آپ ہمارے بغیر صحرا کو جا رہے ہیں۔اے میرے محبوب آپ کا رخ انور تو تماشہ گاہ عالم ہے آپ تماشہ کے لئے کہاں جا رہے ہیں۔

تاریخ میں لکھا ہے کہ اس مرید کا یہ اشعار پڑھنا تھا کہ حضرت سلطان جی رحمۃ اللہ علیہ کی نعش مبارک کو وجد ہوا اور آپ کا ہاتھ کفن سے باہر نکل کر دراز ہو گیا۔اس پر لوگوں نے اس مرید کو خاموش کیا کہ یہ کیا غضب کرتے ہو۔خاموشی سے چلو۔غرض تھوڑی دیر کے بعد میت کو سکون ہوا اور ہاتھ پھر کفن کے اندر مستور ہو گیا۔دیکھئے اہل محبت کو موت کے وقت بھی کیسی بے فکری اور خوشی ہوتی ہے کہ مرنے کے بعد بھی وجد میں آگئے۔

سید الطائفہ حضرت حاجی امداد اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے جنازہ کا حال

ہمارے حاجی صاحب قدس سرہ نے بھی وصیت کرنی چاہی تھی کہ میرے جنازہ کے ساتھ بھی ذکر جہر ہوتا چلے۔جب آپ سے کہا گیا کہ حضرت یہ ایک نئی بات ہے۔کہیں رفتہ رفتہ بدعت کا دروازہ نہ کھل جائے۔آپ نے فرمایا جی بہت اچھا جیسے علماء کی رائے ہو۔

جب آپ کا جنازہ اٹھایا تو سب لوگ خاموشی کے ساتھ چل رہے تھے کہ ایک عرب نے اچانک چلا کر کہا "مالکم ساکتین اذکرو اللہ" یعنی خاموش کیوں ہو اللہ کا ذکر کرو۔اس کا یہ کہنا تھا کہ سارا مجمع بے اختیار ذکر جہر کرنے لگا۔مولوی اسمٰعیل صاحب کہنے لگے کہ میں نے تو حضرت کو اس امر کی وصیت سے روک دیا تھا مگر جب اللہ ہی آپ کی مراد پورا کرنا چاہے تو کون روک سکتا ہے تو دیکھئے عاشقان الٰہی کی موت اس طرح ہوتی ہے۔(تاہم جنازہ کے ساتھ ذکر جہر منع ہے۔حضرت حاجی صاحب کے عرب مرید کا فعل اضطراری تھا)۔

حضرت ابن الفارض رحمۃ اللہ علیہ کی وفات

یہ بزرگ اللہ کے دوستوں میں سے تھے جس وقت ان کی موت کا وقت آیا تو اللہ تعالیٰ نے آٹھوں جنتیں ان کی آنکھوں کے سامنے کر دیں اور الہام ہوا تمہیں اختیار ہے جس جنت کو پسند کرو تمہیں عطا کی جائے گی۔

کتابوں میں لکھا ہے کہ اپنے اس منظر کو دیکھ کر اس کی طرف سے منہ پھیر لیا۔آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے اور ایک شعر عربی کا پڑھا جس کا ترجمہ ہے۔

"اگر میری محبت کی آپ کے یہاں یہی قدر ہے تو پھر میں نے اپنے دن ضائع کیے۔"

(مطلب یہ ہے کہ میں نے آپ کی عبادت جنت کے شوق میں نہیں کی بلکہ خاص آپ کی ذات سے محبت کی وجہ سے کی تھی)۔

جو اہل کشف بزرگ اس وقت ان کے پاس موجود تھے ان کا بیان ہے کہ جیسے ہی

www.sirat-e-mustaqeem.com

حضرت ابن الفارض رحمۃ اللہ علیہ نے یہ شعر پڑھا وہ منظر سامنے سے غائب ہو گیا اور ایک خاص تجلی ذاتی ان پر وارد ہوئی اور اس کے ساتھ ہی ان کی روح بھی پرواز کر گئی۔

ایک بزرگ اپنی وفات کے وقت جھوم جھوم کر اس شعر کی تکرار کر رہے تھے۔

وقت آں آمد کہ من عریاں شوم
جسم بگذارم سراسر جاں شوم

یعنی اب وہ وقت آ گیا ہے کہ میں جسم کا لباس اتار کر عریاں (یعنی مجرد روح) ہو جاؤں اور سراسر جان بن جاؤں۔

حضرت مرزا مظہر جان جاناں رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت

مرزا مظہر جان جاناں رحمۃ اللہ علیہ جو سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے بہت بڑے شیخ تھے جس دن صبح کو شہید ہونے والے تھے اس کی رات میں آپ کو مکشوف ہو گیا تھا کہ کل میری شہادت کا دن ہے۔ اس رات کو آپ کی یہ حالت تھی کہ غسل کر کے عمدہ کپڑے پہنے، عمدہ خوشبو لگائی اور وصال حق کے لئے تیار ہو گئے چنانچہ صبح آپ کے پاس دو شیعہ آئے اور مختلف سوال کرنے لگے۔ فضیلت شیخین کے متعلق حضرت کا جواب سن کر وہ مشتعل ہو گئے اور گولی مار کر آپ کو شہید کر دیا۔

موجودہ دور کے بزرگ شاہ محمد یعقوب مجددی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات

موت سے کچھ روز پہلے فرمایا۔ میرا وقت بالکل قریب ہے اور بڑے والہانہ انداز میں مولانا روم کی مثنوی کا یہ شعر بار بار دہراتے تھے۔

ایں چہ خوش باشد کہ سوئے شہ روم
واصل درگاہ آں بیچوں شوم

موت سے کچھ دیر پہلے قرآن شریف کی آیت پڑھی اور کہا اب میں رخصت ہو رہا ہوں گھٹنوں تک جان نکل چکی ہے پھر کچھ پڑھنے میں مشغول ہو گئے۔ تھوڑی دیر بعد فرمایا اب

ہاتھوں کی جان نکل چکی ہے۔ پھر سب کو مخاطب کر کے بولے تم سب گواہ رہنا پھر بلند آواز سے کلمہ شہادت پڑھا اور تقریباً ایک منٹ کے بعد السلام علیکم کہا اور واصل بحق ہو گئے۔

(صحبت با اہل دل)

ایک اور بزرگ حضرت فضل رحمٰن گنج مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ

یہ ہمارے ہی دور کے ایک اور بزرگ گزرے ہیں۔ انتہائی متبع سنت، عاشق رسول، عاشق الٰہی، وفات کے کچھ دن پہلے اپنے شیخ شاہ آفاق رحمۃ اللہ علیہ کو یاد کر کے فرمایا۔

اے شہ آفاق شیریں داستاں
باز گواز بے نشاں من نشاں
صرف و نحو منطقم راسوختی
آتش عشق خدا افروختی

وفات سے دو دن پہلے خواب استراحت سے دفعتاً اٹھ بیٹھے اور چاروں سمت دست مبارک سے اشارہ کر کے فرمایا۔ یہ بہشت۔ یہ بہشت۔ یہ بہشت۔ یہ بہشت۔ رسول مقبول ﷺ تشریف لائے ہیں۔

وفات سے ایک دن پہلے فرمانے لگے۔ ہم مر گئے۔ ہمارے جنازے کی نماز پڑھ دو۔ اگر کوئی نہ پڑھے تو ہم خود پڑھ لیتے ہیں اور تمام مقتدی کھڑے ہیں۔ یہ کہہ کر اللہ اکبر کہا اور ہاتھ بندھ لئے۔

استغراق کا عالم تھا ایک خادم نے تہہ بند اتار کر پاجامہ پہنانا چاہا۔ تہہ بند بھول سے داہنے پیر سے اتارنا چاہا تو فوراً پاؤں سکیڑ لیا کہ یہ سنت نبوی کے خلاف تھا اور بایاں پیر دراز کر دیا۔

مغرب کے وقت سارے اطراف میں ایسی روشنی پھیل گئی جیسے چاندنی ہوتی ہے اور اسی وقت حالت ذکر میں روح پرفتوح جسد خاکی کو چھوڑ کر عالم بالا کی طرف پرواز کر گئی۔

(تذکرہ فضل رحمٰن گنج مراد آبادی)

www.sirat-e-mustaqeem.com

عاشق رسول حضرت فتح محمد پانی پتی قدس سرہ

میرے پیرومرشد اسوۃ الصالحین۔ آیت من آیات رب العالمین حضرت قاری فتح محمد صاحب نوراللہ مرقدہ۔ ایسے عاشقان رسول اور عاشقان خدا میں سے تھے جن کی نظیر بہت کم ملتی ہے۔ حافظ قرآن اور فن تجوید و فن قرات کے بہت بڑے امام تھے۔ ہر وقت آپ کی زبان قرآن پاک کی تلاوت سے تر رہتی تھی اور قرآن پاک کا نور آپ کے گوشت پوست، آپ کے خون اور بصارت وسماعت میں سرائیت کر گیا تھا۔

آپ آنکھوں سے نابینا تھے مگر دل کی آنکھیں روشن تھیں۔ اکثر آپ فرمایا کرتے کہ مدینہ کی موت چاہتا ہوں اور یہ شعر پڑھا کرتے۔

نکل جائے دم ان کے قدموں کے نیچے
یہی دل کی حسرت یہی آرزو ہے

اور یہ شعر کہتے وقت آپ کا چہرہ مبارک خوشی سے تمتما اٹھتا۔ حضرت جب کسی کو دعا دیتے تو فرماتے اللہ تمہاری موت کے دن کو ہزار عیدوں سے زیادہ خوشیوں کا دن بنا دے۔ حق تعالیٰ نے آپ کی یہ آرزو پوری کی اور آپ ۱۹۷۶ء میں مستقل طور پر مدینہ منورہ ہجرت فرما گئے۔ سات سال کے بعد کراچی تشریف لائے تو آپ پر فالج کا حملہ ہوا اور جسم کا بایاں حصہ بالکل مفلوج ہو گیا۔ آپ کے معتقدین نے ہر طرح کی آسائش اور بڑے بڑے ڈاکٹروں کا انتظام کیا مگر آپ یہ کہہ کر کہ میں مدینہ شریف میں حضور علیہ السلام کے قدموں میں مرنا چاہتا ہوں۔ اسی حالت میں مدینہ شریف واپس چلے گئے اور پورے آٹھ برس اسی حالت مفلوجی میں مسجد نبوی کی مجاورت میں گزار دیے۔

جس رات آپ کا انتقال ہوا۔ حسب معمول عشاء کی نماز باجماعت مسجد نبوی میں ادا کی۔ امام حرم نبوی الشیخ علی عبدالرحمٰن حذیفی تشریف لائے اور اپنے لئے دعا کرائی۔ پھر بہت سے معتقدین جمع ہو گئے۔ ان سب کے لئے بھی آپ نے دعا فرمائی اور ایک حافظ سے قرآن پاک

سنتے ہوئے اپنی وھیل چیئر (کرسی) پر گھر تشریف لے آئے۔

آپ نے اپنی وصیت جو ایک سال پہلے لکھوائی تھی لکھا تھا کہ مرتے وقت میرے کمرے میں خوشبو مہکائی جائے اور حافظ قرآن حضرات میرے پاس رہیں اور تلاوت قرآن کرتے رہیں۔

آپ کی دونوں خواہشیں اللہ تعالیٰ نے پوری کیں۔ کراچی کے دو جید حافظ قرآن اس رات آپ کے پاس موجود تھے اور آپ کی اہلیہ کے دل میں اللہ تعالیٰ نے یہ بات ڈال دی کہ وہ کمرہ خوب صاف کریں اور خوشبو مہکائیں۔ چنانچہ جب آپ تشریف لائے تو کمرہ خوشبو سے مہکا پڑا تھا اور حفاظ آپ کے ساتھ تھے۔

رات تین بجے تہجد کے وقت آپ کو دو ہچکیاں آئیں اور آپ اٹھ کر بیٹھ گئے جیسے کہ آپ کا دستور تھا کہ کوئی بزرگ زیارت کے لئے آتا تو آپ اس کے اکرام میں اٹھ کر بیٹھ جاتے تھے۔ اس کے فوراً بعد ہی پورا کمرہ ایک عجیب پرکیف خوشبو سے مہک اٹھا اور اس کے ساتھ ہی آپ کی روح مبارک قفس عنصری سے پرواز کر گئی اور اس طرح آپ کی برسوں کی یہ آرزو پوری ہوگئی۔

نکل جائے دم ان کے قدموں کے نیچے
یہی دل کی حسرت یہی آرزو ہے

آپ کا جسد مبارک حضور ﷺ کے روضہ مبارک کے سامنے سے گزار کر دنیا کے سب سے پاک اور بابرکت قبرستان جنت البقیع میں لایا گیا اور آپ کو حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت ابراہیم ابن رسول اللہ ﷺ کے جوار میں سپرد خاک کر دیا گیا۔ خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را۔

جب عشق میں تیرے بھر گئے ہم
تو ہی رہا گزر گئے ہم
تیری ہی طرف کو راہ نکلی
بھولے بھٹکے جدھر گئے ہم

(مولانا گنج مراد آبادی)

www.sirat-e-mustaqeem.com

کبھی موت سے بچاؤ کی تدبیر ہی موت کا سبب بن جاتی ہے

انسان اپنی دانست میں موت سے بچنے کی بہت کوشش کرتا ہے اور حکم بھی یہ ہے کہ جان کی حفاظت کرو کیونکہ یہ ہماری اپنی چیز نہیں ہے۔ اللہ کی امانت ہے اسی لئے خودکشی ہمارے مذہب میں حرام ہے۔

لیکن اگر کسی کی موت کا وقت آگیا ہے تو پھر ساری تدبیریں بیکار ہو جاتی ہیں بلکہ جو تدبیریں موت سے بچنے کے لئے کی جاتی ہیں وہی موت کا سبب بن جاتی ہیں اور انسان خود اس مقام پر پہنچ جاتا ہے جہاں اس کی موت آتی ہے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کا واقعہ:

حضرت سلیمان علیہ السلام کی مجلس کا ایک واقعہ بڑا مشہور ہے کہ آپ کی مجلس میں ملک الموت ایک شخص کو بہت غور سے دیکھ رہے تھے اس کو کچھ خوف محسوس ہوا تو اس نے حضرت سلیمان علیہ السلام سے درخواست کی کہ ہوا کو حکم دیجئے کہ مجھے میرے مقام پر پہنچا دے۔ آپ نے ہوا کے ذریعے اس کو اس کے مقام تک پہنچا دیا پھر آپ نے ملک الموت سے پوچھا کہ کیا سبب ہے کہ تم اس شخص کو اتنے تعجب اور غور سے دیکھ رہے تھے۔ فرشتے نے جواب دیا مجھے حکم ہے کہ اس شخص کی روح فلاں ملک میں فلاں جگہ قبض کرلوں۔ میں اس کو آپ کے پاس دیکھ کر تعجب کر رہا تھا کہ مجھے تو حکم یہ ہے کہ کچھ دیر بعد اس کی روح فلاں ملک میں قبض کروں اور یہ یہاں بیٹھا ہے۔ بس اب وقت ہو گیا ہے اور میں اس کی روح قبض کرنے جا رہا ہوں۔

بچے کی موت کا واقعہ:

حضرت مولانا تھانوی قدس سرہ نے اپنے وعظ خیر الحیات میں لکھا ہے کہ ایک بستی میں بھیڑیا آیا کرتا تھا سب لوگ خوف زدہ تھے اور راتوں کو پریشان رہتے تھے۔

ایک عورت کی مارے خوف کے یہ حالت ہوئی کہ باوجود سخت گرمی کے اپنے بچے کو سب سے پچھلی کوٹھری میں لے جا کر سو گئی۔ اسی رات کو چوروں نے اس کوٹھری میں نقب لگایا مگر سانسوں کی آواز سن کر بھاگ گئے۔

بھیڑیا جو آس پاس منڈلا رہا تھا آدمی کی بو سونگھ کر اس نقب کے سوراخ سے اندر داخل ہوا اور بچے کو اٹھا کر لے گیا۔ گویا جو تدبیر اس نے اپنے بچے کو موت سے بچانے کے لئے کی تھی وہی اس کی موت کا سبب بن گئی۔

حق تعالیٰ نے قرآن میں خبردار کیا ہے کہ ''تم جہاں بھی ہو موت تمہیں پکڑ لے گی چاہے تم مضبوط قلعوں میں چلے جاؤ۔'' (سورہ نسا آیت ۷۸) اس آیت کی مناسبت سے علامہ حافظ ابن کثیر نے ایک بڑا عبرتناک واقعہ لکھا ہے کہ پہلی امتوں میں ایک عورت تھی اس کو حمل ٹھہرا اور جب وضع حمل کا وقت شروع ہوا تو اس نے اپنے ایک ملازم کو کسی کام کے لئے بھیجا۔ جب وہ باہر نکل رہا تھا کہ اچانک ایک اجنبی آدمی ظاہر ہوا۔ اس نے پوچھا یہ عورت کیا جنی ہے۔ ملازم نے کہا ایک لڑکی پیدا ہوئی ہے۔ اس آدمی نے ملازم سے کہا تم یاد رکھنا یہ لڑکی سو آدمیوں سے زنا کرے گی اور آخر ایک مکڑی کے زہر سے مرے گی۔ ملازم نہایت پرانا اور وفادار تھا اس کی غیرت جوش میں آئی اور اس نے واپس ہو کر لڑکی کا پیٹ چاک کر دیا کہ یہ مر جائے اور خاندان کی بدنامی کا سبب نہ بنے۔ ملازم پیٹ چاک کر کے گھر چھوڑ کے بھاگ گیا ادھر لڑکی کی ماں نے بروقت احتیاطی تدابیریں اختیار کیں کہ وہ لڑکی زندہ بچ گئی یہاں تک کہ جوان ہو گئی وہ اتنی خوبصورت نکلی کہ تمام شہر میں اس کا چرچا ہونے لگا اور وہ خود بھی آوارہ ہو گئی۔

ادھر اس ملازم نے بھاگ کر کسی دوسرے شہر میں رہائش اختیار کر لی اور قسمت سے کافی مال و دولت حاصل کی اور بیس سال کے بعد مع اپنی دولت کے اس شہر میں آگیا اور شادی کی کوشش کرنے لگا۔ یہاں اس کو ایک بڑھیا ملی جو یہی کام کرتی تھی اس سے کہا کہ میرے پاس کافی مال و دولت ہے میں شہر کی سب سے خوبصورت عورت سے شادی کرنا چاہتا ہوں۔ بڑھیا نے اس لڑکی کی خوبصورتی کا ذکر کیا اور کوشش کر کے اس لڑکی سے اس ملازم کا نکاح ہو گیا۔

www.sirat-e-mustaqeem.com

ایک دن اس لڑکی نے اپنے شوہر سے دریافت کیا کہ تم کون ہو اور کس شہر کے باشندے ہو اس نے کہا کہ میں اسی شہر کا رہنے والا ہوں۔ فلاں کے یہاں ملازم تھا اس کے ہاں ایک لڑکی پیدا ہوئی میں اس کا پیٹ چاک کر کے بھاگ نکلا تھا۔ پھر اس نے پورا واقعہ سنایا۔ یہ سن کر وہ لڑکی بولی کہ تم نے جس کا پیٹ چاک کیا تھا وہ میں ہوں یہ کہہ کر اس نے اپنا پیٹ دکھایا جس پر زخم کا نشان تھا۔ یہ دیکھ کر اس مرد نے کہا کہ اگر تو واقعی وہی عورت ہے تو تیرے متعلق دو باتیں بتاتا ہوں ایک یہ کہ تو سو مردوں سے زنا کرے گی اس پر عورت نے اقرار کیا کہ ہاں مجھ سے ایسا ہی ہوا ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ تیری موت ایک مکڑی کے زہر سے ہوگی۔

مرد نے اس کے لئے ایک عالی شان محل تیار کرایا جس میں مکڑی جالے وغیرہ کا گزر بھی مشکل تھا۔

ایک دن دونوں لیٹے ہوئے تھے کہ دیوار پر ایک مکڑی نظر آئی عورت نے کہا کیا یہی وہ مکڑی ہے جس سے تو مجھے ڈراتا ہے مرد نے کہا ہاں اس پر وہ فوراً اٹھی اور کہا اس کو تو میں چٹکی سے مسل دونگی یہ کہہ کر مکڑی کو نیچے گرایا اور پاؤں سے مسل کر ہلاک کر دیا۔ مکڑی تو مرگئی مگر اس کے زہر کی ایک چھینٹ عورت کے پاؤں پر پڑی جس کی وجہ سے وہ خود بھی ہلاک ہوگئی۔ (ابن کثیر) ”سچ ہے موت تمہیں پکڑ لے گی چاہے تم مضبوط قلعوں میں چلے جاؤ۔“

سات آدمیوں میں سے چھ کی موت کا واقعہ:

سات آدمی کسی سفر پر روانہ ہوئے۔ راستے میں بادل کڑکنے لگے اور سخت بارش شروع ہو گئی۔ یہ لوگ قریب ہی ایک ٹوٹی سرائے میں پناہ لینے کے لئے چلے گئے۔ بارش بہت تیز تھی اور بجلی کڑک کے ساتھ بار بار اس سرائے کی طرف آتی اور ہٹ جاتی۔

ان لوگوں کو کم عقلی سے یہ خیال ہوا کہ شاید ہم میں سے کسی ایک پر بجلی گرنا چاہتی ہے۔ مگر چونکہ سب کی موت مقدر نہیں اس لئے ہٹ جاتی ہے تاکہ سب ہلاک نہ ہوں۔

یہ سوچ کر سب نے مشورہ کیا کہ ایک ایک کر کے سب کو یہاں سے نکلنا چاہیے تاکہ جس کی

موت آگئی ہو بجلی اسی پر گرے۔ چنانچہ باری باری سب نکلے۔ جب چھ آدمی نکل آئے اور ان میں سے کوئی ہلاک نہیں ہوا تو اب ساتواں نکلنے سے رک گیا اور سمجھا کہ بس میرے ہی واسطے موت مقدر ہے اور بجلی گرنے کا انتظار کرنے لگا۔ ادھر اس کے ساتھی بھی یہی سمجھے کہ بجلی اس کے لئے کڑکتی تھی۔ اسے باہر نکالنا چاہیے تاکہ اس پر بجلی گر جائے۔

چنانچہ وہ سب لوگ اس کے پاس آئے اور اس کو زبردستی باہر نکال کر خود کھنڈر میں گھس گئے۔ جیسے ہی یہ شخص باہر نکلا کہ دفعتاً ایک زوردار کڑک کی آواز آئی اور بجلی اس کھنڈر پر گری جس سے وہ سب کے سب ہلاک ہوگئے۔ انہوں نے اپنے بچنے اور ساتھی کو مارنے کی تدبیر کی تھی مگر یہ خبر نہ تھی کہ ہم خود اپنے ہی کو ہلاک کرنے کی تدبیر کر رہے ہیں۔ دراصل وہ ساتواں شخص ان سب کا وقایہ تھا اسی کی وجہ سے سب بچے ہوئے تھے۔ جب وہ الگ ہوگیا تو یہ سب ہلاک ہوگئے۔

چوروں کی موت:

ایک مکان میں بہت سے چور چوری کی نیت سے گھس آئے۔ اندر جا کر دیکھا کہ میاں بیوی سو رہے ہیں۔ چوروں نے انہیں کچھ سنگھایا اور آہستہ سے ان کا پلنگ باہر نکالا تاکہ اطمینان سے ہر چیز کا جائزہ لے سکیں۔

جیسے ہی ان کا پلنگ باہر نکال کر چور اندر گھسے تو مکان کی چھت ان پر گر پڑی اور سب وہیں مر کر رہ گئے۔ چھت گرنے کی آواز سے میاں بیوی جاگے تو حیران ہوئے کہ ہمارا پلنگ کس نے باہر نکالا۔ جب ملبہ ہٹایا گیا تو چوروں کی لاشیں برآمد ہوئیں تب معاملہ ان کی سمجھ میں آیا اور خدا کا شکر ادا کیا۔

کچھ سمجھ میں نہیں آتا یہ طلسم ہستی
اس کی قدرت کے کرشمے بھی عجیب ہوتے ہیں
جان جب خاک میں پڑتی ہے تو ہوتی ہے خوشی
خاک جب خاک میں ملتی ہے تو سب روتے ہیں

(اکبر الٰہ آبادی)

www.sirat-e-mustaqeem.com

جس حال میں زندگی گزرتی ہے اسی حال پر موت آتی ہے

اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

کما تحیون تموتون و کما تموتون تحشرون

ترجمہ: جس حالت میں زندگی بسر کرو گے اسی حالت میں موت آئے گی اور جس حالت پر موت آئے گی اس پر تمہارا حشر ہوگا۔

اور تجربے سے یہ بات ثابت ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ ایک ملاح جس کی پوری زندگی سمندروں اور دریاؤں میں گزرتی ہے اس کی موت بھی اکثر پانی ہی میں ہوتی ہے۔

ایک فوجی اپنی زندگی میدان جنگ میں گزارتا ہے اس کی موت اکثر میدان جنگ ہی میں ہوتی ہے۔

ڈاکو اور لٹیرے لوٹ مار اور قتل و غارت گری میں مشغول رہتے ہیں اور اسی حالت میں پولیس کے ہاتھوں مارے جاتے ہیں۔

اللہ کے نیک بندے، صالحین اور اولیا یہ سب زندگی بھر اللہ کا نام لیتے رہتے ہیں۔ اس کے احکامات پر عمل کرتے ہیں۔ لوگوں کی رہنمائی اور خدمت کو اپنی سعادت سمجھتے ہیں تو دیکھئے ان کی موت بھی کتنی پاکیزہ اور نورانی ہوتی ہے۔ مرنے کے بعد بھی لوگ ان کو یاد رکھتے ہیں۔ ان کا نام عزت و احترام سے لیتے ہیں اور ان کے وسیلے سے اپنی حاجتیں اللہ کے دربار میں پیش کرتے ہیں۔

اسی طرح دوسرے مختلف طریقوں اور ماحول میں جو لوگ اپنی زندگی گزارتے ہیں ان کو قیاس کر لیا جائے۔ جیسے گانا بجانا، شوبزنس، سودی کاروبار، اسمگلنگ، منشیات، جوا، زنا، پولیس کا رعایا پر ظلم، ماں باپ کی نافرمانی، شراب کا عادی ہونا، چرس ہیروئن وغیرہ۔

اللہ والے کس طرح جان دیتے ہیں:

۱۔ حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ صبح کے وقت بستر سے اٹھے۔ وضو کر کے نماز پڑھی پھر

فرمانے لگے میرے لئے کفن لاؤ اس وقت آپ کے چہرے پر موت کی کوئی علامت نہیں تھی گھر والے کفن کا سن کر متعجب ہوئے لیکن حکم کی تعمیل میں کفن لا کر خدمت میں پیش کیا آپ نے اسے آنکھوں سے لگا کر بوسہ دیا اور کہا آقا کا حکم سر آنکھوں پر۔ یہ کہہ کر بستر پر لیٹ گئے اور جان جان آفریں کے سپرد کر دی۔

۲۔ شیخ فریدالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ نقشبندیہ کے بہت بڑے بزرگ پہلے عطار تھے بڑی دکان تھی ایک درویش دکان پر آیا کھڑا ہو کر دیکھتا رہا حضرت عطار اپنے کام میں مشغول تھے جب نظر پڑی تو بولے یہاں کیوں کھڑے ہو اور کیا دیکھ رہے ہو۔ فقیر بولا میں کھڑا سوچ رہا ہوں کہ تم نے سوداگری اور خرید و فروخت کے اتنے بکھیڑے اپنے ساتھ لگا رکھے ہیں تو تمہاری جان انہیں میں پھنسی رہے گی نکلے گی کیسے۔ شیخ عطار بولے جیسے تمہاری جان نکلے گی۔ فقیر بولا ہماری جان تو ایسے نکلے گی دیکھو اور یہ کہہ کر وہ فقیر لیٹ گیا اور زبان سے کلمہ شریف پڑھا اور اس کی روح پرواز کر گئی۔

۳۔ حضرت خواجہ نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ حضرت محمد عاقل رحمۃ اللہ علیہ کی رحلت کا جب وقت آیا تو مرض نے حملہ کیا لوگ پریشان ہوئے تو فرمایا کہ میرے پیر و مرشد نے فرمایا تھا کہ جب میرا آخری وقت آئے گا تو میرے اندر ایک عجیب علامت پیدا ہوگی وہ علامت ابھی تک پیدا نہیں ہوئی اس کا انتظار ہے۔

مسلسل چار ماہ آپ کی طبیعت ناساز رہی لیکن جس علامت کے وہ منتظر تھے اس کا اظہار نہیں ہوا آخر ایک دن اچانک مسکرا اٹھے اور فرمانے لگے۔ ''آج سفر کی کوفت تمام ہوئی اور ہم اپنی منزل پر پہنچ گئے۔

۴۔ محمد بن اسمٰعیل ابوالحسن رحمۃ اللہ علیہ صوفی بزرگ تھے حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ کا زمانہ دیکھا اور بڑی لمبی عمر پائی جب موت کا وقت قریب آیا تو موت کا فرشتہ نظر آیا اس سے کہنے لگے ٹھہر جاؤ اللہ تم پر رحم کرے تم بھی حکم کے بندے ہو اور میں بھی۔ جس بات کا تمہیں حکم دیا گیا ہے وہ اٹل ہے اور جس چیز کا مجھے حکم ہے وہ قضا ہو جانے والی ہے۔ یہ کہہ کر وہ اٹھے وضو کیا نماز

www.sirat-e-mustaqeem.com

پڑھی پھر بستر پر آ کر لیٹے آنکھیں بند کر لیں اور لا الہ الا اللہ کہہ کر روح ملک الموت کے حوالے کر دی۔

۵۔ شیخ احمد شیبانی رحمتہ اللہ علیہ تقویٰ و پرہیزگاری میں کامل اور علوم شریعت و طریقت پر مکمل عبور رکھتے تھے۔ ایک دن ایک مجذوب درویش ان کے پاس آئے اور کہا۔ ''احمد تجھے آسمان سے بلاوا آیا ہے۔'' تھوڑے ہی دن کے بعد آپ کی طبیعت ناساز ہوگئی اور دیکھتے ہی دیکھتے وقت آخر آ پہنچا۔ آپ ہاتھ اٹھا کر تکبیر کہتے اور بے ہوش ہو جاتے ذرا ہوش میں آتے تو پھر اس طرح تکبیر کہنا شروع کر دیتے۔ اسی حالت میں اللہ اکبر کہتے ہوئے آپ کا انتقال ہوگیا۔

۶۔ حضرت پیران پیر شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ نے بوقت وصال اپنے عقیدت مندوں سے فرمایا۔ ''میرے ارد گرد مت بیٹھو اس وقت میرے پاس تمہارے علاوہ ایک اور مخلوق بھی ہے ان کے لئے جگہ خالی کر دو اور ادب اختیار کرو آپ بار بار کسی نادیدہ مخلوق سے مخاطب ہو کر فرماتے تھے۔ ''تم پر سلام اور خدا کی رحمت ہو۔ بسم اللہ۔ آؤ ہزار بار آؤ۔ خوش آمدید میں بھی تمہارے پاس پہنچنے والا ہوں۔''

۷۔ خواجہ مودود چشتی رحمتہ اللہ علیہ چشتیہ سلسلے کے اکابرین میں سے ہیں جس روز حضرت کا وصال ہونا تھا اس روز آپ بار بار دروازے کی طرف ایسے دیکھتے تھے جیسے کسی کے آنے کا انتظار کر رہے ہوں۔ اچانک ایک بزرگ نورانی شکل پاکیزہ لباس پہنے دروازے پر نمودار ہوئے اور ایک ریشمی کپڑے کا ٹکڑا جس پر کچھ لکھا ہوا تھا حضرت کو پیش کیا حضرت نے اس کو پڑھا آنکھوں سے لگا کر بوسہ دیا اور اس کے ساتھ ہی آپ کی روح پرواز کر گئی۔ جنازہ تیار کر کے باہر لایا گیا تو ایک غیبی آواز آئی جس کو سن کر سب لوگ ڈر گئے۔ دفعتاً کچھ رجال غیب نمودار ہوئے انہوں نے نماز جنازہ پڑھی پھر اور لوگوں نے نماز پڑھی۔ جب جنازہ اٹھانا چاہا تو لوگوں نے دیکھا کہ جنازہ خود بخود بلند ہو کر قبرستان کی طرف چلا اور دفن کی جگہ نیچے آ گیا۔ اس نظارہ کو دیکھ کر بہت سے کافر مسلمان ہو گئے۔

۸۔ شیخ ابو یعقوب سنوسی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں میرا ایک مرید آیا اور کہنے لگا کہ میں کل ظہر کے وقت مر جاؤں گا چنانچہ دوسرے دن وہ ظہر کے وقت مسجد الحرام میں آیا طواف کیا اور اس

کے بعد مر گیا میں نے اس کو غسل دیا اور جب قبر میں رکھا تو اس نے آنکھیں کھول دیں۔ میں نے کہا مرنے کے بعد بھی زندگی ہے کہنے لگا میں زندہ ہوں اور اللہ کا ہر عاشق زندہ ہی رہتا ہے۔

دوستو یہ چند اللہ اللہ کرنے والے بزرگوں کے آخری وقت کے حالات آپ کے علم میں لائے گئے جو اس حدیث شریف کی تصدیق کے لئے کافی ہیں جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ ''جس حالت میں زندگی بسر کرو گے اسی حالت پر موت آئے گی اور جس حالت پر موت آئے گی اسی پر تمہارا حشر ہوگا۔'' دوستو ذرا سوچو اور غور کر کے بتاؤ کہ آپ کس طریقے پر مرنا پسند کریں گے۔ اللہ کے نیک اور صالح بندوں کے طریقے پر جس میں عزت و احترام کے ساتھ جنت کی خوشبو میں بسا کر آپ کی روح کو بارگاہ الٰہی میں پیش کیا جائے گا یا شرابی۔ زانی، قاتل، ظالم اور نافرمانوں اور اللہ کی یاد سے غافل لوگوں کے طریقے پر جن کی روح خوفناک شکل کے فرشتے بڑی سختی سے نکال کر کہتے ہیں اے پلید نفس خدا کے عذاب اور قہر کی طرف نکل اور اس کو بدبودار ٹاٹ میں لپیٹ کر سجین (قید خانے) میں پھینک دیا جائے گا۔

افسوس صد افسوس انسان تھوڑی سی دیر کی لذت کے لئے ہمیشہ ہمیشہ کی رسوائی، خواری، ذلت اور عذاب اپنے نامۂ اعمال میں لکھوا دیتا ہے۔ لذت تو چند لمحوں میں ختم ہو جاتی ہے مگر اس کا عذاب قیامت تک اس کا پیچھا نہیں چھوڑتا۔

زندگی کیا لذت عصیاں کی ناداں غور کر
برق رو دھارے یہ اک تنکا ہے جو بہہ جائے گا
دیکھتے ہی دیکھتے لذت فنا ہو جائے گی
اور عذاب اس کا ہمیشہ کے لئے رہ جائے گا (جوش)

چند عبرتناک واقعات:

اس حدیث شریف کی صداقت کے ثبوت میں ہم اس دور کے کچھ چشم دید واقعات کا تذکرہ کرتے ہیں تاکہ آنے والی زندگی پر آپ کا یقین اور مستحکم ہو جائے اور اس کے لئے آپ پوری

www.sirat-e-mustaqeem.com

پوری تیاری کرنے لگ جائیں۔

یہ چشم دید واقعات ایک دیندار ڈاکٹر پروفیسر نور احمد نور کے تحریر کردہ ہیں جنہوں نے تقریباً سو مسلمان مریضوں کو سکرات اور جاں کنی کی حالت میں دیکھا اور یہ جاننے کی کوشش کی کہ ان کی موت کس حالت پر ہوتی ہے۔ یہ لرزہ خیز اور عبرتناک واقعات آپ ان ہی کی زبانی سنئے۔

''بطور ڈاکٹر میں نے تقریباً سو مسلمان مریضوں کو اپنے سامنے مرتے دیکھا اور میں اس جستجو میں رہا کہ اس مرنے والے کے آخری الفاظ کیا نکلے۔ سو مسلمانوں میں سے صرف تین خوش نصیبوں نے کلمہ شریف پر جان دی۔ ان کے علاوہ باقی سب اس دنیا کے بکھیڑوں میں مشغول اور اسی کی باتیں کرتے ہوئے چلے گئے۔

میں اپنی چالیس سالہ زندگی کے مشاہدات میں سے کچھ عبرتناک واقعات پیش کرتا ہوں۔

ایک ڈاکٹر کے آخری کلمات:

میں نے دیکھا کہ ایک ڈاکٹر اپنے آخری وقت میں ریڈرس ڈائجسٹ مانگ رہا تھا اور اس کی بیوی اس کے قریب کھڑی ہوئی کلمہ کی تلقین کر رہی تھی۔

جب اس کی جان نکل گئی تو میں نے اس کی بیوی سے پوچھا کہ ایسے وقت میں ریڈرس ڈائجسٹ طلب کرنے کا کیا مطلب ہے۔ وہ کہنے لگی کہ ڈاکٹر مرحوم کو یہ ڈائجسٹ پڑھنے کا بہت شوق تھا۔ فرصت کے اوقات میں ان کا یہی مشغلہ تھا اس لئے موت کے وقت بھی یہی یاد رہا۔

ایک زمیندار کے آخری خیالات:

ایک زمیندار اپنے استغراق میں بار بار یہی دریافت کر رہا تھا کہ بھینس کو چارہ ڈالا ہے یا نہیں۔ یہ شکایت جب اس کے رشتے داروں نے مجھ سے آکر کی تو میں سمجھ گیا کہ یہ اس کا آخری

وقت ہے کیونکہ اس کی ساری عمر مویشیوں اور گائے بھینسوں میں گزری ہوگی۔ اس لئے مرتے وقت بھی اس کو اس کا خیال رہا اور آخرت کو بھلا بیٹھا۔

حافظہ قرآن عورت کی موت:

ایک حافظہ قرآن عورت کو گردن توڑ بخار ہوگیا۔ وہ علاج کے لئے میرے وارڈ میں داخل ہوئی۔ علاج سے کافی افاقہ معلوم ہوتا تھا۔ ایک دن شام کے وقت مجھے وارڈ کی نرس نے ٹیلی فون پر اطلاع دی کہ وہ بی بی اونچی اونچی آواز میں کلمے کا ورد کر رہی ہے۔ میں گھر سے بھاگا بھاگا جب وارڈ میں پہنچا تو وہ پہلے ہی اللہ کو پیاری ہو چکی تھی۔ معلوم ہوا کہ مرحومہ نماز روزہ کی بڑی پابند اور قرآن کی حافظہ تھی (زندگی بھر اللہ کا کلام زبان پر رہا تو مرتے وقت کیوں نہ ہوتا)۔

ایک وکیل صاحب کے آخری کلمات:

ملتان کے ایک وکیل بغرض علاج میرے وارڈ میں داخل ہوئے۔ چند دن علاج کے بعد ان کے رشتہ داروں نے بتایا کہ وہ تو ہر وقت شفعہ کی بات کر رہے ہیں۔ میں جب ان کے قریب گیا تو انہوں نے کروٹ بدلی اور مجھ سے پوچھا شفعہ نمبر 2 کا کیا بنا پھر دوسری کروٹ بدل کر بولے شفعہ نمبر 3 کا کیا بنا اور انہی الفاظ پر ان کی جان نکل گئی۔

مرتے وقت گالیاں بکنا:

ایک مریض جو میرے وارڈ میں تھا اس کا مرض یکدم شدید ہوگیا۔ میں نے اس کو دیکھنے کے بعد نرس کو ٹیکہ لگانے کے لئے کہا۔ جب نرس نے ٹیکہ لگایا تو مریض نے اس کو ایک بہت گندی گالی دی۔ دوسرا ٹیکہ نرس نے لگانے سے انکار کر دیا تو میں نے اس کو ٹیکہ لگایا۔ اس نے مجھے بھی گالی دی اور اسی کے ساتھ اس کی جان نکل گئی۔

جب تحقیق کی تو معلوم ہوا کہ گالی دینا اس کا تکیہ کلام تھا۔ جب بھی کسی سے مخاطب ہوتا تو

www.sirat-e-mustaqeem.com

گالی دے کر بلایا کرتا تھا۔

زندگی جس رنگ میں گزرے گی یہاں
رنگ آخر میں وہی ہو گا عیاں
رنگ میں اللہ کے رنگ جایئے
موت اگر آئی تو پھر موقع کہاں
(نثار فتحی)

والدین کوستانے کا عبرتناک انجام:

اولاد پر والدین کا بہت بڑا حق ہے۔اس کا اندازہ آپ قرآن پاک کی ان آیتوں سے لگا سکتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے سورہ بنی اسرائیل میں ان کے ادب اور ان کے حقوق کے متعلق نازل فرمائی ہیں۔آیت نمبر ۲۳،۲۴ اور ۲۵ کا ترجمہ یہ ہے۔

''تم اپنے ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کیا کرو اگر وہ تمہارے پاس ہوں اور ان میں سے ایک یا دونوں اگر بڑھاپے کی عمر کو پہنچ جائیں اس وقت بھی اتنا ادب کرو کہ ان کو ہاں سے ہوں بھی مت کہنا اور نہ ان کو (اونچی آواز سے) جھڑکنا۔ان سے نہایت ادب سے بات کرنا اور انکساری کے ساتھ (ان کے سامنے) جھکے رہنا اور ان کے لئے حق تعالیٰ سے اس طرح دعا کرتے رہنا کہ اے میرے پروردگار! میرے ماں باپ پر ایسی رحمت وشفقت فرمایئے جیسے انہوں نے بچپن میں مجھے پالتے وقت میرے ساتھ برتی تھی اور صرف اس ظاہری ادب پر اکتفا مت کرنا۔ دل میں بھی ان کا ادب اور اطاعت وفرمانبرداری کی نیت رکھنا۔کیونکہ تمہارا رب تمہارے دلوں کی بات خوب جانتا ہے۔اگر تم واقعی سعادت مند ہو اور پھر بھولے سے ان کی شان میں کوئی ظاہری کوتاہی ہو جائے اور تم ان سے معذرت کرلو تو اللہ توبہ کرنے والوں کی خطاؤں کو معاف کر دیتا ہے۔(معارف القرآن)

دوستو ذرا اللہ پاک کی اس نصیحت کو بار بار پڑھو اور کتنے اونچے الفاظ میں ماں باپ کے

ادب کو بیان کیا گیا ہے اور پھر ذرا اپنے معاشرے پر نظر ڈالئے۔جہاں جوان ہو کر اولاد ماں باپ کے ساتھ بدتہذیبی سے پیش آتی ہے۔جھڑکتی ہے۔گالیاں دیتی ہے۔یہاں تک کہ مارتی ہے اور بیوی کو خوش کرنے کے لئے ان کی بے عزتی کرتی ہے۔

بیہقی نے شعب الایمان میں بروایت ابی بکرہ رضی اللہ عنہ نقل کیا ہے کہ اللہ کے سچے رسول ﷺ نے فرمایا کہ ''اور سب گناہوں کی سزا تو اللہ تعالیٰ جس کو چاہتے ہیں قیامت تک مؤخر کر دیتے ہیں۔لیکن والدین کی حق تلفی اور نافرمانی کی سزا آخرت سے پہلے اس دنیا میں بھی دی جاتی ہے۔''

اس حدیث شریف کی صداقت کے ثبوت میں ہم کچھ چشم دید جانکنی کے واقعات والدین کو ستانے اور تکلیف پہنچانے والوں کے پروفیسر ڈاکٹر نور احمد کے الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

''بطور ڈاکٹر ہم ہر قسم کے مسلمانوں کو اپنے سامنے مرتے دیکھتے ہیں ہم نے دیکھا ہے کہ جو لوگ والدین سے اچھا سلوک کرتے ہیں۔اللہ تعالیٰ ان کے دنیا کے مسائل بھی حل کر دیتا ہے اور موت بھی ان کو اچھی نصیب ہوتی ہے۔اس کے برعکس والدین کے ساتھ بدسلوکی کرنے والوں کو دنیا میں بھی سزا ملتی ہے اور ان کی موت بھی عبرتناک ہوتی ہے۔چند واقعات سنئے:

ماں کی دعا کا اثر:

ایک پروفیسر صاحب کو دل کا دورہ پڑا اور اتنا شدید کہ ان کا بچنا محال تھا۔

ان کی والدہ ان کے سرہانے بیٹھی ہوئی یہ دعا کر رہی تھیں جو ہم سب نے سنی کہ اے باری تعالیٰ میں اپنے اس لڑکے سے راضی ہوں تو بھی راضی ہو جا اور اس کا خاتمہ اچھا کر۔

ہم لوگ تو علاج میں مشغول تھے اور وہ بی بی برابر دعا میں مشغول تھیں۔جب پروفیسر صاحب کا آخری وقت آیا تو ایک دم بلند آواز سے کلمہ پڑھا۔مسکرائے اور اللہ کو پیارے ہوگئے۔

www.sirat-e-mustaqeem.com

والدین کی بددعاء سے بری موت کا مشاہدہ:

میرے والد کے ایک دوست کے متعلق مشہور تھا کہ جب اس کی والدہ سکرات کی حالت میں تھی تو اس نے اس کے ساتھ بدتمیزی کی اور وہ بے چاری اکیلی پڑی رہی اور اسی حالت میں مرگئی۔ اس واقعہ کے بتیس سال کے بعد یہ صاحب خود بیمار ہوئے اور اسہال کی بیماری کی وجہ سے بہت کمزور ہوگئے۔ والد صاحب ان کے علاج کے لئے مجھے لے گئے میں نے دیکھا کہ وہ بہت کمزور تھے اور برابر روئے جارہے تھے۔ میں نے ان کو غذا بتائی تو کہنے لگے کہ میرے تین لڑکے ہیں مگر میری پرواہ نہیں کرتے۔ میں جب سے بیمار ہوا ہوں۔ ایک دفعہ بھی مجھے دیکھنے نہیں آئے۔ چنانچہ اسی حالت بے چارگی میں ان کی موت واقع ہوگئی۔ جانکنی کے وقت اس کے پاس کوئی نہ تھا۔ صبح کے وقت جب محلہ والوں نے دیکھا تو چیونٹیاں اس کے بدن کو کاٹ رہی تھیں۔

ماں کے ساتھ زیادتی کی وجہ سے بری موت:

میرے وارڈ میں ایک نوجوان گردے فیل ہوجانے کی وجہ سے مرا۔ تین دن تک جانکنی کی حالت اس پر طاری رہی اور اتنی بری موت مرا کہ آج تک میں نے اپنی چالیس سالہ زندگی میں ایسی اذیت ناک اور بری موت نہیں دیکھی۔ حالت یہ تھی کہ اس کا منہ نیلا ہوجاتا تھا۔ آنکھیں باہر نکل آتی تھیں اور حلق سے ایسی دردناک آواز نکلتی جیسے کوئی اس کا گلا گھونٹ رہا ہو۔ مرنے سے ایک دن قبل یہ کیفیت اتنی زیادہ اور آواز اتنی تیز ہوگئی کہ وارڈ سے دوسرے مریض بھاگنے شروع ہوگئے۔ چنانچہ اس کو دوسرے وارڈ میں منتقل کردیا گیا۔

اس کا باپ میرے پاس آیا اور بولا کہ ڈاکٹر صاحب اس کو زہر کا ٹیکہ لگادو تاکہ یہ جلد مر جائے۔ ہم سے یہ حالت دیکھی نہیں جاتی۔ میں نے اس سے پوچھا کہ اس مریض نے ایسا کون سا گناہ کیا جس کی اس کو یہ سزا مل رہی ہے۔ اس کا باپ کہنے لگا۔ کیا بتاؤں ڈاکٹر صاحب، یہ لڑکا اپنی بیوی کو خوش کرنے کے لئے اپنی ماں کو مارا کرتا تھا۔ میں اس کو بہت سمجھاتا مگر یہ باز نہیں آتا تھا یہ

بری موت اسی کی سزا ہے۔

ماں کے اوپر ظلم کی وجہ سے موت:

ایک گاؤں میں ایک کسان کی ماں اور بیوی کے درمیان جھگڑا رہتا تھا۔ کئی مرتبہ اس کی بیوی ناراض ہوکر میکے چلی گئی مگر یہ منت سماجت کرکے اس کو گھر واپس لے آتا تھا۔ آخری مرتبہ جب اس کی بیوی لڑکر میکے گئی تو اس نے واپس آنے کے لئے شرط رکھی کہ پہلے اپنی ماں کو ختم کردے پھر واپس آؤں گی۔

اس کسان نے روز روز کے جھگڑوں سے تنگ آکر بیوی کو خوش کرنے کے لئے اپنی ماں کو قتل کرنے کا منصوبہ بنایا۔ یہ کسان روزانہ کھیت سے کماد کاٹ کر بازار میں بیچا کرتا تھا۔

ایک دن اپنی ماں کو کھیت میں اس بہانے لے گیا کہ کماد کا گھٹا سر پر رکھنے میں مدد دے گی۔ چنانچہ اپنی ماں کو اس نے اپنے ساتھ کھڑا کیا اور کلہاڑی سے کماد کاٹنے لگا۔ پھر ایک دم اسی کلہاڑی سے اپنی ماں کو ختم کرنے کے ارادہ سے اس پر حملہ کیا تو زمین نے اس کے پاؤں پکڑ لئے۔ اس کے بدن میں رعشہ چڑھ گیا۔ کلہاڑی دور جاگری اور اس کی ماں روتی چلاتی ہوئی اپنی جان بچاکر بھاگی۔

اب زمین نے آہستہ آہستہ کسان کو نگلنا شروع کیا۔ کسان نے رونا چلانا اور اپنی ماں کو آواز دینی شروع کی۔ جب لوگ دوڑ کر وہاں پہنچے تو زمین اس کو سینے تک نگل چکی تھی اور وہ اسی حالت میں آہستہ آہستہ پورا زمین میں دھنس گیا۔

جو اور کسی کی جان بخشے تو حق اس کی بھی جان رکھے
جو اور کسی کی آن رکھے تو اس کی بھی حق آن رکھے
جو یاں کا رہنے والا ہے یہ دل میں اپنے جان رکھے
یہ ترت پھرت کا نقشہ ہے اس نقشے کو پہچان رکھے
کچھ دیر نہیں اندھیر نہیں انصاف اور عدل پرستی ہے
اس ہاتھ کرو اس ہاتھ ملے یاں سودا دست بدستی ہے

www.sirat-e-mustaqeem.com

موتوا قبل ان تموتوا (موت سے پہلے مرجانا):

موت جس کے متعلق ساری دنیا جانتی ہے وہ طبعی موت ہے جس میں روح نکل جاتی ہے اور بدن بیکار ہو جاتا ہے جو اس شعر کے مصداق ہے:

زندگی کیا ہے عناصر میں ظہور ترتیب
موت کیا ہے انہی اجزاء کا پریشاں ہونا
(چکبست لکھنوی)

ایک موت اور ہے۔ اللہ کا تقرب حاصل کرنے والے جس کے حصول کی کوشش کرتے ہیں اور وہ معنوی موت ہے۔ یعنی اپنی خواہشوں، آرزوؤں اور ارادوں سے مرجانا اور مخلوق سے مر جانا۔ اس طرح کہ ان سے ذرہ بھر بھی بغیر اذن خدا نفع نقصان کی توقع نہ ہونا اور نفس امارہ کی تمام کج روی اور بے راہ روی سے باز آجانا یہ موت اس شعر کے مصداق ہے:

زندگی کیا ہے بس ایک جذبۂ بے راہ روی
موت کیا ہے اسی جذبے کو فنا کرنا ہے
(نثار فتحی)

تمام اولیاء اللہ اور مقربین بارگاہ الٰہی طبعی موت سے پہلے اس معنوی موت سے مشرف ہوتے ہیں۔ اسی کو فنا فی اللہ کہتے ہیں۔ یعنی جیسے مردہ غسال کے سامنے ہوتا ہے کہ اپنی مرضی سے کوئی حرکت نہیں کرسکتا۔ اس کیفیت کو حدیث قرب نوافل میں اس طرح بیان کیا گیا ہے۔

لا یزال العبد یتقرب الی بالنوافل حتی احبه فاذا اجبته کنت سمعه الذی یسمع به وبصره الذی یبصر به ویده الذی یبطش به ورجله الذی یمشی به.

ترجمہ: میرا بندہ نوافل کے ذریعہ مجھ سے قریب ہوتا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ میں اسے دوست بناتا ہوں اور جب میں اسے دوست بنالیتا ہوں تو میں اس کا کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور میں اس کی بینائی بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے

اور اس کا پیر بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے۔"

حضرت پیران پیر شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ فرماتے ہیں

اے عزیز تو مخلوق اور اپنی خواہش اور اپنے ارادے سے اللہ کے حکم اس کے امر اور اس کے فعل کے ساتھ فنا ہو جاتا کہ تجھ میں علم الٰہی کا ظرف بننے کی صلاحیت پیدا ہو جائے۔

مخلوق سے فنا ہونے کی علامت یہ ہے کہ لوگوں سے اور ان کے (مال و دولت سے ان کے عہدوں اور مرتبوں سے) ان کے ہاتھ کی چیزوں سے لاپرواہ اور بے تعلق ہو جانا اور اپنی خواہشوں سے فنا ہونے کی علامت یہ ہے کہ نفع حاصل کرنے اور نقصان دور کرنے میں تعلق، سبب اور کسب پر مبالغہ چھوڑ دینا اور ان سب امور کو خدا کے سپرد کر دینا۔

اور یہ اس لئے کہ اللہ ہی تیرے سب امور اور ضرورتوں کا ذمہ دار تھا جس وقت تو اپنی ماں کے پیٹ میں تھا یا جس وقت تو شیر خواری کی حالت میں اپنے گہوارے میں تھا۔

بس ہر چیز اللہ کو سونپ دے اور اپنے دل کے دروازے پر اللہ کا دربان بن کر بیٹھ جا۔ وہ دل میں آنے کا جسے حکم دے اسے آنے دے اور جس کو منع کر دے اس کو روک دے۔

(فتوح الغیب)

کیا کریں کس طرح اس دل پہ بٹھائیں پہرے
تاکہ احساس حضوری کا نہ جانے پائے
اپنا یہ حال کہ دل میں ہے ہجوم اغیار
ان کا یہ حکم کوئی غیر نہ آنے پائے
(نثار فتحی)

وہ جو صوفیا کا قول ہے کہ "**لن یلج ملکوت السمٰوات من لم یلد مرتین.**"
یعنی جب تک انسان دوسری مرتبہ نہ پیدا ہو عالم روحانیت میں داخل نہیں ہوسکتا۔
اس سے مراد اپنی خواہشوں اور ارادوں سے فانی ہونا ہے۔ ایک پیدائش تو انسان کی ماں

www.sirat-e-mustaqeem.com

کے پیٹ سے ہوتی ہے۔ پھر جیسے جیسے عمر گزرتی ہے روح نفس کے ساتھ مل کر اپنی پاکیزگی کھودیتی ہے اور ماحول کے گندے اثرات اور نفس کی گندی خواہشات میں شریک ہو جاتی ہے جیسے شہوت، حرص، لالچ، تکبر، بخل، حب جاہ اور حب مال وغیرہ۔

پھر جب انسان کے دل میں آخرت کا خیال پیدا ہوتا ہے اور وہ کسی طرح توبہ کی طرف راغب ہوتا ہے اور کسی بزرگ کی تربیت میں رہ کر عبادات، ریاضت اور ذکر واذکار میں لگ کر اپنے نفس کی بری صفات کا تزکیہ کرتا رہتا ہے تو پھر حق تعالیٰ بھی اس کی مدد فرماتے ہیں اور ایک وقت ایسا آتا ہے کہ اس کے نفس کی ساری بری صفات اچھی صفات میں تبدیل ہو جاتی ہیں۔ مثلاً پہلے متکبر تھا۔ اب منکسر اور متواضع ہو گیا۔ حرص لالچ نکل کر لوگوں سے استغناء حاصل ہو گیا۔ مال و دولت اور ریاست کی محبت سرد پڑ گئی اور اس کے بدلے آخرت کی تڑپ بیدار ہو گئی۔ اس طرح جب نفس کی ساری بری صفات اچھی صفات میں تبدیل ہو جاتی ہیں تو اب وہ انسان پہلے جیسا نہیں رہتا بلکہ بالکل تبدیل ہو جاتا ہے۔ اسی تبدیلی کو صوفی حضرات دوسری پیدائش کا نام دیتے ہیں۔

یعنی انسان اب اس لائق ہوا کہ اللہ کے راستے پر چل سکے اور اس کا دل تجلیات الٰہی کا مورد بن سکے۔ پھر مزید مجاہدات اور عبادات اور شیخ کامل کی تربیت اور سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ایک وقت ایسا آتا ہے کہ یہ انسان اپنی جائز خواہشات اور ارادوں سے بھی خالی ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے ارادے اور حکم کے ساتھ باقی رہتا ہے۔ یہ سلوک کا بہت اعلیٰ مقام ہے۔ اس کو فنافی اللہ اور بقاباللہ بھی کہتے ہیں۔

مجھ کو اب اپنی ذات پر کچھ بھی نہیں ہے اختیار
میری حیات و موت سب آپ کے نام ہو چکی
(نثار فتحی)

یہ حالت کسب سے زیادہ عطاء الٰہی کی مرہون منت ہوتی ہے اور موت سے پہلے مرجانا اسی حالت کا نام ہے۔

مر گئے تھے موت سے پہلے ہی ہم
موت آکر ہم سے شرماتی رہی
(نثار فتحی)

قبر کا عذاب وثواب برحق ہے:

احیاء العلوم میں لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جب مردہ قبر میں رکھا جاتا ہے تو قبر اس سے کہتی ہے کہ او بدبخت انسان تجھ کو کس چیز نے مجھ سے مغالطے میں رکھا۔ کیا تو نے نہیں سنا تھا کہ میں آزمائش کا گھر ہوں۔ تاریکی اور وحشت کا مکان ہوں۔ تنہائی اور کیڑوں کی جگہ ہوں تجھے میرے متعلق کس چیز نے دھوکہ دیا تو میرے اوپر اکڑ کر چلتا تھا۔ پس اگر مردہ نیک بخت ہے تو اس کی طرف سے کوئی جواب دینے والا جواب دیتا ہے کہ تو دیکھتی نہیں کہ یہ مردہ نیک اور صالح ہے اچھی باتوں کا حکم دیتا تھا اور بری باتوں سے لوگوں کو روکتا تھا تو قبر کہتی ہے کہ اگر یہ بات ہے تو پھر میں بھی اس پر شاداب اور سرسبز ہو جاتی ہوں۔

قبر کے دبانے کی حقیقت:

طبرانی اور بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اگر کوئی عذاب سے محفوظ رہ سکتا تھا تو وہ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ تھے لیکن قبر نے ان کو بھی دبایا پھر چھوڑ دیا۔ نسائی سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے روایت کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے لئے فرمایا کہ یہ وہ ہیں کہ ان کی موت پر عرش الٰہی حرکت میں آ گیا۔ جنت کے دروازے کھل گئے اور ستر ہزار فرشتے نازل ہوئے پھر قبر نے ان کو دبایا اور چھوڑ دیا۔

ابن ابی دنیا نے تیمی سے روایت کیا کہ قبر کے دبانے کی حقیقت یہ ہے کہ لوگ اس کی مٹی سے پیدا ہوئے اور اب ایک عرصہ اس سے غائب رہنے کے بعد پھر اس سے ملے ہیں تو وہ ان کو بالکل اس طرح دبائے گی جس طرح ایک ماں اپنے مدت سے بچھڑے ہوئے بچے کو ملنے کے بعد دباتی ہے

www.sirat-e-mustaqeem.com

توجواللہ کی اطاعت کر کے اس کے پاس آتا ہے اس کو بطور محبت اور نافرمان کو بطور سزا اور ناراضگی دباتی ہے۔ حضرت سعید بن میسیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنھا نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ جب سے آپ نے منکر نکیر کی آواز اور قبر کے دبانے کا ذکر کیا ہے مجھے کسی چیز میں لطف نہیں آتا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عائشہ منکر نکیر کی آواز مومنین کے کانوں میں ایسی ہوگی جیسے آنکھوں میں اثمد کا سرمہ اور قبر کا دبانا ان کے لئے ایسا ہوگا جیسے ماں اپنے اس بچے کا سر دباتی ہے جس کے سر میں درد ہو لیکن جو لوگ اللہ کے بارے میں شک کرتے ہیں ان کے لئے ہلاکت ہے۔ قبر ان کو اس طرح کچلے گی جس طرح پتھر انڈے کو کچل دیتا ہے۔ (شرح الصدور)

مردے کے نیک اعمال ہر طرف سے اس کی حفاظت کرتے ہیں

جب مردے کو قبر میں رکھا جاتا ہے تو نماز اس کے دائیں طرف آجاتی ہے اور روزے بائیں طرف قرآن اور ذکر واذکار اس کے سر کے پاس اور اس کا نمازوں کی طرف چلنا اس کے قدموں کی طرف ہوتا ہے اور صبر قبر کے ایک گوشہ میں کھڑا رہتا ہے پھر جب عذاب اس کی طرف آتا ہے تو نماز اس سے کہتی ہے پیچھے ہٹ یہ شخص میری وجہ سے تمام عمر تکالیف برداشت کرتا رہا اب آرام سے لیٹا ہے تو عذاب بائیں طرف سے آتا ہے تو روزے درمیان میں آجاتے ہیں۔ سر کی جانب سے عذاب آتا ہے تو قرآن اور ذکر واذکار راستہ روک لیتے ہیں۔ پس عذاب واپس چلا جاتا ہے۔ اس وقت مردے کا صبر تمام اعمال سے کہتا ہے کہ میں اس لئے کھڑا تھا اگر تم سب عاجز آجاتے تو میں مردے کی مدد کرتا لیکن اب میں پل صراط اور میزان پر اس کے کام آؤں گا۔ (شرح الصدور)

چشم دید واقعات:

ڈاکٹر نور محمد صاحب نے قبر کے عذاب کے متعلق اپنے کچھ چشم دید واقعات بیان فرمائے

تھے جو ہم آپ کے علم میں بھی لانا چاہتے ہیں کیونکہ ان واقعات میں کافی عبرت کا سامان موجود ہے۔ ان ہی کی زبانی سنئے:

عذاب قبر کا عبرتناک واقعہ:

آج سے تقریباً پچیس سال پہلے ایک قبر کھولنے کے لئے میں ایک میڈیکل آفیسر کے ساتھ گیا یہ قبر کوٹ مٹھن کے باہر ایک قبرستان میں واقع تھی اور قبر والے کو مرے ہوئے صرف پانچ دن ہوئے تھے۔ جب قبر کھودی گئی تو میں نے دیکھا کہ قبر کالی چمک دار موٹی مکھیوں اور موٹے موٹے کیڑوں سے بھری ہوئی تھی اور قبر کی تہہ میں سانپ اور بچھو نظر آرہے تھے۔ یہ نظارہ اتنا ہیبت ناک اور ڈراؤنا تھا کہ وہاں سے سب لوگ بھاگ گئے۔

سب سے بڑا مسئلہ مردہ کو نکال کر اس کو چیر پھاڑ کرنا تھا۔ مردے کو نکالنے کے لئے بڑے جتن کیے۔ بڑی مشکل سے دو مزدور پولیس کے دباؤ سے رسیوں کے ذریعے مردے کو باہر نکال لائے۔ ایک مزدور مردے کی حالت اور کیڑے مکوڑے دیکھ کر بے ہوش ہو گیا اور شام ہوتے ہوتے خوف سے مر گیا۔ جب بھی مجھے یہ نظارہ یاد آجاتا ہے تو پسینے چھوٹ جاتے ہیں۔

قبر کی آگ:

یہ ۱۹۵۳ء کا واقعہ ہے۔ میں نشتر میڈیکل کالج میں تعلیم حاصل کر رہا تھا۔ وہاں ہمیں تشریح البدن (اناٹومی) کا مضمون عملی طور پر سمجھنے کے لئے انسانی ہڈیوں کی ضرورت پڑتی تھی۔ چنانچہ کالج کے ساتھ والے قبرستان کے مجاور سے ہم نے جا کر بات کی اور اپنا مقصد بیان کیا۔ کچھ پس و پیش کے بعد وہ بائیس روپے میں پورا انسانی ڈھانچہ فراہم کرنے پر راضی ہو گیا۔ لڑکے رات کو ایک خالی بوری اور بائیس روپے مجاور کو دے آتے اور صبح ایک پورا انسانی ڈھانچہ ہمیں مل جاتا تھا۔ اس طرح یہ کاروبار چلتا رہا۔

ایک مرتبہ مجھے انسان کے سر یعنی کھوپڑی کی ضرورت پیش آئی۔ میں قبرستان میں اسی مجاور

www.sirat-e-mustaqeem.com

کے پاس گیا۔ وہ اس وقت مسجد میں بیٹھا تھا اس نے انسانی کھوپڑی فراہم کرنے سے صاف انکار کر دیا۔ میں نے وجہ پوچھی تو بہت اصرار کے بعد اس نے بتایا کہ چند دن پہلے جب اس نے ایک قبر کھولی تو اس میں سے ایک آگ کا شعلہ نکلا اور مجاور کا تعاقب کرنے لگا۔ مجاور نے کہا کہ میں انتہائی تیز رفتاری سے بھاگ رہا تھا مگر وہ شعلہ برابر میرا تعاقب کرتا رہا۔ یہاں تک کہ جب میں اس مسجد میں داخل ہو گیا تو وہ آگ مسجد کے دروازے پر رک گئی اور پھر واپس چلی گئی۔ اس لئے اب میں نے توبہ کر لی ہے کہ آئندہ کسی قبر کی بھی توہین نہیں کروں گا۔

نیک لوگوں کی قبریں:

پھر میں نے اس گورکن سے پوچھا کہ کبھی کسی نیک اور صالح آدمی کی قبر بھی دیکھی تو اس نے بتایا کہ پیسے کے لالچ میں جب اس نے ایک قبر کو کھولا تو وہ عجیب سی خوشبو سے مہک رہی تھی اور کافی وسیع نظر آتی تھی اور ایک بزرگ وہاں بیٹھے ہوئے قرآن پاک کی تلاوت کر رہے تھے۔ چنانچہ یہ دیکھ کر میں نے قبر کو فوراً بند کر دیا۔

قبر میں فرحت انگیز خوشبو:

چند برس پہلے کی بات ہے کہ راجن پور کے قبرستان میں ایک میت کو دفن کرنے کے لئے ایک قبر کھودی گئی۔ ابھی لوگ جنازہ لے کر وہاں پہنچے بھی نہیں تھے کہ پورے قبرستان میں فرحت انگیز خوشبو مہکنے لگی۔ لوگ حیران کہ اس ویرانے میں یہ خوشبو کہاں سے آ رہی ہے۔ بہت تلاش کرنے کے بعد معلوم ہوا کہ جو قبر کھودی گئی ہے اس کی تہہ میں ایک سوراخ ہے اور وہیں سے یہ خوشبو نکل رہی ہے۔ لوگوں نے جب اس سوراخ کو چوڑا کیا تو نیچے سے ایک قبر اور نکلی جس میں ایک سفید ریش بزرگ ابدی نیند سو رہے تھے اور ان کی نعش کے اوپر ایک بڑا سا پھول رکھا ہوا تھا۔ اس سے یہ خوشبو آ رہی تھی۔ تمام شہر کے لوگوں نے یہ منظر دیکھا۔

حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمتہ اللہ علیہ کی قبر سے خوشبو

حضرت مولانا احمد علی لاہوری اسی زمانے کے بزرگ تھے۔ لاہور میں فوت ہوئے اور وہیں دفن ہوئے۔ دفن کے بعد ان کی قبر سے خوشبو آنا شروع ہو گئی۔ عقیدت مندوں نے وہ مٹی اٹھانا شروع کر دی اور قبر کے گرد گڑھے پڑنے شروع ہو گئے جن کو باہر سے مٹی لا کر بھر دیا جاتا تھا مگر اس مٹی سے بھی خوشبو آنا شروع ہو جاتی تھی۔

یہ سلسلہ چالیس روز تک جاری رہا۔ میں ان دنوں سعودی عرب میں بطور فزیشن کام کر رہا تھا۔ وہاں مجھے حضرت احمد علی لاہوری صاحب کے ایک مرید نے ان کی قبر کی مٹی دکھائی اور اس وقت بھی اس میں سے خوشبو آ رہی تھی۔

حد یہ ہے کہ آقا کی اطاعت کے اثر سے
پھوٹی ہے غلام شہ ابرار سے خوشبو
ہم ہو کہ نثار ان پہ معطر ہوئے ایسے
آتی ہے کفن کے بھی ہر اک تار سے خوشبو
(نثار فتحی)

عذاب قبر ایک حقیقت ہے:

ایک ریٹائرڈ فوجی جوان نے اپنا چشم دید واقعہ مجھ سے بیان کیا۔ آپ بھی سنئے۔

۱۹۶۵ء کی جنگ میں ایک قبرستان میں گولہ بارود کا ایک عارضی ذخیرہ بنایا گیا تھا اور وہاں میری ڈیوٹی لگا دی گئی تھی۔ ایک دن میرا گزر ایک پرانی قبر سے ہوا تو یوں محسوس ہوا گویا قبر کے اندر سے ہڈیاں ٹوٹنے کی آواز آ رہی ہو۔ میں نے بندوق کے بٹ سے قبر کی کچھ اینٹیں ہٹائیں تو آواز اور تیز ہو گئی۔ میری دلچسپی اور خوف بھی بڑھتا گیا۔

دن کا وقت تھا۔ خوب روشنی پھیلی ہوئی تھی۔ کیا دیکھتا ہوں کہ قبر کے اندر ایک ہڈیوں کا انسانی ڈھانچہ پڑا ہوا ہے اور اس پر چوہے کی شکل کا ایک عجیب جانور بیٹھا ہوا ہے۔ جب وہ اپنا منہ اس پر

www.sirat-e-mustaqeem.com

مارتا ہے تو پورا ڈھانچا اکڑ جاتا ہے اور ہڈیوں کے چٹخنے اور ٹوٹنے جیسی آواز آنے لگتی ہے۔

مجھے بہت ترس آیا کہ یہ جانور مردے کو تکلیف پہنچا رہا ہے۔ میں اس کو دنیا کا کوئی جانور سمجھا اور رائفل سے اس کو مارنے کا ارادہ کیا تو وہ مٹی میں چھپ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ قبر سے نکل کر میری طرف لپکا۔ میرے اوپر کچھ ایسی دہشت سوار ہوئی کہ میں اس کو مارنے کے بجائے بھاگ کھڑا ہوا۔ کافی دور جانے کے بعد مڑ کر جو دیکھا تو وہ جانور میرے پیچھے چلا آ رہا تھا۔

قریب ہی پانی کا ایک تالاب تھا۔ میں نے اس جانور سے بچنے کے لئے اس تالاب میں چھلانگ لگادی۔ وہ جانور تالاب کے کنارے آکر رک گیا اور قدرے توقف کے بعد اس نے اپنا منہ پانی میں ڈالا۔ یکایک پانی کھولنے لگا اور میری ٹانگیں جلنے لگیں۔ جلد سرخ ہوگئی اور آبلے بھی پڑ گئے۔ درد کی شدت سے چلنا محال ہوگیا۔ جیسے تیسے اپنی جگہ آیا کھیتوں کے لوگوں نے مجھے ایبٹ آباد کے اسپتال میں داخل کردیا۔ وہاں فائدہ نہیں ہوا تو راولپنڈی کے بڑے فوجی اسپتال میں منتقل کردیا گیا۔ میری ٹانگوں کا گوشت گلنا شروع ہوگیا۔ ہر وقت بدبودار پیپ اور خون رستا رہتا تھا۔ جب کسی علاج سے فائدہ نہیں ہوا تو مجھے امریکہ بھجوادیا گیا مگر وہاں سے بھی مایوس لوٹا۔ اب حالت یہ ہے کہ ٹانگوں کا گوشت گل کر علیحدہ ہوتا جا رہا ہے اور ہر وقت اس میں سے مردے کی سی بدبو آتی ہے۔

آخرت کی فکر کرنی ہے ضرور
جیسی کرنی ویسی بھرنی ہے ضرور
عمر یہ اک دن گزرنی ہے ضرور
قبر میں میت اترنی ہے ضرور
ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے
(خواجہ مجذوب)

موت سے غفلت کے زہر کا تریاق اللہ والوں کی صحبت ہے

بعض مرتبہ انسان دنیا اور دنیا کی زیب وزینت بیوی، بچے، مال ودولت، مکان، دوکان،

سیر، تفریح، دوست، احباب اور دوسری دنیا کی لذات اور شہوات میں اس بری طرح مشغول اور مبتلا ہو جاتا ہے کہ اس کو اچھے برے، جائز ناجائز، حلال حرام کا بالکل خیال نہیں آتا۔ اس کی آنکھوں پر غفلت کے ایسے دبیز پردے پڑ جاتے ہیں کہ خدا، رسول، آخرت اور موت سے بالکل اندھا ہو جاتا ہے۔ پھر اس کا انجام کیا ہوتا ہے۔ قرآن کی زبانی سنئے:

ولاتکونوا کالذین نسوا اللہ فانسھم انفسھم

ان لوگوں کی طرح مت ہو جانا، جنہوں نے اللہ کو بھلا دیا (یعنی اللہ کے احکامات پر عمل نہیں کیا) پھر (اس کا انجام یہ ہوا کہ) اللہ نے ان کو اپنی جانوں اور نفسوں سے بے پرواہ کردیا (یعنی وہ آخرت، موت اور اللہ سے ایسے بے خبر ہوئے کہ اپنے انجام کو بھی بھول گئے اور دنیا سے آخرت کے لئے کچھ بھی نہ لے جاسکے)

غفلت کا زہر:

غفلت کے اس زہر نے ہزاروں کو ہلاک کردیا اور غافل دوسروں کی ہلاکت کو دیکھ کر بھی بیدار نہیں ہوتا اور یہ نہیں سمجھتا کہ

یہ اقامت ہمیں پیغام سفر دیتی ہے
زندگی موت کے آنے کی خبر دیتی ہے

غفلت کا مارا ہوا انسان عمر بھر عارضی نفع اور تھوڑی دیر رہنے والی لذتوں کے حصول میں لگا رہتا ہے۔ مکان، دوکان، کھیت، باغات، زر، زمین حاصل کرنے کے لئے آخرت کی ہمیشہ رہنے والی لذتوں اور نعمتوں کو بیچ دیتا ہے۔ تھوڑی سی دیر کی جھوٹی شہرت۔ جھوٹی عزت اور جھوٹی لذت حاصل کر کے خالی ہاتھ قبر میں چلا جاتا ہے۔ اس وقت اس کی حیثیت اور ایک غریب مزدور کی حیثیت میں کوئی فرق نہیں ہوتا۔

کتنے مفلس ہو گئے کتنے تونگر ہو گئے
خاک میں جب مل گئے دونوں برابر ہو گئے

www.sirat-e-mustaqeem.com

خدا سے غافل لوگوں کی اس حالت کی خبر اللہ کے رسول ﷺ نے اس طرح دی ہے۔ ایک طویل حدیث کے آخری ٹکڑے کا مفہوم یہ ہے:

''ایک زمانے میں انسان کی ہلاکت (یعنی اس کی آخرت کی تباہی) اس کے والدین کے ہاتھوں ہوگی۔ اگر والدین نہیں ہوں گے تو اس کی ہلاکت اس کے بیوی بچوں کے ہاتھوں ہوگی۔ اگر بیوی بچے نہ ہوں گے تو عزیزوں اور رشتہ داروں کے ہاتھوں اس کی ہلاکت ہوگی۔''

صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ یہ کس طرح ہوگا؟''

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے وہ لوگ اس کو تنگی معاش کا طعنہ دیں گے اور شرمندہ کریں گے (کہ دیکھو پڑوسی کے گھر میں یہ ہے اور وہ ہے اور فلاں کے پاس یہ ہے اور وہ ہے) تو پھر وہ انسان اپنی طاقت سے زیادہ کام کرے گا (یعنی حلال وحرام کو نہیں دیکھے گا بلکہ جس طرح ملے گا مال کمائے گا) یہاں تک کہ وہ ہلاکت میں پڑ جائے گا۔''

کتنی عبرت کا مقام ہے کہ جن لوگوں کو خوش کرنے کے لئے مال و دولت کمانے میں اس نے دنیا میں محنت ومشقت کی، تکلیفیں اٹھائیں اور آخرت میں بھی عذاب کا مستحق ہوگا۔ ان میں کوئی بھی اس کے کام نہیں آتا۔ دو پیسے کی خیرات بھی اس کے نام سے نہیں کرتا اور سب اس کے چھوڑے ہوئے مال سے عیش کرتے ہیں۔

پڑھی نماز جنازہ ہماری غیروں نے
مرے تھے جن کے لئے وہ رہے وضو کرتے

اور قیامت میں یہ غافل انسان اپنے ان دوستوں کو جو اس کو غفلت کے ماحول سے نکلنے نہیں دیتے تھے اور گناہوں کی طرف لے جاتے تھے۔ دیکھ کر یہ کہے گا۔

یا ویلتی لیتنی لم اتخذ فلانا خلیلا

ترجمہ: ہائے میری کم بختی کاش میں نے فلاں فلاں کو دوست نہ بنایا ہوتا۔

ہے یہ لطف عیش دنیا چند روز
ہے یہ دور جام و مینا چند روز

دار فانی میں ہے رہنا چند روز
اب تو کر لے کار عقبیٰ چند روز
ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے
(خواجہ مجذوب)

غفلت کے زہر کا تریاق اولیاء اللہ کی صحبت ہے

دوستو! جب معاملہ اتنا سنگین ہے اور انجام کار سے مفر کی کوئی صورت نہیں ہے تو پھر عقلمندی اسی میں ہے کہ آدمی اس غفلت سے بیدار ہو کر موت کے لئے کچھ تیاری کر لے۔ جو کچھ گناہ ہو چکے ہیں، صدق دل سے ان پر شرمندگی اور ندامت محسوس کرے اور نیک اور صالح زندگی گزارنے کا عزم کرے۔

اس عزم کو حاصل کرنے کے لئے اللہ کے دوستوں کی صحبت سے زیادہ نفع دینے والی کوئی چیز نہیں۔ جو بات برسوں کی ریاضت، عبادت اور مجاہدوں سے بھی حاصل نہیں ہوتی وہ کبھی کبھی اولیاء اللہ کی ایک وقت کی صحبت سے نصیب ہو جاتی ہے۔

یک زمانہ صحبت با اولیاء
بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

اور یہ اس طرح ہے کہ اولیاء اللہ کا دل تجلیات الٰہی کا مورد ہوتا ہے۔ طرح طرح کے انوارات اور تجلیات ان کے قلوب پر وارد ہوتی رہتی ہیں تو کسی ایسے ہی مبارک وقت میں جو لوگ وہاں عقیدت سے بیٹھے ہوتے ہیں۔ ان کو بھی اس میں سے کچھ حصہ بقدر استعداد مل جاتا ہے اور اس جاذبہ الٰہی کی وجہ سے دل پگھل جاتے ہیں۔ اللہ کی محبت جوش مارنے لگتی ہے اور دل دنیا کی محبت سے سرد ہو جاتا ہے۔

ہر زمانے میں اللہ کے دوستوں کی صحبت وعقیدت سے ہزاروں لاکھوں انسانوں کو ہدایت کی

www.sirat-e-mustaqeem.com

روشنی نصیب ہوئی۔ بڑے بڑے سرکش اور نافرمان ان کے سامنے سرنگوں ہو گئے اور بڑے بڑے پتھر دل ان کی نگاہ پر تاثیر سے پگھل کر پانی ہو گئے۔

جلا سکتی ہے شمع کشتہ کو موج نفس ان کی
الٰہی کیا چھپا ہوتا ہے اہل دل کے سینوں میں
نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں کو ارادت ہو تو دیکھ انکو
یہ بیضا لئے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں
تمنا درد دل کی ہے تو کر خدمت فقیروں کی
نہیں ملتا یہ گوہر بادشاہوں کے خزینوں میں

بزرگوں کی نظر کیمیا اثر:

محبوب الٰہی حضرت نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت شیخ جلال الدین تبریزی رحمتہ اللہ علیہ شہر بدایوں میں اپنے گھر کی دہلیز پر بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک شخص چھاچھ کا مٹکا سر پر رکھے ہوئے ادھر سے گزرا۔ وہ شخص قریب کے گاؤں کا رہنے والا تھا جہاں راہزن اور ڈاکو رہتے تھے اور وہ شخص خود بھی ڈاکو تھا (یہ لوگ بستیوں میں بھیس بدل کر جائزہ لینے کے لئے آتے تھے) جب اس کی نگاہ حضرت جلال الدین تبریزی پر پڑی تو نظر ملاتے ہی اس کے دل کی حالت بدل گئی اور شیخ کے قدموں میں گر گیا اور بولا کہ مجھے نہیں معلوم تھا کہ مسلمانوں میں ایسے مرد خدا بھی ہوتے ہیں۔ شیخ نے اس کو کلمہ پڑھا کر مسلمان کیا اور اس کا نام علی رکھا۔

وہ اپنے گھر گیا اور جو کچھ اس کے پاس رقم تھی، سب لا کر شیخ کے قدموں میں ڈال دی۔ شیخ نے کہا اس کو اپنے ہی پاس رکھ۔ جتنا میں کہوں جس کو کہوں صدقہ کرتا رہ۔ جب شیخ بدایوں سے جانے لگے تو علی نے بھی ساتھ چلنے کی درخواست کی۔ آپ نے فرمایا تم یہیں رہو میری جگہ اب تم ہو اور اس شہر بدایوں کی ولایت اب تمہارے سپرد ہے۔ سبحان اللہ۔

نومید ہم مباش کہ رندان بادہ نوش
ناگاہ بہ یک خروش بہ منزل رسیدہ اند

خود حضرت امیر علا سنجری رحمتہ اللہ علیہ جنہوں نے حضرت محبوب الٰہی رحمتہ اللہ علیہ کے ملفوظات فوائد الفواد کے نام سے جمع کیے ہیں۔ اپنی عمر کے آخری حصے تک شراب و شباب میں مشغول رہے۔ ایک مرتبہ حضرت محبوب الٰہی رحمتہ اللہ علیہ کا سامنا ہو گیا۔ دوستوں کے ساتھ نشے میں بیٹھے ہوئے تھے۔ حضرت محبوب الٰہی رحمتہ اللہ علیہ ان کی یہ عمر اور یہ کرتوت دیکھ کر تاسف کرنے لگے تو یہ حضرت کی طرف دیکھ کر بولے۔

در کوئے نیک نامی مارا گزر نہ دادند
گر تو نمی پسندی تبدیل کن قضارا

یعنی اگر تجھے میری حالت پسند نہیں تو اس کو تبدیل کر دے۔ حضرت محبوب الٰہی رحمتہ اللہ علیہ نے ایک نظر بھر کر ان کو دیکھا اور چل دیئے۔ حضرت کی نظر امیر سنجری کے دل پر تیر کی طرح لگی۔ سارا نشہ ہرن ہو گیا اور آنکھوں سے آنسوؤں کا گویا سیلاب رواں ہو گیا۔ آخر دوسرے دن روتے ہوئے حضرت محبوب الٰہی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ بیعت کی سب گناہوں سے توبہ کی اور حضرت محبوب الٰہی رحمتہ اللہ علیہ کے ملفوظات قلمبند کرنے کی سعادت حاصل کی اور ایمان پر خاتمہ ہوا۔

درد دل شوق طلب، ذوق عمل دیتے ہیں
غازہ پھر چہرے یہ اخلاص کامل دیتے ہیں
جادو کرتے ہیں نثار ایسا یہ اللہ والے
اک نظر ڈال کے دنیا ہی بدل دیتے ہیں
(نثار فتحی)

دوستو یہ نہ کہنا کہ یہ تو سب پرانے بزرگوں کے واقعات ہیں۔ اب ایسے بزرگ کہاں تو اس کا جواب یہ ہے کہ اگر آج ایسے بزرگ نہیں تو ایسے طالب خدا بھی نہیں۔ جنید جیسے بزرگ کو

www.sirat-e-mustaqeem.com

ڈھونڈنے کے لئے شبلی جیسا مرید بننا پڑے گا اور اگر کسی نے واقعی شبلی بن کر ڈھونڈا تو اس کو یقیناً جنید ہی جیسا شیخ ملے گا۔ آج جیسی ہماری طلب اور استعداد ہے اس کے مطابق بہت اللہ والے ہیں۔ ان کے پاس جایئے ان کی صحبت سے اللہ کی محبت پیدا ہوگی اور اللہ کی محبت ساری نیکیوں اور سعادتوں کی جڑ ہے اور غفلت کے زہر کا بہترین تریاق بھی۔ جب آپ اس محبت کا ذائقہ چکھ لیں گے تو خود کہہ اٹھیں گے۔

ترے بغیر جو گزری تھیں زندگانی میں
وہ زندگی سے الگ ہم نے ساعتیں کر دیں
(نثار فتحی)

وہ زندگی جو اللہ کی یاد اور اس کی اطاعت کے بغیر گزری ہوگی اس پر حسرت اور افسوس ہوگا اور اس کو آپ کسی طرح بھی اپنی زندگی میں شمار کرنا پسند نہیں کریں گے۔

وہ زندگی زندگی نہ سمجھو کہ زندگی اب تو بس یہی ہے
جو ان کی باتوں میں خوب گزرے جو ان کی یادوں میں بیت جائے
(نثار فتحی)

اور پھر آپ کا دل اس شعر کی صداقت کی گواہی دے گا۔

شب وہی ہے جو تری یاد میں ہوتی ہے بسر
دن وہی ہیں جو ترے غم میں گزر جاتے ہیں
(نثار فتحی)

رحمت الٰہی گنہگاروں کی توبہ کی مشتاق اور منتظر رہتی ہے

بشری کمزوریوں کی وجہ سے یا نفس کے غلبے سے گناہ ہو جانا اتنی بڑی بات نہیں جتنا بڑا گناہوں پر اصرار کرنا یعنی بار بار کرنا یا گناہ کو اہمیت نہ دینا اور استغفار یعنی اس گناہ سے توبہ نہ کرنا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تم سب خطا کار ہو اور سب سے اچھے خطا کار وہ ہیں جو اپنی خطا سے توبہ کر لیتے ہیں۔“

ایک اور حدیث شریف میں توبہ کرنے والوں کو یہ بشارت دی گئی ہے:

التائب من الذنب کمن لاذنب له

ترجمہ: ”اپنے گناہوں سے توبہ کرنے والا ایسا ہو جاتا ہے جیسے اس نے کبھی گناہ کیا ہی نہ ہو۔“

مایوسی کفر ہے:

اکثر لوگ جن کی پوری عمر اللہ کی نافرمانیوں اور گناہوں میں گزری ہو اس شرم سے توبہ نہیں کرتے کہ

عمر ساری تو کٹی عشق بتاں میں مومن
آخری وقت میں کیا خاک مسلمان ہوں گے
(مومن دہلوی)

ایسے لوگوں کو یہ معلوم ہونا چاہیے کہ اگر ایک آدمی ساری دنیا کے گناہ گاروں جیسے گناہ بھی کر لے پھر بھی جب وہ صدق دل سے اللہ سے معافی چاہے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو یقیناً معاف فرما دیں گے۔

قرآن پاک میں یہ خوش خبریاں گنہگاروں کو مختلف جگہ مختلف الفاظ میں سنائی گئی ہیں۔ ایک جگہ فرمایا:

قل یا عبادی الذین اسرفوا علی انفسهم لاتقنطوا من رحمة الله ان الله یغفر الذنوب جمیعا

ترجمہ: آپ کہہ دیجئے کہ اے میرے بندو جنہوں نے (میری نافرمانیاں کر کے) اپنی جانوں پر زیادتیاں کی ہیں تم اللہ کی رحمت سے مایوس مت ہونا۔ بالیقین اللہ کریم تمام گزشتہ گناہوں کو معاف فرما دے گا۔ واقعی وہ بڑا بخشنے والا اور رحمت والا ہے۔

www.sirat-e-mustaqeem.com

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ اللہ پاک کے اس قول کی تفسیر میں اللہ کی رحمت کی وسعت اور گہرائی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اللہ نے کیسے کیسے گناہ گاروں اور اپنے دشمنوں کو اپنی بخشش اور مغفرت کی طرف دعوت دی ہے۔ ان کافروں کو بھی اپنی مغفرت کی طرف بلایا جنہوں نے کہا:

قالوا ان الله هو المسيح ابن مريم

ترجمہ: یعنی عیسیٰ علیہ السلام اللہ ہی ہے۔

ان کو بھی بلا رہے ہیں جنہوں نے کہا:

وقالت اليهود عزير ن ابن الله

ترجمہ: عزیر اللہ کا بیٹا ہے۔

کسی نے کہا (معاذ اللہ) اللہ تو فقیر ہے۔

لقد سمع الله قول الذين قالوا ان الله فقير

کسی نے کہا (معاذ اللہ) اللہ کا ہاتھ بخشش وعطا سے بند ہو گیا ہے۔

وقالت اليهود يدالله مغلولة

کوئی دعویٰ کرتا ہے میں تمہارا بڑا رب ہوں۔ میرے علم میں میرے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔

انا ربكم الاعلىٰ. ماعلمت لكم من اله غيرى

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (اللہ اپنے ایسے دشمنوں کو بھی معاف کرنے کے لئے آمادہ ہے) تو پھر اس کے بعد بھی اگر کوئی شخص اللہ کی رحمت اور مغفرت سے مایوس ہو تو گویا اس نے اللہ کی کتاب قرآن مجید کا انکار کیا۔

ایک بت پرست کا واقعہ:

خواجہ نصیر الدین چراغ رحمتہ اللہ علیہ خلیفہ ارشد حضرت نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی مجلس مبارکہ میں ایک بت پرست کی توبہ کا یہ واقعہ سنایا:

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں بنی اسرائیل میں ایک بت پرست تھا جس نے چار سو برس (اس زمانے کی عمریں ایسی ہی ہوتی تھیں) بت پرستی کی تھی کبھی ناغہ نہیں کیا۔ ایک دن اسے بخار بہت شدت سے چڑھا۔ وہ کراہتا ہوا اپنے بت کے سامنے آیا اور اس کے قدموں میں سر رکھ کر کہنے لگا تو میرا خدا ہے میں تجھے صدیوں سے پوج رہا ہوں۔ آج میں بہت تکلیف میں ہوں۔ مجھ سے یہ بخار دور کر دے۔ بہت دیر تک اس کے سامنے گڑگڑاتا رہا مگر پتھر کیا جواب دیتا۔ جب تکلیف زیادہ بڑھی تو اٹھ کر اس بت پر ایک لات ماری اور کہا میں جان گیا تو کچھ بھی نہیں صرف ایک بے جان پتھر ہے۔ یہ کہہ کہ مندر سے نکل کر چلا۔ راستے میں ایک مسجد نظر آئی اس میں داخل ہوا اور آسمان کی طرف منہ کر کے بولا۔ ''اے موسیٰ کے خدا ابھی اتنا کہا تھا کہ ہر طرف سے آواز آنے لگی۔ ''لبیک یا عبدی۔ لبیک یا عبدی۔''

یہ بت پرست حیران ہو کر سوچنے لگا کہ چار سو برس میں نے اپنے بت کی پرستش کی اور کبھی اس سے کوئی مدد نہیں مانگی۔ آج اس سے ایک حاجت چاہی تو وہ بھی پوری نہ ہوئی اور یہاں میں نے موسیٰ کے خدا کو صرف ایک بار پکارا تو اس نے دس بار جواب میں لبیک یا عبدی کہا۔

اس بت پرست پر گریہ طاری ہوا اور رو رو کر کہنے لگا کہ اے موسیٰ کے خدا، میں آج سے تیرا بندہ ہوں۔ جو عمر میں نے بت پرستی میں ضائع کی اس پر میں شرمندہ ہوں۔ مجھے معاف فرما اور اب میری اس تکلیف اور بخار کو دور کر۔

بخار فوراً جاتا رہا۔ یہ وہاں سے سیدھا حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں آیا اور عرض کی کہ اے اللہ کے نبی! اگر کوئی چار سو برس تک بتوں کو پوجتا رہے اور اللہ کی نافرمانی کرتا رہے۔ پھر کسی وقت وہ اپنے اس عمل سے شرمندہ ہو تو آپ اس کے حق میں کیا فرماتے ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام کے چہرہ مبارک پر ناگواری ظاہر ہوئی۔ بت پرست یہ حالت دیکھ کر بھاگا۔ جب دور چلا گیا تو موسیٰ علیہ السلام پر فوراً وحی نازل ہوئی کہ اے موسیٰ جلد جا کر میرے بندے سے ملو اور اس سے کہو کہ چار سو برس تو کیا اگر چار ہزار برس تک بھی تو بت پرستی کرتا اور ایک وقت بھی اس سے نا امید ہو کر اپنی حاجت کے وقت مجھے پکارتا تو میں ستر بار تجھ کو بلا واسطہ جواب دیتا۔

www.sirat-e-mustaqeem.com

موسیٰ علیہ السلام دوڑ کر اس شخص کے پاس آئے اور کہا، تجھے خوشخبری ہو۔ اللہ نے تیری توبہ قبول کی اور یہ کہا کہ اگر وہ چار ہزار برس بت پرستی کرنے کے بعد بھی میری طرف آتا تو میں اس کو قبول کر لیتا۔

حضرت خواجہ کی مجلس میں جتنے لوگ بیٹھے تھے اس حکایت کو سن کر زار و زار رونے لگے۔ ہر شخص فرط گریہ سے بے حال تھا اور ہر دل میں خدا کی محبت جوش مار رہی تھی۔

پھر حضرت خواجہ نے فرمایا دوستو ایسے خدا کو کون بھولے گا جس نے چار سو سالہ بت پرست کو گلے لگا لیا تو اگر مسلمان کلمہ گو گناہوں سے توبہ کر کے معافی چاہے تو کیا معاف نہ کرے گا۔
(خیر المجالس)

دوستو مایوسی کفر ہے۔ جو اپنی مغفرت سے مایوس ہوا، اس نے کفر کیا کیونکہ اس نے اللہ کی رحمت کو چھوٹا سمجھا اور اپنے گناہوں کو بڑا سمجھا جبکہ اللہ کریم کی رحمت اور بخشش کے سیلاب کی صرف ایک لہر ہی بڑے سے بڑے گناہ کے پہاڑ کو جڑ سے اکھاڑ کر پھینک دیتی ہے۔

قارون اور فرعون بھی اگر اللہ کو پکارتے تو معافی مل جاتی

قارون جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کا دشمن اور اللہ تعالیٰ کا انتہائی نافرمان دولت مند تھا۔ وہ موسیٰ علیہ السلام کی دشمنی میں یہاں تک بڑھ گیا کہ ایک عورت کو مال و دولت دے کر یہ کہا کہ جب بنی اسرائیل کے سردار میری مجلس میں بیٹھے ہوں تو تُو آ کر سب کے سامنے اتنا کہہ دینا کہ اے قارون کیا تو موسیٰ کو میری عزت کے ساتھ کھیلنے سے منع نہیں کر سکتا۔

موسیٰ علیہ السلام کو جب اس سازش کی خبر ملی تو آپ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ اے رب مجھے قارون پر قدرت عطا کر۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہم نے زمین کو تیرے تابع کر دیا ہے جو تو حکم دے گا، زمین تیری اطاعت کرے گی۔ چنانچہ موسیٰ علیہ السلام قارون کے پاس آئے اور زمین کو حکم دیا کہ قارون کو پکڑ لے۔ زمین قارون کو گھٹنے تک نگل گئی۔ قارون نے موسیٰ علیہ السلام سے گڑگڑا کر معافی کی درخواست کی۔ مگر موسیٰ علیہ السلام برابر زمین کو حکم دیتے رہے اور قارون مع

اپنی دولت اور ساز و سامان کے ساتھ زمین میں دھنستا چلا گیا۔ جب زمین قارون کو پورا نگل چکی تو اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی کی کہ اے موسیٰ! قارون نے تجھ سے رحم کی بھیک مانگی مگر تو نے اس پر رحم نہیں کیا۔ قسم ہے میری عزت و جلال کی کہ اگر قارون مجھ سے رحم کی درخواست کرتا تو میں یقیناً اس پر رحم کرتا اور معاف کر دیتا۔

بعض مفسرین نے فرعون کے غرق ہونے کے قصے میں یہ نقل کیا ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عرض کیا کہ اے محمد ﷺ! اگر آپ مجھے دیکھتے جبکہ میں فرعون کے غرق ہونے کے وقت اس کے منہ میں مٹی ٹھونس رہا تھا۔ اس خوف کی وجہ سے کہ کہیں فرعون کوئی ایسا کلمہ نہ کہہ دے جس کی وجہ سے اللہ پاک کو رحم آ جائے اور اسے معافی مل جائے۔

دوستو! ان دونوں واقعات سے اللہ کریم کی بے پایاں اور بے حد و حساب رحمت کا پتہ چلتا ہے۔ تو پھر ایسی کریم اور رحیم اور معاف کرنے والی ذات سے کیوں نہ آج ہی اپنی اپنی نافرمانیوں اور خطاؤں کی معافی مانگ لیں۔ وہ رحیم و کریم ذات جو فرعون اور قارون کو بھی معاف کرنے پر تیار تھی۔ ہم اس کا کلمہ پڑھنے والوں کو کیوں معاف نہ کرے گی۔

شرط بس یہ ہے کہ توبہ سچی ہو:

یآایھا الذین امنو توبوا الی اللہ توبۃ نصوحا

ترجمہ: اے مسلمانو! اللہ کے سامنے سچی اور پکی توبہ کرو۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ توبۃ النصوح کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ سچی توبہ یہ ہے کہ

۱۔ آدمی اپنے گناہوں پر دل میں شرمندگی محسوس کرے۔

۲۔ زبان سے استغفار کرے (اور فوراً ان گناہوں کو چھوڑ دے)

۳۔ دوبارہ ان گناہوں کے نہ کرنے کا پکا ارادہ کرے۔

جو گناہ بندوں کے حقوق کے بارے میں کیے ہیں ان سے معاف کرائے اور انہیں راضی

www.sirat-e-mustaqeem.com

کرے۔ اگر وہ مر گئے ہوں تو ان کی طرف سے صدقہ کرے اور ان کی مغفرت کی دعا کرتا رہے۔

توبہ کی تین اقسام:

جن گناہوں سے آدمی توبہ کرتا ہے وہ تین قسم کے ہیں۔

۱۔ اول اللہ کے فرض کردہ احکام نماز، روزہ، زکوٰۃ وغیرہ ادا نہ کیے ہوں تو ساتھ توبہ کے ان احکامات کی حتی الامکان قضا بھی لازمی ہے اور کفر وشرک سچی توبہ سے معاف ہو جاتے ہیں۔

۲۔ دوسرے گناہ مثلاً شراب نوشی، رقص وسرود، قمار اور سود وغیرہ کھانا۔ ایسے گناہوں کی معافی کی صورت یہ ہے کہ پہلے تو ان کو فوراً چھوڑ دیا جائے۔ پھر اللہ تعالیٰ سے معافی مانگ کر ان گناہوں کو آئندہ نہ کرنے کا پختہ عزم کر لیا جائے۔

۳۔ تیسرے قسم کے گناہ بندوں کے حقوق کے متعلق ہیں اور سب سے زیادہ سنگین یہی ہیں مثلاً کسی کو قتل کیا ہو۔ کسی پر بہتان لگایا ہو۔ جھوٹی گواہی دی ہو۔ کسی سے زنا کیا ہو تو ان گناہوں کا جن سے تعلق ہے ان کو کسی نہ کسی صورت راضی کرنا بہت ضروری ہے۔ اگر ایسا نہ کر سکے تو بجز اس کے کوئی صورت نہیں کہ اللہ کریم ہی سے معافی طلب کرے تا کہ قیامت میں آپ کی طرف سے وہ ان کو راضی کر دے اور آپ کو بھی معاف کر دے۔ وما ذالک علی اللہ بعزیز:

موتی سمجھ کے شان کریمی نے چن لئے
قطرے گرے جو مرے عرق انفعال کے
(علامہ اقبال)

ارتکاب گناہ کے تین درجے:

امام غزالی نے احیاء العلوم میں لکھا ہے کہ گناہوں پر اقدام کے تین درجے ہیں۔

۱۔ پہلا یہ کہ کسی گناہ کا کبھی ارتکاب ہی نہ ہو۔ تو یہ فرشتوں کا درجہ ہے یا انبیاء علیہم السلام کی خصوصیت ہے کہ خدا نے ان کو معصوم پیدا کیا۔

۲۔ دوسرا درجہ یہ ہے کہ آدمی گناہوں کا ارتکاب کرے اور گناہ کو گناہ نہ سمجھے اور نہ ندامت محسوس کرے اور نہ ان کو چھوڑنے کا ارادہ رکھے۔ یہ درجہ شیطان صفت انسانوں کا ہے کہ جس طرح شیطان نے اللہ کی نافرمانی کر کے کبھی ندامت محسوس نہیں کی اور نہ توبہ کی۔

۳۔ تیسرا درجہ عقلمند اور نیک لوگوں کا ہے کہ اگر کوئی گناہ سرزد ہو گیا تو فوراً اس پر نادم ہو کر توبہ کرتے ہیں اور آئندہ نہ کرنے کا پختہ عزم کر لیتے ہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ گناہ ہونے کے بعد توبہ نہ کرنا خالص شیاطین کا کام ہے۔

اسی طرح اگر زبان سے توبہ کرے اور دل میں اس گناہ کو پھر کرنے کا ارادہ ہے تو یہ توبہ نہیں کہلاتی۔ ایسی توبہ سے بھی توبہ کرنی چاہیے۔

حسن ظاہر پر اگر تو جائے گا
عالم فانی سے دھوکہ کھائے گا
یہ منقش سانپ ہے ڈس جائے گا
توبہ کر لے ورنہ تو پچھتائے گا
ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے
(خواجہ مجذوب)

توبہ کا وقت کب تک رہتا ہے:

انسان اپنے گناہوں سے جتنا جلد ہو سکے توبہ کر لے اتنا ہی اس کے لئے بہتر ہے۔ کیونکہ موت کا کوئی بھروسہ نہیں۔ نجانے کس وقت آ کر دبوچ لے اور جب موت کا فرشتہ نظر آ گیا تو اس وقت کی توبہ مقبول نہیں اور اس بات کی خود اللہ تعالیٰ نے ہمیں خبر دی ہے۔ سورہ نساء کی آیت نمبر ۱۸ کا ترجمہ یہ ہے:

''اور ان لوگوں کی توبہ قبول نہیں ہوگی جو برے عمل کرتے رہے۔ یہاں تک کہ جب ان

www.sirat-e-mustaqeem.com

میں سے کسی ایک کے سامنے موت آ کھڑی ہوئی تو وہ کہنے لگے کہ میں توبہ کرتا ہوں۔"

سورہ غافر کی آیت نمبر ۸۴ میں بھی اس بات کو دہرایا گیا ہے:

فلما رأوا بأسنا قالوآ امنا بالله وحده

ترجمہ: "پھر جب انہوں نے ہمارا عذاب دیکھا تو کہنے لگے ہم اللہ وحدہ پر ایمان لائے۔"

اسی طرح جب قیامت کی نشانی ظاہر ہو یعنی سورج بجائے مشرق سے نکلنے کے مغرب سے نکلے تو اس وقت کی بھی توبہ قبول نہیں۔ حضرت ابوقلابہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، بے شک جب اللہ تعالیٰ نے ابلیس کو راندہ درگاہ اور ملعون کیا تو ابلیس نے مہلت مانگی اور کہا کہ اے اللہ تیری عزت وجلال کی قسم میں ابن آدم کے دل سے نہیں نکلوں گا جب تک اس میں روح ہوگی تو اللہ جل جلالہ نے فرمایا کہ میری عزت وجلال کی قسم میں بھی ابن آدم کے لئے توبہ کا دروازہ کھلا رکھوں گا جب تک اس میں روح ہوگی۔

خلاصہ یہ ہے کہ توبہ انسان جس وقت بھی سچے دل سے کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اپنے وعدہ کے مطابق اس کو قبول کر کے بندے کو گناہوں سے پاک صاف کر دے گا۔ البتہ جب بندہ زندگی سے ناامید ہو جائے اور موت کے فرشتے کو دیکھ لے اور روح حلق میں آجائے اور غرغرہ (جان کنی) کی وجہ سے تنگی ہو جائے تو اس وقت کی توبہ قابل قبول نہیں۔

جب مرگ پھرا کر چابک کو یہ بیل بدن کا ہانکے گا
کوئی تاج سمیٹے گا تیرا کوئی گون سیئے گا اور ٹانکے گا
ہو ڈھیر اکیلا جنگل میں تو خاک لحد کی پھانکے گا
اس جنگل میں پھر آہ نظیر اک بھنگا آن نہ جھانکے گا
سب ٹھاٹھ پڑا رہ جاوے گا جب لاد چلے گا بنجارہ

(نظیر اکبر آبادی)

دوسرا باب

بزرگان دین کے خطبات نصیحت

عوام کے نام

خواص (علماء کرام) کے نام

مشائخ عظام کے نام

دانش وروں کے نام

واعظین کے نام

مفتیان دین کے نام

بار بار حج کرنے والوں کے نام

مالداروں اور تاجروں کے نام

صاحبان اقتدار اور ظالم حکام کے نام

ان لوگوں کے نام جو نسب کی وجہ سے بغیر عمل نجات کے مدعی ہیں۔

ان بزرگوں نے اپنے خطبات میں ہر طبقہ کو سنت وشریعت کے معیار سے جانچ کران کی بے اعتدالیوں فساد نیت، فریب نفس اور مغالطوں کی نشاندہی کی ہے تاکہ وہ اپنی خود فریبی اور غلط روی کا احساس کر کے موت سے پہلے اپنی اصلاح کر لیں اور موت کی تیاری میں لگ جائیں۔

www.sirat-e-mustaqeem.com

عوام کے نام:

ہر زمانے میں اور ہر قوم میں اکثریت ایسے لوگوں کی ہوتی ہے جن کی ساری محنت ومشقت اور ساری بھاگ دوڑ کھانے پینے اور توالد و تناسل یعنی جسمانی لذات اور شہوات کے حصول کے لئے ہوتی ہے اور جس طرح ایک جانور صبح سے شام تک اپنی غذا کی تلاش میں رہتا ہے اور رات کو سو جاتا ہے اور صبح اٹھ کر پھر اسی کام میں لگ جاتا ہے، بالکل اسی ڈھنگ پر یہ لوگ زندگی گزارتے ہیں۔ اسی لئے مثل مشہور ہے ''عوام کالانعام'' یعنی عوام جانوروں کی طرح ہوتے ہیں۔ اس میں امیر غریب، جاہل عالم کا کوئی فرق نہیں جو بھی اس نہج پر زندگی گزارے گا اور اپنے اصلی مقصد حیات سے غافل رہے گا وہ اسی زمرے میں شمار کیا جائے گا۔

بلکہ اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کو ''**بل ھم اضل**'' یعنی جانوروں سے بھی گئے گزروں میں شمار کیا ہے۔ سورہ اعراف کی آیت نمبر ۱۷۹ کا ترجمہ یہ ہے:

''ہم نے جہنم کے لئے پیدا کیا ہے، بہت سے جنات اور انسانوں کو۔ وہ لوگ ہیں جن کے پاس دل ہیں مگر اس سے سمجھتے نہیں۔ آنکھیں ہیں مگر ان سے دیکھتے نہیں۔ کان ہیں مگر اس سے سنتے نہیں۔ یہ لوگ جانوروں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی گئے گزرے۔''

اس آیت میں یہ بتایا گیا ہے کہ اگر انسان اپنی عقل اور بینائی، شنوائی سے صحیح کام لے اور اچھے برے کی تمیز کرے اور حق و باطل میں فرق کر کے کام کرے تو اخلاق کے اعلیٰ مراتب حاصل کر کے فرشتوں سے بھی آگے جا سکتا ہے اور اگر اپنے پیٹ اور شرمگاہ کی لذات ہی میں مشغول رہے تو پھر وہ جانوروں سے بھی بدتر ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ مسلمانوں کے اس طبقے کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

''اب میں عوام کی طرف مخاطب ہوں اور کہتا ہوں کہ اے آدم کی اولاد! دیکھو تمہارے اخلاق بگڑ چکے ہیں۔ تم پر بے جا حرص و ہوس کا ہوکا سوار ہو گیا ہے۔ شیطان نے تم پر پورا قابو پا لیا

ہے۔ عورتیں مردوں کے سر چڑھ گئی ہیں اور مرد عورتوں کے حقوق برباد کر رہے ہیں۔ حرام کو تم نے اپنے لئے میٹھا خوشگوار بنا لیا ہے اور حلال تمہارے لئے بدمزہ ہو چکا ہے۔

اے آدم کے بچو! جسے خدا نے ایک رہنے کی جگہ دے رکھی ہو جس میں وہ آرام کرے۔ اتنا پانی جس سے اس کی پیاس بجھ جائے۔ اتنا کھانا جو معدہ پر کر دے۔ اتنا کپڑا جس سے اس کا بدن ڈھک جائے اور ایسی بیوی جو شرمگاہ کی حفاظت کر سکتی ہو تو یاد رکھو دنیا پورے طور پر اس کو مل چکی ہے۔ اس کو چاہیے کہ اس پر خدا کا شکر ادا کرے۔ اے مسلمانو! تم نے ایسے بگڑے ہوئے رسوم اختیار کر لئے ہیں جن سے دین کی اصلی صورت ہی بگڑ گئی ہے۔ تم عاشورہ کے دن جھوٹی باتوں پر اکٹھے ہوتے ہو۔ شب برات میں کھیل کود کرتے ہو اسی طرح اور بھی بری بری رسمیں تم نے اختیار کر لی ہیں جس نے تم پر تمہاری زندگی تنگ کر دی ہے۔ مثلاً تقریبات کی دعوتوں میں تم اپنی حیثیت سے زیادہ تکلفات کرتے ہو۔ بیوہ عورتوں کو نکاح سے روکتے ہو جو ہندوؤں کی رسم ہے۔ لمبے لمبے مہر باندھتے ہو اور خوشی وغمی کے موقع پر بے جا اسراف کرتے ہو۔

تم نے اپنی نمازیں برباد کر رکھی ہیں۔ کچھ لوگ ہیں کہ دنیا کمانے میں اتنے پھنس گئے ہیں کہ انہیں نماز کا وقت ہی نہیں ملتا۔ کچھ لوگ جو قصہ خوانی اور کہانیوں (آج کل ٹی وی وغیرہ) میں وقت گنواتے ہیں۔ افسوس تم نے زکوٰۃ کو بھی چھوڑ دیا ہے۔ حالانکہ کوئی ایسا دولت مند نہیں جس کے رشتہ داروں میں غریب اور حاجت مند لوگ نہیں ہوتے۔ اگر وہ ان لوگوں کی مدد کیا کریں، انہیں کھلایا پلایا کریں اور زکوٰۃ کی نیت کر لیا کریں تو یہ بھی ان کے لئے کافی ہوتی ہے۔

(تذکرہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی)

عوام کے طبقہ میں چونکہ دین کا علم نہ ہونے کے برابر ہوتا ہے اس لئے ان کے اعمال، اعتقادات، اخلاق اور نیت میں طرح طرح کی غلط فہمیاں اور بے اعتدالیاں داخل ہو جاتی ہیں جن کو شیطان ان کی نظروں میں ہمیشہ اچھا ظاہر کرتا رہتا ہے۔

علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ ان ہی غلطیوں کی نشاندہی کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

عوام میں بعض وہ لوگ ہیں جو اپنی نارسا عقل پر راضی ہیں اور علماء دین کی بات نہیں مانتے

www.sirat-e-mustaqeem.com

اور کہتے ہی فلاں عالم ایسا کرتا ہے اور فلاں ایسا کرتا ہے بس میں بھی جو کر رہا ہوں وہ ٹھیک ہے۔ اس شیطانی فریب کا جواب یہ ہے کہ شرعی احکامات کے بارے میں عالم اور جاہل دونوں برابر ہیں۔لہٰذا کسی عالم پر اگر نفسانی خواہشات اور دنیا کی محبت کا غلبہ ہو جائے تو وہ جاہل کے لئے مفید نہیں ہو سکتی۔

بعض کہتے ہیں کہ یہ کیسے ممکن ہے کہ خدا خود ہی مقدر کرلے اور پھر عذاب دے۔بعض کہتے ہیں کہ خدا نے متقی پرہیزگار کو تنگ دست اور کافر گناہ گار کو مالدار کیوں بنایا۔بعض خدا کی نعمتیں پا کر شکرادا کرتے ہیں۔مگر جب کوئی مصیبت یا بلا آتی ہے تو بدل جاتے ہیں اور کفر بکنے لگتے ہیں۔یہ لوگ بناوٹی درویشوں اور ننگ دھڑنگ فقیروں کے بہت جلد معتقد ہو جاتے ہیں اور علما پر ان کو ترجیح دیتے ہیں۔(اور کہتے ہیں میاں شریعت اور ہے طریقت اور ہے)

بعض لوگ کسی مرد صالح (یا اپنے پیر) کی محبت پر اتنا اعتماد کرتے ہیں کہ گناہوں کی پرواہ نہیں کرتے (اور کہتے ہیں ہمارا پیر بخشوا دے گا) جیسے شیعہ رافضی کہتے ہیں کہ ہم کو اہل بیت کی محبت کی وجہ سے عذاب نہیں ہوگا۔حالانکہ عذاب وثواب تقویٰ اور اعمال کے اعتبار سے ہے۔

اکثر عوام مرد عورتیں کاہن، نجومی اور رمال کے قول کو سچا سمجھتے ہیں اور اس پر اعتماد کرتے ہیں حالانکہ یہ سخت گناہ ہے۔صحیح مسلم میں روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص جوتشی یا نجومی کے پاس آئے اور اس سے کچھ پوچھے تو اس کی چالیس روز کی نماز قبول نہیں کی جائے گی۔

بعض لوگ ریشم کا لباس اور سونے کی انگوٹھی پہنتے ہیں جبکہ یہ دونوں مرد کے لئے حرام ہیں۔ ایک عادت عوام میں ہے کہ اگر ان کا کوئی بھائی رشتہ دار کوئی گناہ مثلاً شراب پیتا ہے یا ریشم پہنتا ہے تو اس کو کبھی منع نہیں کرتے۔

بعض لوگ اپنی بیوی بچوں کے حقوق پوری طرح ادا نہیں کرتے۔بعض بیوی کو مجبور کرتے ہیں کہ اپنا مہر معاف کردے اور زبردستی معاف کرا کے یہ سمجھتے ہیں کہ ان کے ذمہ سے مہر ساقط ہو گیا(حالانکہ ایسا نہیں ہوتا کیونکہ زبردستی معاف کرانے سے معاف نہیں ہوتا)

بعض لوگ قبروں کی حد سے زیادہ تعظیم کرتے ہیں۔اس سے لپٹتے ہیں اور اپنی حاجتیں طلب

کرتے ہیں۔حالانکہ شریعت نے ان باتوں سے سختی سے منع کیا ہے کہ قبروں پر روشنی کی جائے۔ان کو بوسہ دیا جائے اور اپنی حاجتوں کے لئے میت سے خطاب کیا جائے اور اس مضمون کے رقعے لکھے جائیں کہ اے میرے آقا میری یہ حاجت پوری کر دیجئے اور قبروں پر خوشبو چھڑکی جائے اور خرقے اور ڈورے مزار کے درختوں پر لٹکائے جائیں کہ یہ سب حرکتیں ان لوگوں کی پیروی ہے جو لات وعزیٰ کو پوجتے تھے۔تم کو کوئی ان قبر پرستوں میں ایسا نہ ملے گا جو ان بدعات کو چھوڑ کر کسی احکام الٰہی مثلاً نماز یا زکوٰۃ کے بارے میں کوئی مسئلہ پوچھے اور وہ حکم دریافت کرے جو اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرض کیا گیا ہے اور قیامت میں جس کے متعلق اس سے پوچھا جائے گا۔

بعض عوام اس دھوکے میں ہیں کہ وعظ اور ذکر وغیرہ کی مجالس میں شریک ہونا اور رونا ہی سب کچھ ہے۔وہ سمجھتے ہیں کہ مجلس خیر میں شرکت اور رقت ہی اصل مقصود ہے حالانکہ اس سے مقصود اعمال کی اصلاح ہے۔میں ذاتی طور پر بہت سے آدمیوں کو جانتا ہوں جو برسوں سے وعظ کی مجلسوں میں شریک ہوتے ہیں۔متاثر ہو کر روتے ہیں مگر نہ سود لینا چھوڑتے ہیں نہ تجارت میں دھوکہ دینے سے باز آتے ہیں۔ارکان صلوٰۃ سے جیسے برسوں پہلے بے خبر تھے ویسے ہی آج بھی ہیں۔مسلمانوں کی غیبت، والدین کی نافرمانی اور دوسرے گناہوں میں جیسے پہلے مبتلا تھے ویسے ہی اب بھی ہیں۔شیطان نے ان کو یہ دھوکہ دے رکھا ہے کہ مجلس وعظ کی حاضری اور وہاں بیٹھ کر رونا دھونا ہی ان کے گناہوں کا کفارہ بن جائے گا۔بعض کو یہ سمجھا رکھا ہے کہ مشائخ اور صالحین کی صحبت ہی مغفرت کے لئے کافی ہے۔عمل کی کوئی ضرورت نہیں۔(تلبیس ابلیس علامہ ابن جوزی)

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ عوام میں باطنی اعمال کے فقدان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اپنے ایک وعظ میں فرماتے ہیں:

افسوس کہ تیری زبان تو مسلمان ہے مگر دل مسلمان نہیں۔تیرا قول مسلمان ہے مگر عمل مسلمان نہیں تو اپنی جلوت میں تو مسلمان ہے مگر خلوت میں مسلمان نہیں کیا خبر کہ کل کا دن ایسی حالت میں آئے کہ تو سطح زمین سے گم ہو کر قبر کے اندر موجود ہو بلکہ کیا عجب کہ ابھی ایسا ہو جائے۔ کیا ٹھکانہ ہے اس غفلت کا تمہارے دل کس قدر سخت ہیں۔تم سراپا پتھر بنے ہوئے ہو۔میں تم کو

www.sirat-e-mustaqeem.com

نصیحت کرتا ہوں دوسرے بھی نصیحت کرتے ہیں۔ مگر تم ایک حالت پر قائم ہو۔ قرآن تم پر پڑھا جاتا ہے۔ پیغمبر کے ارشادات اور اگلوں کے حالات تم کو سنائے جاتے ہیں مگر تم عبرت نہیں پکڑتے۔

اے دنیا میں مشغول ہونے والے! موت کے آنے سے پہلے اپنا حساب کرلے۔ حق تعالیٰ کے حلم اور اپنے عیش وعشرت کے سامان سے دھوکہ نہ کھا۔ اے بے نصیب انسان تو ان میں داخل ہے جو یہاں دنیا میں بھی افکار، معاش کی مشقت میں مبتلا ہیں اور وہاں دوزخ میں بھی مبتلائے مشقت ہوں گے۔ جناب رسول ﷺ نے فرمایا: بندہ جب اعمال میں کوتاہی کرتا ہے تو حق تعالیٰ اس کو مبتلا کردیتا ہے اہل وعیال کی فکر میں۔ بیوی بچوں کی تکلیف میں۔ آمدنی کی کمی میں۔ اولاد کے نافرمان بن جانے میں۔ گھر کے لوگوں کے درمیان نفرتیں پیدا ہونے میں۔ وہ جہاں بھی جاتا ہے ٹھوکریں کھاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ ''اللہ تم کو سزا'' دے کر کیا کرے گا اگر تم شکر گزار بنو اور ایمان لے آؤ۔ (الفتح الربانی)

نیک اعمال کی کوتاہی کے سلسلے میں عوام کو ایک بہت بڑا مغالطہ ہوا ہے اور وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز سے بے نیاز ہے اس کو ہماری اطاعت وعبادت کی ضرورت نہیں۔ دوسرا مغالطہ جو اس سے بھی بڑھ کر ہلاک کرنے والا ہے وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ بڑا کریم ورحیم ہے۔ ہم ہزار گناہ کریں وہ ہم کو ضرور بخش دے گا۔ اس بارے میں حضرت شیخ شرف الدین یحییٰ منیری رحمۃ اللہ علیہ اپنے مکتوب میں فرماتے ہیں:

بعض عوام الناس اپنے شبہات اور شکوک اور فاسد خیالات کی بدولت اللہ کی اطاعت سے ایسے محروم ہیں کہ ان کے ہلاک ہونے میں کوئی کسر باقی نہیں رہتی۔ ایک گروہ کا خیال ہے کہ خدائے عزوجل مخلوق کی اطاعت سے بے نیاز ہے۔ اس کو ہمارے عمل کی حاجت نہیں۔ پھر ہم کیوں نماز۔ روزہ وغیرہ کی تکلیف برداشت کریں۔

جواب: اس شبہ سے سراسر جہالت کی بو آتی ہے۔ غالباً اس گروہ نے دل میں یہ جانا کہ شریعت جس کام کا حکم دیتی ہے اس سے اللہ تعالیٰ کا کوئی فائدہ ہے۔ نعوذ باللہ۔ یہ بالکل باطل اور

محال ہے۔ بلکہ جتنا دین کا کام اور اطاعت خدا کی آدمی کرتا ہے۔ اس میں خود اسی کا فائدہ ہے۔ ''ومن عمل صالحا فلنفسہ'' یعنی جس نے نیک کام کیے تو اپنے لئے کیے۔ ''ومن تزکی فانما یتزکی لنفسہ'' جس نے صفائی اور پاکیزگی کی تو اس نے اپنے آپ کو پاکیزہ کیا۔

اس بدبخت جاہل کی مثال اس بیمار کی سی ہے جو طبیب کا بتایا ہوا پرہیز یہ کہہ کر نہ کرے کہ طبیب کو ہمارے پرہیز کی کوئی حاجت نہیں اور پھر خوب اطمینان سے بدپرہیزی کرے تو اس میں شک نہیں کہ طبیب کو کوئی نقصان نہیں پہنچے گا مگر بیمار قبر میں یقیناً پہنچ جائے گا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ تو واقعی بے نیاز ہے ہماری عبادت سے۔ مگر ہم اطاعت نہ کرکے خود اپنا ہی نقصان کریں گے۔

ایک دوسرے گروہ کا یہ خیال فاسد ہے کہ اللہ تعالیٰ بڑا غفور الرحیم ہے، ہم ہزار گناہ کریں وہ ضرور ہماری بخشش کردے گا۔

جواب: بے شک وہ بڑا رحیم وکریم ہے۔ مگر دوسری اس کی صفات سے منہ پھیر لینا شیطان کا دھوکہ ہے وہ جیسا رحیم وکریم ہے ویسا ہی ''شدید العقاب'' بھی ہے اور حکیم وقدیر بھی ہے۔ ہم سب دیکھ رہے ہیں کہ ہزاروں آدمی طرح طرح کی تکالیف میں مبتلا ہیں۔ ہزاروں غریب محتاج ہیں۔ حالانکہ اللہ کے خزانے میں کوئی کمی نہیں۔ وہ ہر شخص کو عافیت کا سامان دے سکتا ہے۔ مگر ایسا نہیں ہوتا۔

ہر کام کے لئے اللہ تعالیٰ نے اسباب پیدا کیے ہیں جب تک وہ اسباب اختیار نہ کیے جائیں گے اس کام کو حاصل نہیں کرسکتے۔

دیکھو کسان جب تک دانہ نہ بوئے فصل ہاتھ نہیں آتی۔ آدمی تندرست نہیں رہ سکتا جب تک غذا نہ کھائے۔ بیمار اچھا نہیں ہوتا جب تک علاج نہ کرے تو جس طرح ان چیزوں کے لئے قدرت نے اسباب پیدا کیے ہیں۔ سعادت اخروی اور نجات کے لئے بھی اسباب ہیں۔ خیال کرنے کی بات ہے کہ مسلمان ہوکر آدمی نشہ کرے۔ چوری کرے۔ قتل کا مرتکب ہو۔ زنا کرتا پھرے۔ نماز سے بھاگے۔ روزے سے جان چھڑائے۔ زکوٰۃ سے منہ بنائے اور طرح طرح کے برے کام کرتا پھرے اور پھر بھی امید رکھے کہ اللہ تعالیٰ بڑا رحیم وکریم ہے مجھے جنت عطا کردے گا۔

www.sirat-e-mustaqeem.com

خوب یاد رکھو جس شخص نے گناہ کیے مگر گناہ کو گناہ ہی سمجھا ایسا شخص ہلاکت کے قریب ہے اگر توبہ کرلے گا تو بچ جائے گا اور جو شخص گناہ کرتا ہے مگر گناہ کو گناہ نہیں کہتا تو اس کے لئے خوف ہلاکت نہیں بلکہ وہ تو ہلاک ہو چکا ہے کیونکہ گناہ کو گناہ نہ سمجھنا کفر ہے اور کفر سراسر ہلاکت ہے۔

(مکتوبات صدی)

اللہ تعالیٰ سے حسن ظن یعنی نیک گمان رکھنا بہت اچھی بات ہے اور حدیث قدسی میں بھی اس کی تاکید ہے مگر لوگ اس کے غلط معنی سمجھتے ہیں۔ اس غلط فہمی کی تشریح کرتے ہوئے حضرت شیخ یحییٰ منیری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''جب بندہ خدا کی عبادت واطاعت میں کوشش کرے اور گناہوں سے حتیٰ الامکان کنارہ کش رہے اس کے بعد کہے کہ میں امید رکھتا ہوں کہ جو کچھ مجھ سے نیکیاں اور عبادات ہوئیں۔ اسے خداوند کریم اپنے فضل وکرم سے قبول فرمائے گا اور میری کوتاہیوں اور غلطیوں کو معاف کر کے مجھے بخش دے گا تو اس کیفیت کو حسن ظن۔ نیک گمان اور رجا کہتے ہیں۔ لیکن اگر بندہ غفلت میں پڑا رہے۔ من مانی زندگی گزارے۔ اطاعت چھوڑ کر نافرمانی اور سرکشی کرے۔ قہر خداوندی کا کچھ خوف نہ کرے۔ قرآن کے وعدہ اور وعید کو خاطر میں نہ لائے پھر بھی یہ کہے ''میں امید کرتا ہوں کہ خدا مجھے بہشت میں داخل کرے اور عذاب سے نجات عطا فرمائے گا تو یہ حسن ظن اور رجا نہیں بلکہ یہ محض آرزو ہی آرزو ہے جو بالکل لاحاصل ہے اور جس کی کوئی حقیقت اور اصلیت نہیں۔''

(مکتوبات صدی)

موت نے کر دیا لاچار وگرنہ انساں
ہے وہ خود بیں کہ خدا کا بھی نہ قائل ہوتا

علمائے کرام کے نام:

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس امت کے عالم دو قسم کے ہیں ایک وہ جسے خدا نے علم عطا کیا اور اس نے بے دریغ

لوگوں کو سکھایا یا اس پر نہ کوئی سونا چاندی لیا نہ اور کسی قسم کا بدلہ لیا ایسے عالموں کے لئے آسمان کے پرندے، زمین کے چرند، پانی کی مچھلیاں اور فرشتے کراماً کاتبین بھی دعا کرتے ہیں۔ دوسرا وہ ہے جسے خدا نے دولت علم عطا فرمائی مگر اس نے خدا کے بندوں سے بخل کیا۔ اس پر سونا چاندی لیا اور دنیا کے نفع کا اس پر خواہشمند ہوا تو ایسا عالم قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اس کے منہ میں آگ کی لگام چڑھی ہوئی ہوگی۔ (العلم والعلماء)

ابن وہب کے واسطے سے یہ حدیث روایت ہوئی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''میری امت کی ہلاکت فاجر عالم اور جاہل عابد ہیں۔ بدترین شر فاسق عالم ہے اور بہترین خیر نیک عالم ہے۔''

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کا قول ہے۔ ''جو نہیں جانتا اور عمل نہیں کرتا، اس کے لئے ایک ہلاکت ہے اور جو جانتا ہے اور پھر بھی عمل نہیں کرتا اس کے لئے سات ہلاکتیں ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

اے اہل علم اپنے علم پر عمل کرو کیونکہ عالم وہی ہے جو علم حاصل کر کے عمل کرتا ہے۔ جلد ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو علم حاصل کریں گے مگر علم ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔ ان کا باطن ان کے ظاہر سے مختلف ہوگا اور ان کا علم ان کے عمل کے خلاف گواہی دے گا۔ وہ مجلسیں جما کر بیٹھیں گے اور آپس میں فخر ومباہات کریں گے اور لوگوں سے صرف اس لئے ناراض ہو جایا کریں گے کہ وہ ان کی مجلس چھوڑ کر دوسرے عالم کی مجلس میں کیوں جا بیٹھے ایسے عالموں کے عمل خدا کی بارگاہ تک نہیں پہنچیں گے۔ (العلم والعلما)

شیخ شرف الدین یحییٰ منیری فرماتے ہیں:

اہل طریقت کا قول ہے کہ مخلوق کی نظر سے اپنے آپ کو گرا دینا آسان ہے لیکن مرد وہ ہے جو اپنے آپ کو خود اپنی نظر سے گرا دے۔ مگر اے برادر! اس زمانے کا عجب حال ہو رہا ہے (کوئی اپنی تحریر وتقریر سے لطف لے رہا ہے، کوئی اپنے مریدین کی تعداد اور کثرت رجوع پر نازاں ہے۔ کوئی دست بوسی اور قدم بوسی کے نشہ میں مست ہے۔ کوئی اپنی شہرت اور مقبولیت عام پر پھولے

www.sirat-e-mustaqeem.com

نہیں سماتا۔ کوئی سمجھتا ہے کہ بس میری ہی دعوت وتبلیغ سے یہ نیکیاں پھیل رہی ہیں) غرض کہ ہر عالم وجاہل اپنی پونجی میں مست ہے۔

اے برادر! ہم تو اپنی ہی ہستی کے عاشق ہیں۔ بھلا ہم کو یہ توفیق کہاں کہ سرداری اور خواجگی کی دستار سر سے اتار سکیں اور نیک نامی اور شہرت کو بدنامی اور گمنامی سے بدل سکیں۔ ہم سب مدرسے جاتے ہیں (علم حاصل کرتے ہیں)۔ خانقاہوں میں بیٹھتے ہیں۔ عبادت وریاضت میں وقت گزارتے ہیں تاکہ برتری اور بلندی کی دستار نصیب ہو اور پارسائی کے دربار میں مسند نشینی حاصل ہو۔ تقریر کی دھاک لوگوں کے دلوں پر بیٹھ جائے۔ عوام پر ہمارے علم وتقدس کی فضیلت ثابت ہو اور خواص پر ہماری معرفت اور خداشناسی کا سکہ جم جائے۔

اے بھائی! حقیقت تو یہ ہے کہ ایسی کھوٹی پونجی کے سہارے ہم کو اور تم کو خدا کی درگاہ میں جانے کا ہرگز راستہ نہیں مل سکتا۔ جو لقمہ باز کے معدے اور حلق کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ وہ ہمارے حلق سے کیسے اتر سکتا ہے۔ (مکتوبات صدی)

ایسے ہی عالموں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے پیران پیر حضرت محی الدین عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

صاحبزادہ ان عالموں سے جو حق تعالیٰ سے جاہل ہیں دھوکہ مت کھا ان کا سارا علم ان کے اوپر وبال ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کے صرف احکام کے عالم ہیں اور اس کی ذات سے جاہل ہیں۔ لوگوں کو ایک کام کا حکم دیتے ہیں مگر خود اس کو نہیں کرتے۔ ایک کام سے منع کرتے ہیں مگر خود اس سے باز نہیں آتے۔ دوسروں کو اللہ کی طرف بلاتے ہیں اور خود اس سے بھاگتے ہیں۔ یا اللہ معاف فرما ان کو بھی اور ہمیں بھی اس سب کو اپنے نبی کا سچا غلام بنا اور ہم سب کو اپنی رحمت میں داخل فرما۔

حجۃ الاسلام امام غزالی کے نزدیک عوام کے دینی اور اخلاقی زوال کی سب سے بڑی ذمہ داری علماء اسلام پر ہے جو ان کے نزدیک امت کا نمک ہیں اگر نمک ہی بگڑ جائے تو اس کو کون سی چیز درست کر سکتی ہے۔ اپنی کتاب احیاء العلوم میں عوام کی غفلت کے اسباب بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں:

"تیسرا سبب اور وہ لاعلاج مرض کی حیثیت رکھتا ہے یہ ہے کہ مریض موجود ہیں اور طبیب مفقود۔ طبیب علماء اسلام ہیں اور وہ خود اس زمانے میں بری طرح بیمار ہیں اور علاج سے عاجز ہیں۔"

صاحبان حکومت اور ظالم حکام کی خرابی کا سبب بھی امام غزالی کے نزدیک علماء کی کمزوری اور اپنے فرائض سے غفلت ہے۔ بہت سے علماء دنیا طلبی اور جاہ طلبی کا شکار ہو گئے ہیں اس بارے میں حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"پہلے علمائے حق کو امر بالمعروف اور نہی عنی المنکر میں سلاطین وقت کی شان وشوکت کی ذرہ بھر پرواہ نہ تھی وہ اللہ کے فضل پر اعتماد رکھتے تھے۔ چونکہ ان کی نیت خالص تھی اس لئے ان کے کلام سے پتھر بھی موم ہو جاتے تھے۔ بڑے بڑے سنگدل پگھل جاتے تھے۔ اب تو حالت یہ ہے کہ دنیا کی طمع نے علماء کی زبانیں گنگ کر رکھی ہیں۔ اگر بولتے بھی ہیں تو اقوال وحالات میں مطابقت نہیں ہوتی۔ اس لئے کوئی اثر نہیں ہوتا۔ اگر آج بھی وہ خلوص وصداقت سے کام لیں تو ان کو ضرور کامیابی ہو کیونکہ رعیت کی خرابی حکام کی خرابی کا نتیجہ ہے اور حکام کی خرابی علماء کی خرابی کی وجہ سے ہے اور علما کی خرابی کی وجہ دولت اور جاہ کی محبت کا غلبہ ہے اور جس عالم پر دنیا کی محبت غالب آجائے وہ ادنیٰ درجے کے لوگوں پر بھی احتساب اور روک ٹوک نہیں کر سکتا۔ چہ جائیکہ بادشاہ وقت۔

(تاریخ دعوت عزیمت حصہ اول)

علمائے حق کی حق گوئی اور بیباکی کے کچھ واقعات:

شیخ الاسلام عزالدین بن عبدالاسلام رحمۃ اللہ علیہ ۶۶۰ھ کی سب سے باعظمت شخصیت تھے۔ جو اپنے علم وتقویٰ، حق گوئی اور بیباکی میں نادرہ روزگار تھے۔

شام کے بادشاہ نے مصر کے مسلمان بادشاہ نجم الدین ایوب کے مقابلے میں عیسائی بادشاہ سے مدد مانگی۔ عیسائی دمشق میں آکر خوب ہتھیار خریدنے لگے۔ اسلحہ کے تاجروں نے شیخ سے

www.sirat-e-mustaqeem.com

فتویٰ پوچھا۔ شیخ نے کہا فرنگیوں کے ہاتھ ہتھیار فروخت کرنا حرام ہے۔ شیخ نے اپنے خطبہ میں بادشاہ کے لئے دعائیہ جملے بھی ترک کر دیئے۔

بادشاہ کو جب یہ خبر ملی تو اس نے آپ کو قید کر دیا مگر یہ بات اس کے دل میں برابر کھٹکتی رہی۔

ایک مرتبہ اس نے اپنا ایک خاص آدمی اپنے رومال کے ساتھ بھیجا۔ اس نے شیخ سے بڑی خوشامدانہ باتیں کیں اور کہاں بادشاہ اب بھی آپ کا معتقد ہے آپ ایک دفعہ اس سے مل لیں اور اس کے ہاتھ کو بوسہ دے دیں تو سب قصہ رفع دفع ہو جائے گا۔

شیخ نے اس کا جو جواب دیا وہ ہمیشہ تاریخ میں سنہری حرفوں سے لکھا جائے گا۔ انہوں نے فرمایا:

''اے نادان میں تو اس کا بھی روادار نہیں کہ بادشاہ میرے ہاتھ کو بوسہ دے۔ چہ جائیکہ میں اس کی دست بوسی کروں۔ لوگو تم کسی اور عالم میں ہو اور میں کسی اور عالم میں۔ خدا کا شکر ہے کہ میں اس سے آزاد ہوں جس میں تم گرفتار ہو۔''

دوسرا واقعہ:

ایک مرتبہ فخر الدین عثمان جو سلطنت کا منتظم اعلیٰ تھا۔ اس نے مصر کی ایک مسجد کی چھت پر طبل خانہ کی ایک عمارت بنوائی اور وہاں نقارہ بجنے لگا۔ شیخ عز الدین رحمۃ اللہ علیہ کو جب اس واقعہ کی تحقیق ہوگئی تو انہوں نے بہ حیثیت قاضی اور مہتمم مساجد اس عمارت کو گرانے کا حکم دے دیا اور فخر الدین کو ساقط الشہادۃ قرار دے کر اپنے عہدہ قضا سے استعفیٰ دے دیا۔

تیسرا واقعہ:

شیخ عز الدین رحمۃ اللہ علیہ کی جرأت اور بے باکی کا ایک اور واقعہ یہ ہے کہ عید کے دن قلعہ میں بادشاہ کا دربار لگا ہوا تھا۔ بادشاہ بڑے تزک واحتشام سے تخت پر بیٹھا تھا۔ دونوں طرف شاہی افواج دست بستہ کھڑی ہوئی تھیں۔ امراء اور حکام حاضر ہو کر زمین بوس ہو رہے تھے کہ دفعتاً اس

بھرے دربار میں شیخ نے بادشاہ کو نام لے کر خطاب کیا اور کہا۔ ''ایوب خدا کو تم کیا جواب دو گے جب وہ پوچھے گا کہ ہم نے تم کو مصر کی سلطنت اس لئے دی تھی کہ شراب آزادی سے پی جائے۔''

سارا دربار سناٹے میں آگیا۔ بادشاہ نے بھی مرعوب ہو کر پوچھا کہ کیا واقعی ایسا ہے۔ شیخ نے بلند آواز سے فرمایا: ہاں ایسا ہی ہے فلاں میخانے میں شراب آزادی سے بک رہی ہے اور دوسرے ناگفتنی کام بھی ہو رہے ہیں اور تم یہاں بیٹھے داد عیش دے رہے ہو۔ بادشاہ نے کہا جناب والا مجھے اس میں کوئی دخل نہیں۔ یہ میرے والد کے زمانے سے ہو رہا ہو گا۔ شیخ نے پھر بلند آواز سے کہا۔ ''پھر تم بھی ان ہی لوگوں میں ہو جن کا جواب اللہ نے قرآن میں دہرایا ہے ''انا وجدنا آباء نا علی امۃ''

یہ ہمارے باپ دادا کے زمانے سے چلا آیا ہے۔ سلطان نے فوراً حکم دیا کہ اس شراب خانے کو بند کر دیا جائے۔

شیخ شہاب الدین رحمۃ اللہ علیہ حق گو:

سلطان محمد تغلق نے اپنے دربار کے علماء سے کہا کہ ختم نبوت کا عقیدہ ختم ولایت کی طرح بالکل ناروا ہے۔ آپ لوگ کیا کہتے ہیں شیخ شہاب الدین کو بھی بلایا گیا۔ آپ بادشاہ کے عقیدے کو سن کر بہت ناراض ہوئے اور اس قدر غصہ میں آئے کہ پاؤں سے جوتا اتار کر بادشاہ کے منہ پر مارا تا کہ ذلت سے بادشاہ کے ہاتھ سے نہ مارے جائیں۔ سلطان محمد تغلق نے حکم دیا کہ شیخ کو قلعہ کی دیوار سے خندق میں پھینک دیا جائے۔ دو مرتبہ آپ کو پھینکا گیا مگر آپ محفوظ رہے۔ اس وقت آپ کے والد شیخ فخر الدین مثالی صورت میں ظاہر ہوئے اور آپ کو اپنی حفاظت سے منع فرمایا۔ آپ کی قبر بھی قلعہ دہلی کے نیچے واقع ہے۔ (کلمات الصادقین)

شیخ ابو عبداللہ تونسی رحمۃ اللہ علیہ کی جرأت ایمانی:

ایک مرتبہ شیخ ابو عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ کسی کام سے تلمسان تشریف کے لئے گئے۔ ایک

www.sirat-e-mustaqeem.com

گزرگاہ پران کا سامنا یحییٰ بن یغان شاہ تلمستان سے ہو گیا۔ بادشاہ بڑے شاہانہ طمطراق سے اپنے لاؤلشکر کے ساتھ چل رہا تھا۔ کسی نے بادشاہ کو بتایا کہ یہ سامنے جو بزرگ آرہے ہیں، یہ وہی عابدو زاہد بزرگ عبداللہ تونسی ہیں جن کا آپ اکثر تذکرہ سنتے رہتے ہیں۔

بادشاہ نے گھوڑے کی لگام کھینچی اور شیخ کو سلام کیا۔ شیخ نے سلام کا جواب دیا۔ بادشاہ نے اپنے لباس فاخرہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے پوچھا کہ اے شیخ! اس لباس میں نماز جائز ہے کہ نہیں؟

شیخ یہ سن کر مسکرائے۔ بادشاہ نے پوچھا، آپ کیوں ہنسے۔ شیخ بولے۔

"تیری کم عقلی پر۔ تیرے جہل۔ تیرے نفس اور تیرے حال پر۔ تو میری نظر میں اس کتے کی طرح ہے جو مردار کھاتا ہے اور اس کے خون اور غلاظت میں لتھڑ جاتا ہے۔ اس حالت میں پیشاب کرتے وقت اپنی ٹانگ اٹھالیتا ہے کہ کوئی گندی چھینٹ نہ پڑ جائے۔

تو اس برتن کی مانند ہے جو حرام سے بھرا ہوا ہے۔ اللہ کے بندوں کا خون تیری گردن پر ہے اور تو اس حالت میں مجھ سے لباس کے بارے میں پوچھتا ہے۔"

بادشاہ قلب سلیم رکھتا تھا۔ شیخ کا ایک ایک لفظ اس کے دل میں تیر کی طرح لگا۔ گھوڑے سے اتر کر روتے ہوئے شیخ کے سامنے جھک گیا اور وہیں کھڑے کھڑے وہ لباس اتار کر فقیرانہ لباس پہن لیا اور شیخ کی غلامی اختیار کی اور اسی حالت میں وفات پائی۔ (فتوحات مکیہ)

ان بزرگوں نے جو نصیحتیں فرمائی ہیں وہ اپنے زمانے کے علماء کی حالت دیکھ کر فرمائی ہیں لیکن تاریخ بتاتی ہے کہ ہر دور اور ہر زمانے کے معاشرے میں ہر طبقے کے لوگوں میں کچھ غلط رسوم، غلط عقائد اور دوسری معاشرتی برائیاں پیدا ہو جاتی ہیں اور اس دور کے علمائے حق ان کی نشاندہی کرتے رہتے ہیں۔ ہمارا موجودہ زمانہ بھی اس سے خالی نہیں ہے۔ اس دور میں بھی علمائے حق بھی ہیں اور علمائے سوء بھی۔

علمائے حق کو بھی اپنا محاسبہ کرنا چاہیے کہ آیا ان میں تکبر تو نہیں پیدا ہو رہا ہے۔ اپنے معاصرین سے حسد تو نہیں کرتے ہیں۔ بازار سے کوئی چیز خریدنے میں کوئی عار تو محسوس نہیں

کرتے۔ مجلسوں میں صدر نشینی کی آرزو تو نہیں رکھتے۔ طلبہ یا مریدین کی دوسرے عالم کی مجلس میں جانے سے غصے تو نہیں ہوتے۔ مدارس کی اشیاء گاڑیاں وغیرہ اپنے استعمال میں تو نہیں لاتے۔ اس قسم کی اور بہت سی بے اعتدالیاں علماء حق میں بھی کبھی کبھی پیدا ہو جاتی ہیں۔ لہٰذا (حاسبوا قبل ان تحاسبوا" پر عمل کرتے ہوئے موت سے پہلے پہلے ان برائیوں سے توبہ کر لینی چاہیے اور اپنی خدمات دین اور عبادت کے متعلق ہمیشہ یہی کہنا چاہیے۔

میں رہا گرچہ ہر اک گام پہ مصروف سجود
کوئی سجدہ بھی تری شان کے شایاں نہ ہوا

ناقص مشائخ اور بے شرع پیرزادوں کے نام

اللہ تعالیٰ نے انسان کی ہدایت کے واسطے ہر دور میں اپنے رسول بھیجے جنہوں نے انسان کی طرز زندگی، طرز معاشرت اور طرز عبادت کو ایسے پاکیزہ طریقے عطا فرمائے جس سے خود انسان کی زندگی بلکہ اس کے پورے معاشرے کو امن وامان اور سکون وراحت نصیب ہوتا رہا ہے۔

آخری نبی ﷺ نے تشریف لا کر ایسا پاکیزہ اخلاقی نظام استوار کیا جس سے نہ صرف انسان کی جسمانی ضرورتیں پوری ہوں بلکہ اس کی روحانی اور آئندہ آنے والی زندگی کی ضمانت بھی دے دی۔ جس کو اسلام تزکیۂ نفس کا نام دیتا ہے یعنی انسان کی روح میں نفس کی صحبت سے جو برائیاں اور گندگیاں پیدا ہو گئی ہیں۔ مرنے سے پہلے ان کو دور کر کے اس کو ایسا پاک کر دیا جائے کہ حشر میں خدا کے سامنے شرمندگی نہ اٹھانا پڑے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین کو یہ بات رسول ﷺ کی صحبت مبارکہ سے بغیر کسی مجاہدے کے حاصل ہو جاتی تھی۔ بعد وفات حضور ﷺ کا جیسے جیسے زمانہ گزرتا گیا لوگ روح کی طرف سے غافل ہوتے گئے۔ روزہ، نماز، حج جو ظاہری احکام ہیں برابر جاری تھے مگر باطنی اخلاق جو روح سے تعلق رکھتے تھے مثلاً تکبر۔ حسد۔ طمع۔ جھوٹ۔ ظلم۔ خودنمائی وغیرہ ان سے اکثر لوگ بالکل غافل ہو گئے۔

اس باطنی تزکیۂ نفس کے لئے اللہ پاک نے کچھ لوگوں کو توفیق دی۔ جنہوں نے اس مقصد

www.sirat-e-mustaqeem.com

کے لئے طریقے وضع کیے۔ علاج تجویز کیے۔ خانقاہیں بنوائیں اور لوگوں کو اللہ کی طرف بلانے اور موت سے پہلے موت کی تیاری کرنے کی دعوت دینے لگے۔

ایسے لوگ بعد میں صوفی، شیخ اور پیر کہلانے لگے اور ایک کثیر مخلوق ان کے ذریعے اللہ کی صراط مستقیم پر گامزن ہوگئی۔

شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی، شیخ معین الدین چشتی، شیخ شہاب الدین سہروردی، شیخ بہاء الدین نقشبندی اس گروہ کے سرخیل ہیں اور ان کے ہاتھ پر لاتعداد اور بے شمار لوگوں نے توبہ کی اور نیک کاموں پر بیعت کی اور یہ سلسلہ الحمدللہ آج تک جاری ہے۔

لیکن جیسے کہ قاعدہ ہے کہ ہر اچھی جماعت میں کچھ برے اور نااہل لوگ بھی داخل ہو جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ حضور ﷺ کے مبارک زمانے میں بھی آپ کے ماننے والوں میں منافقین گھس آئے تھے۔ اسی طرح اس پاک گروہ میں بھی پیشہ ور۔ حقیقت ناآشنا۔ الحاد شعار فاسد العقیدہ اور نام نہاد پیر اور مشائخ داخل ہوگئے جو آج ہمارے اس زمانے میں بھی دین میں تحریف کرنے اور مسلمانوں کو گمراہ کرنے میں پوری طرح آزاد ہیں اور ان کی دین اور دنیا دونوں برباد کر رہے ہیں اور کوئی ان کی گرفت نہیں کرتا۔

ان میں خودساختہ پیر اور وہ سجادہ نشین بھی ہیں جن کے اجداد اللہ کے کامل ولی تھے اور جنہوں نے لاکھوں لوگوں کی زندگیاں بدل ڈالیں اور انہیں خدارسیدہ کر دیا۔ یہ سجادہ نشین اکثر دین کے علوم سے بالکل کورے اور نماز، روزہ کے مسائل سے بھی ناآشنا ہوتے ہیں اور جو خود ساختہ اور جعلی پیر ہیں وہ ڈاڑھی صاف رکھتے ہیں۔ ریشمی لباس پہنتے ہیں۔ ہاتھوں میں سونے کی انگوٹھیاں ڈالتے ہیں۔ عورتوں سے گلے ملتے ہیں۔ اپنا بدن دبواتے ہیں بلکہ بوسے بھی لیتے ہیں۔ مریدوں سے سجدے کراتے ہیں اور خود قبروں کو سجدہ کرتے ہیں۔ سینکڑوں ایکڑ زمینیں ان کے قبضے میں ہوتی ہیں۔ بدمعاش اور جرائم پیشہ افراد ان کے صحبت یافتہ ہوتے ہیں ایسے ہی دین کے لوگوں اور ایمان کے رہزنوں کو خطاب کرتے ہوئے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"جناب رسول اللہ ﷺ سے روایت ہے۔ آپ نے فرمایا کہ "جو ایسی حالت بنائے جس کو لوگ پسند کرتے ہیں (یعنی مشائخانہ اور اللہ والوں کی صورت لوگوں کو دھوکہ دینے کے لئے بنائی) اور مقابلہ کیا اللہ کے ساتھ ایسی حالت سے جس کو وہ ناپسند کرتا ہے تو وہ ایسی حالت میں اللہ تعالیٰ سے ملے گا کہ اللہ تعالیٰ اس پر غضبناک ہوں گے۔"

سن لو کلام نبوت اے منافقو! آخرت کو دنیا کے بدلے بیچنے والو! اے حق کو مخلوق کے عوض فروخت کرنے والو! اے پائدار کو ناپائیدار کے بدلے بدلنے والو تمہاری تجارت بڑے خسارے کی ہے کہ تمہارا اصل سرمایہ بھی غارت ہوگیا۔ تم پر افسوس کہ تم حق تعالیٰ کے غضب کا نشانہ بنے ہوئے ہو اس لئے کہ جس شخص نے اسی صورت اور وضع قطع بنائی اس کا وہ اہل نہیں تو اس پر حق تعالیٰ کا غضب نازل ہوتا ہے۔

افسوس تمہیں شرم نہیں آتی، تمہارے جسم گناہوں اور ظاہری نجاستوں سے تو ابھی پاک ہوئے نہیں اور تم دعویٰ کرتے ہو باطنی طہارت کا۔ مخلوق کا ادب ابھی تم نے سیکھا نہیں اور خالق کے ساتھ باادب بن جانے کا دعویٰ کرتے ہو۔

تم نامحرم عورتوں کے پاس بیٹھتے ہو اور پھر یوں کہتے ہو کہ ہمیں ان کی طرف مطلق توجہ نہیں ہوتی۔ تم جھوٹے مکار ہو نہ شریعت تمہاری موافقت کرتی ہے اور نہ عقل۔ (الفتح الربانی)

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ مشائخ کی بے عمل اولاد کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں

اے گزشتہ بزرگان دین کی اولاد تمہیں کیا ہوگیا ہے کہ ہر ایک تم میں ایک مستقل پیشوا بنا ہوا ہے اور لوگوں کو اس طرف بلا رہا ہے اور خود کو راہ یافتہ اور راہنما سمجھے ہوئے ہے حالانکہ وہ خود بھی گمراہ اور دوسروں کو بھی گمراہ کرنے والا ہے۔ تم لوگوں کو اس لئے مرید کرتے ہو کہ ان سے ٹکے وصول کرو۔

جو سوائے خدا رسول کے لوگوں کو خود اپنی طرف بلاتے ہیں اور اپنے احکام کی پابندی کا حکم

www.sirat-e-mustaqeem.com

دیتے ہیں وہ لوگ بٹ مار اور راہ زن ہیں۔ان کا شمار دجالوں، کذابوں، فتانوں اور ان لوگوں میں ہے جو خود فتنہ اور آزمائش کا شکار ہیں۔

خبردار خبردار ہرگز ان کی پیروی نہ کرنا جو اللہ کی کتاب اور رسول ﷺ کی سنت کی طرف دعوت نہ دیتا ہو اور اپنی طرف بلاتا ہو۔(تذکرہ شاہ ولی اللہ)

یہ سارا خطاب تو ان لوگوں کے متعلق تھا جو پیروں جیسا لباس پہن کر مخلوق خدا کو گمراہ کرتے ہیں۔ان کا دین اور دنیا دونوں برباد کر دیتے ہیں اور پارسائی کی آڑ لے کر دنیا بھر کے گناہ خود بھی کرتے ہیں اور اپنے جاہل مریدوں سے بھی کراتے ہیں۔

اہل حق مشائخ بھی بہت سی غلط فہمیوں کا شکار ہیں

افسوس کہ بہت سے اہل حق مشائخ بھی کتاب وسنت سے عدم التفات، فن حدیث سے ناواقفیت اور شیخ ابن عربی کے فلسفۂ وحدت الوجود کو صحیح طور پر نہ سمجھنے کی وجہ سے راہ مستقیم سے بھٹک گئے۔ایسے ہی مشائخ کے بارے میں حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

بعض مشائخ اذکار واشغال اہم سمجھ کر فرائض وسنت کی ادائیگی میں تساہل برتتے ہیں۔ چلوں اور ریاضتوں کو اختیار کر کے جمعہ جماعت اور فرائض کو ترک کر دیتے ہیں وہ نہیں جانتے کہ جماعت کے ساتھ ایک فرض نماز کی ادائیگی ان کے ہزار چلوں سے بہتر ہے۔ہاں وہ ذکر وفکر جو شریعت کے مطابق ہو وہ یقیناً ضروری ہے۔(مکتوب ۱/۴۰)

بعض مشائخ یہ سمجھنے لگتے ہیں کہ معرفت کا ایک مقام ایسا بھی ہوتا ہے کہ وہاں پہنچنے کے بعد شریعت کے احکام ساقط ہو جاتے ہیں۔اس غلط اور فاسد عقیدے کی تردید کرتے ہوئے حضرت مجدد صاحب فرماتے ہیں:

بعض مشائخ خام اس فکر میں ہیں کہ اپنی گردنوں کو شریعت کی طوق غلامی سے آزاد اور احکام شرعیہ کو صرف عوام کے ساتھ مخصوص بنا دیں۔ان کا خیال ہے کہ خواص صرف معرفت کے مکلف ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ شریعت پر عمل کرنے کا مقصد حصول معرفت ہے جب معرفت حاصل

ہو گئی تکلیفات شرعیہ ساقط ہو گئیں اور اپنے عقیدے کے استدلال میں یہ آیت لاتے ہیں۔

"واعبد ربک حتیٰ یاتیک الیقین" (مکتوب ۱/۲۷۶)

اسی طرح بعض مشائخ وحدۃ الوجود کے فلسفے کو غلط سمجھ کر صراط مستقیم سے ہٹ گئے۔حضرت مجدد صاحب ان کے متعلق فرماتے ہیں۔

''شیخ روز بہان بقلی قدس سرہ نے صوفی نما لوگوں کی گمراہی بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے ''ایک غلطی وہ ہے جو کہتے ہیں کہ ''ہمہ اوست'' یعنی سب کچھ وہی ہے اور ان تمام جزئیات متفرقہ حادثہ کے باوجود ایک ہی ذات مراد رکھتے ہیں اور اشاروں سے ایک دوسرے کو کہتے ہیں کہ ''ہم خود بھی وہی ہیں'' پس ان کافروں کے لاکھوں خدا ہیں۔خداوند تعالیٰ محدثات کے تفرقے سے اور جمع سے پاک ہے۔وہ ایک ہے کہ جز کو اس میں کوئی راہ نہیں وہ حلول قبول نہیں کرتا یہ لوگ اپنے اس قول کی وجہ سے کفر کرتے ہیں نہ اپنے آپ کو جانتے ہیں نہ خدا کو اگر ان میں سے کوئی خدا ہوتا تو فنا کیوں ہوتا۔ایک قوم کی غلطی روح میں ہے اور ان کی جسم میں اللہ انہیں برباد کرے۔

(مکتوب ۸۹ دفتر دوم حصہ سوم)

اچھے اچھے مشائخ تکبر کے مرض میں مبتلا ہوتے ہیں

نبی کریم ﷺ کے مکارم اخلاق میں یہ تھا کہ آپ ہر شخص کو سلام میں سبقت فرماتے تھے۔

اکثر مشائخ ایسا نہیں کرتے بلکہ انتظار کرتے ہیں کہ دوسرا ان کو سلام کرے بعض سلام کا جواب صرف گردن ہلا کر دیتے ہیں۔

اللہ کے نبی ﷺ بازار سے نہ صرف اپنا بلکہ بیواؤں کا بھی سودا سلف خرید کر لایا کرتے تھے۔

اکثر مشائخ بازار جانا اپنی کسر شان سمجھتے ہیں۔

اللہ کے نبی ﷺ اپنے ذاتی کام اکثر خود کر لیا کرتے تھے۔بکری کا دودھ دھو لیا کرتے تھے۔گھر کے کام کاج میں ہاتھ بٹایا کرتے تھے۔

آج کل کے مشائخ اٹھ کر پانی بھی نہیں پیتے۔سارا کام اپنے مریدین سے کرواتے ہیں۔

www.sirat-e-mustaqeem.com

اللہ کے نبی ﷺ کو کوئی ہدیہ پیش کرتا تو آپ اس سے بہتر ہدیہ اس کو عطا فرماتے تھے۔

یہ مشائخ کبھی کسی کو ہدیہ نہیں دیتے۔ ہاں ہدیہ لیتے ضرور ہیں۔ اللہ کے نبی ﷺ بیمار کی عیادت کرتے۔ جنازوں میں شریک ہوتے اور ان کے لئے مغفرت کی دعا کرتے۔

آج کل کے مشائخ یہ کام بھی بہت کم کرتے ہیں۔ بہت سوں کو یہ بھی معلوم نہیں ہوتا کہ میرا پڑوسی کون ہے اور بہت سی ایسی اللہ کے رسول ﷺ کی سنتیں ہیں مثلاً اکڑوں بیٹھ کر کھانا۔ ایک دسترخوان پر بہت سے کھانے جمع نہ کرنا۔ نفلی روزے رکھنا۔ ہر ایک کا حسب حیثیت اکرام کرنا۔ یہ سب باتیں آج کل کے مشائخ میں بہت کم ملتی ہیں اور اس کا سبب سوائے تکبر کے اور کچھ نہیں۔

علامہ ابن جوزی رحمتہ اللہ علیہ مشائخ کی انہی کمزوریوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

ان میں بعض وہ ہیں جو الگ ہو کر مسجد یا خانقاہ میں بیٹھے رہتے ہیں اور یہ حجت لاتے ہیں کہ اگر میں بازار وغیرہ جاؤں گا تو بہت سی شرعی منکرات دیکھنی پڑیں گی۔ لیکن اس انقطاع میں اور بھی اس کے مقاصد ہیں۔ ازاں جملہ تکبر اور لوگوں کو حقیر سمجھنا۔ اپنی ناموس و ریاست کی حفاظت۔ کیونکہ لوگوں کے میل جول سے یہ بات جاتی رہے گی۔

یہ چاہتا ہے کہ لوگ اس کی زیارت کے لئے آئیں اور وہ کسی کو دیکھنے نہ جائے۔ جب حاکم اور رئیس اس کے پاس آتے ہیں تو بہت خوش ہوتا ہے اور جب عوام اس کے دروازے پر جمع ہوتے ہیں اور ہاتھ چومتے ہیں تو پھول جاتا ہے۔

وہ نہ مریضوں کی عیادت کو جاتا ہے اور نہ جنازے کی نمازوں میں شریک ہوتا ہے۔ اس کے مریدین کہتے ہیں شیخ کو معذور سمجھئے۔ ان کی عادت یہی ہے۔ بھلا اس عادات میں کیا عذر ہو جو شرع کے خلاف ہے۔

اگر اپنی ضروری غذا وغیرہ کی کبھی ضرورت ہو اور اتفاق سے کوئی موجود نہ ہو تو بھوکا رہنے پر صبر کرتا ہے تاکہ خود بازار سے خریدنے میں عوام کے درمیان اس کا رتبہ کم نہ ہو جائے اور اس کی شہرت میں کمی نہ آجائے۔ حالانکہ رسول اللہ ﷺ بازار جا کر اپنی ضرورت کی چیز خریدتے اور خود

اٹھا کر لاتے تھے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنے کندھے پر کپڑے رکھ کر خرید و فروخت کرتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن حنظلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا آپ ایسا کیوں کرتے ہیں۔ آپ نے جواب دیا کہ اس کے ذریعہ میں اپنے نفس کا تکبر دور کرتا ہوں اور میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ جس کے دل میں ذرہ بھر بھی تکبر ہوگا وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا۔

زاہد لحاظ رکھ کہ نہ گل ہو چراغ زہد
جھونکا نہ آنے پائے ہوائے غرور کا

معاشرے کے دانشوروں اور مفکروں کے نام

ہر معاشرے میں کچھ لوگ غیر معمولی ذہانت اور سمجھ کے مالک ہوتے ہیں۔ بہت سے علوم و فنون پر عبور رکھتے ہیں۔ بہت سی زبانیں جانتے ہیں اور دنیا کے معاملات اور سیاسیات وغیرہ میں ان کی رائے کا احترام کیا جاتا ہے لیکن دین و مذہب کے معاملے میں، خدا کی ہستی، عالم کا فنا ہونا، زندگی بعد الممات وغیرہ کے بارے میں ان کی ذہنی ساخت ایسی ہوتی ہے کہ جو شریعت کی بات ان کی عقل اور فلسفہ کے اصول کے مطابق ہو وہ تو ان کا ذہن قبول کرتا ہے اور جو ان کے ان اصولوں کے خلاف ہو اس میں ہزاروں شکوک و شبہات نکالتے ہیں۔

جو لوگ زیادہ بے دین ہوتے ہیں وہ تو صاف انکار کر دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ شریعت کا عقل کے مطابق ہونا ضروری ہے اور یہ بات چونکہ عقل اور تجربے کے خلاف ہے اس لئے قابل قبول نہیں۔

مسلمانوں میں جو لوگ یہ ذہن رکھتے ہیں وہ صاف انکار تو نہیں کرتے۔ مگر اس شرعی حکم کی توجیہ پیش کرتے ہیں اور بعید سے بعید تاویل کر کے اپنی عقل کے مطابق بنا لیتے ہیں۔ گویا خود بدلتے نہیں قرآن کو بدل دیتے ہیں۔ سچ پوچھئے تو اس میں زیادہ تر بے دین، ملحد اور زندیق قسم کے لوگ ہوتے ہیں۔ خدا کی ہستی کا انکار، شریعت کے احکام کا مذاق اڑانا عقائد اسلام کی تحقیر کرنے میں یہ لوگ ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرتے ہیں تاکہ ان کو سب سے بڑا دانشور سمجھا

www.sirat-e-mustaqeem.com

جائے۔ ہمارے اس ملک پاکستان میں بھی ایک فوج ایسے لوگوں کی موجود ہے۔ جس میں حکومت کے افسر، کالج کے پروفیسر، وکلا، مصنف اور شعراء حضرات سرفہرست ہیں۔

ایسے ہی بے دین اور عقل پرست دانشوروں اور مفکروں کے متعلق علامہ ابن تیمیہ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''دین اسلام سے یہ بات قطعی اور بدیہی طور پر ثابت ہو چکی ہے کہ مخلوق پر اللہ کے رسول کی ایسی تصدیق اور ایمان واجب ہے جو قطعی اور عمومی ہو جس میں کوئی شرط اور قید نہ ہو اور یہ کہ اس کی ہر خبر کی تصدیق کی جائے اور ہر حکم کی اطاعت کی جائے۔ اس کے خلاف جو بات بھی ہوگی وہ باطل ہوگی۔ جو شخص رسول ﷺ کی اس بات کی تصدیق کرتا ہے جس کو اس کی عقل قبول کر رہی ہے اور اس بات کو رد کر دیتا ہے جو اس کی رائے اور عقل کے خلاف ہو اور رسول کی اطلاعات پر اپنی رائے اور عقل کو مقدم رکھتا ہے اور یہ بھی کہے جاتا ہے کہ میں اللہ کے رسول کو سچا جانتا ہوں تو وہ فاسد العقل اور ملحد ہے اور جو شخص یہ کہتا ہے کہ میں اس وقت تک رسول کی خبر کی تصدیق نہیں کروں گا جب تک کہ میں اس خبر کو اپنی عقل سے سمجھ نہ لوں تو اس کا کفر کھلا ہوا ہے۔'' (دعوت وعزیمت)

اہل دانش کی بے دانشی:

ان نام نہاد دانشوروں نے ارسطو وغیرہ کے فلسفے سے متاثر ہو کر خدا کی ہستی اور کائنات وغیرہ کے متعلق جو کچھ کہا ہے جس کو وہ الٰہیات کا نام دیتے ہیں اس کے متعلق علامہ ابن تیمیہ فرماتے ہیں:

اب عقل پرستوں کے کلام کو غور سے دیکھئے جو بڑی مہارت اور تحقیق کے مدعی ہیں اور اپنی عقل و دانش سے انبیا علیہم السلام کے کلام کو رد کرتے ہیں۔ فلسفہ کی چوٹی پر پہنچ کر اور عقل و حکمت کے بلند ترین مقام سے ایسی باتیں کہتے ہیں جو دیوانوں کی باتوں سے ملتی جلتی ہیں۔ جو صحیح اور حق بات براہتہً ثابت ہے اس کو رد کرتے ہیں اور جو بے بنیاد اور بے اصل بات ہے جس کا بطلان بالکل بدیہی اور ظاہر ہے اس کو اپنے تلبیس آمیز کلام سے مقبول بناتے ہیں۔

اسی سلسلہ میں آپ مزید فرماتے ہیں:

''رسول اللہ ﷺ نے خدا کے ثبوت اور اس کی صفائی اور افعال کی معرفت کے بارے میں دنیا کے سامنے جو کچھ پیش کیا وہ صریح عقل کے مطابق ہے اور عاقل لوگوں کی بڑی سے بڑی عقلی بلند پروازیوں سے بلند ہے۔ اگلے پچھلے فلاسفر اور متکلمین کو جن دلائل پر بڑا ناز ہے وہ قرآن مجید میں کہیں ضمناً آ جاتے ہیں لیکن یہ دانشور حق و باطل کی تلبیس کے عادی ہیں اس لئے اس کو سیدھے سیدھے طریقے سے بیان نہیں کرتے۔ (دعوت وعزیمت ۲)

حضرت امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ اپنی کتاب ''تہافت الفلاسفہ'' میں ایسے ہی بے دین دانشوروں کے متعلق رقمطراز ہیں:

''ہمارے زمانے میں کچھ ایسے لوگ پیدا ہو گئے ہیں جن کو یہ گھمنڈ ہو گیا ہے کہ ان کا دماغ عام آدمیوں سے ممتاز ہے۔ یہ لوگ مذہبی احکام اور فرائض کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے سقراط، افلاطون اور ارسطو کے پر ہیبت نام سنے اور ان کی شان میں ان کے مقلدوں کی مبالغہ آرائیاں اور قصیدہ خوانیاں سنیں۔ اس سے یہ لوگ یہ سمجھے کہ کیونکہ ان لوگوں نے ریاضیات، منطقیات، طبعیات اور الٰہیات میں بڑی موشگافیاں کی ہیں اور ان کی عقل و دانش کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا تھا اس کے باوجود انہوں نے مذاہب کو نہیں مانا اس لئے ان کی تقلید میں ان دانشوروں نے بھی مذاہب کی تحقیر کو اپنا شعار بنا لیا۔ تعلیم یافتہ اور روشن خیال کہلانے کے شوق میں مذہب کا انکار کرنے لگے تاکہ ان کے علم کی سطح عوام سے بلند سمجھی جائے اور وہ بھی عقلا اور حکما کے زمرے میں شمار ہونے لگیں۔'' (تہافت الفلاسفہ)

کاش ہمارے مسلمان دانشور اور مفکر جو مذہب سے بالکل بے گانہ ہیں اور ارسطو اور افلاطون کے افکار و فلسفہ سے مرعوب ہو کر اپنے دین اور شریعت کا مذاق اڑاتے ہیں۔ امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ کی کتاب ''تہافت الفلاسفہ'' کا ٹھنڈے دل سے مطالعہ کریں جس نے ارسطو کے فلسفہ کے خیالی طلسم پر ایسی کاری ضرب لگائی تھی کہ علمائے مغرب کو یہ اعتراف کرنا پڑا کہ ''اگر ابن رشد فلسفہ کی حمایت میں ''تہافت التہافت'' نہ لکھتا تو سرزمین عرب سے ارسطو کا فلسفہ ختم ہو گیا ہوتا۔''

www.sirat-e-mustaqeem.com

اے مسلمان دانشورو! تم اس فلسفے کے لئے اپنے دین کو چھوڑ رہے ہو جو امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ کی صداقت کی ایک ضرب بھی نہ سہہ سکا۔ بہت ممکن ہے اللہ تعالیٰ کسی ایسے دانشور کی آنکھیں کھول دے اور موت سے پہلے اس کو اپنے باطل عقائد سے توبہ کی توفیق نصیب ہو جائے اور یہ بھی سمجھ لینا چاہیے کہ اس باطل فلسفہ نے مذہب کا کچھ نہیں بگاڑا ہے۔ ہاں کچھ لوگوں کے ذہن ضرور بگاڑ دیئے ہیں کیونکہ

ہر چند فلسفے کی چناں اور چنیں رہی
لیکن خدا کی بات جہاں تھی وہیں رہی
(اکبر الٰہ آبادی)

پیشہ ور واعظین کے نام:

اللہ کے نیک بندے، علمائے کرام اور مشائخ عظام ہر زمانے میں اپنے وعظ و تلقین سے مخلوق خدا کو گناہوں کی دلدل سے نکال کر صدق وصفا اور اللہ کے راستے کی طرف رہنمائی کرتے آئے ہیں او یہ سلسلہ آج بھی جاری ہے اور قیامت تک جاری رہے گا لیکن اس گروہ میں بھی کچھ نا اہل اور پیشہ ور واعظین شامل ہو جاتے ہیں جن کا کام اپنے وعظ وغیرہ سے دنیا کمانا ہوتا ہے۔ اس لئے ''نیم ملا خطرہ ایمان'' کے مصداق بن کر یہ لوگ مخلوق خدا کے سامنے غیر مستند اور عجیب و غریب واقعات بیان کر کے ان سے داد تحسین وصول کرتے ہیں۔ ایسے واعظین کی کوتاہیوں اور بے اعتدالیوں کی نشاندہی کرتے ہوئے علامہ ابن جوزی رحمتہ اللہ علیہ۔ فرماتے ہیں:

''ان میں اکثر لوگ بڑی آراستہ اور پر تکلف عبارت بولتے ہیں جو اکثر بے معنی ہوتی ہے اور مواعظ کا بڑا حصہ حضرت موسیٰ کوہ طور یوسف زلیخا کے قصوں سے متعلق ہوتا ہے۔ فرائض کا بہت کم تذکرہ آتا ہے۔ اسی طرح گناہوں سے بچنے کا ذکر بھی نہیں ہوتا۔ ایسے وعظ سے ایک زانی ایک سود خور کو کیا نفع پہنچ سکتا ہے اور اس کو توبہ کرنے کی ترغیب اور توفیق کیسے مل سکتی ہے۔ ایک عورت کو شوہر کے حقوق ادا کرنے اور اپنے تعلقات درست رکھنے میں کیا مدد مل سکتی ہے اس لئے

کہ یہ مواعظ ان مضامین سے خالی ہوتے ہیں۔ ان واعظوں نے شریعت کو پس پشت ڈال دیا ہے۔ اسی لئے ان کا بازار خوب گرم ہے کیونکہ حق بات ہمیشہ لوگوں کی طبعیتوں پر بھاری ہوتی ہے اور باطل، ہلکا اور خوشگوار۔

کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ واعظ سچا اور خیر خواہ ہوتا ہے لیکن جاہ طلبی اس کے دل میں سرائیت کر چکی ہوتی ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ اس کی عزت وتکریم کی جائے اور اس کی علامت یہ ہے کہ اگر دوسرا واعظ اس کی جگہ وعظ کرے یا اصلاح کے کام میں مدد کرنا چاہے تو اس کو ناگوار گزرتا ہے۔ حالانکہ اگر یہ مخلص ہوتا تو اس کو کبھی ناگواری نہ ہوتی۔

بعض واعظوں کی مجلس میں مرد عورتیں ایک ہی جگہ جمع ہوئی ہیں اور واعظ اپنی ناپسندیدگی کا اظہار نہیں کرتا تاکہ سب کے دل اس سے ملے رہیں۔ بعض واعظین نے وعظ کو اپنا ذریعہ معاش بنالیا ہے اور اور شہر شہر جا کر اپنی کمائی کرتے ہیں۔

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ ایسے ہی واعظین کو خطاب کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''دین میں خشکی اور سختی کی راہ اختیار کرنے والو! تمہارا کیا حال ہے کہ ہر بری بھلی بات اور ہر رطب ویابس پر تمہارا ایمان ہے۔ لوگوں کو تم جعلی اور بنائی ہوئی حدیثوں کا وعظ سناتے ہو۔ اللہ کی مخلوق پر تم نے زندگی تنگ کر چھوڑی ہے۔ حالانکہ تم تو (اے امت محمدیہ) اس لئے پیدا ہوئے تھے کہ لوگوں کو آسانیاں بہم پہنچاؤ گے۔''

حجتہ الاسلام حضرت امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ کی واعظین کو نصیحت

اپنی کتاب ''ایھا الولد'' میں واعظین کو نصیحت کرتے ہوئے حضرت امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''اگر ایسے حالات پیدا ہو جائیں کہ تجھے وعظ کرنا ہی پڑے تو دو باتوں سے بچنا۔ اول یہ کہ اپنے وعظ میں رنگین بیانی، اشارہ و کنایہ، مقفی اور مسجع عبارت، فرحت بخش اشعار اور خلاف شرع گفتگو سے پرہیز کرنا کیونکہ اللہ تصنع کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

www.sirat-e-mustaqeem.com

اگر کسی کا وعظ تکلف اور حد نمائش سے تجاوز کر جائے تو سمجھ لو کہ اس واعظ کا باطن خراب ہے اور دل غافل ہے کیونکہ وعظ کا مقصد اپنی قابلیت جتانا نہیں بلکہ یہ ہے کہ آخرت کے عذاب کا ذکر کیا جائے۔ اللہ کی بندگی کے سلسلے میں اپنی کوتاہیاں بیان کی جائیں اور فضول کاموں میں ضائع کردہ عمر پر افسوس ظاہر کیا جائے۔ آخرت کے دشوار گزار مرحلوں کا تذکرہ کیا جائے۔ اسی طرح ایمان کی سلامتی کے ساتھ اس دنیا سے گزرنے کا طریقہ بتایا جائے۔

اس کے علاوہ مجلس میں بیٹھے ہوئے لوگوں کو ان کے عیوب اور گناہوں پر مطلع کیا جائے تاکہ ان کے دل میں عذاب آخرت کا خوف پیدا ہو اور جس قدر ہو سکے اپنے برباد شدہ وقت پر افسوس کر کے اس کی تلافی میں لگ جائیں۔

دوسری نصیحت یہ ہے کہ وعظ کرتے وقت اپنے دل میں ایسے خیالات نہ آنے دے کہ لوگ تیرا وعظ سن کر واہ واہ کے نعرے لگائیں اور وجد میں آ کر جھومنے لگیں۔ گریبان چاک کر دیں اور ساری مجلس میں شور برپا ہو جائے اور سامعین کہنے لگیں کہ واہ واہ کیا اچھا اور پر اثر وعظ بیان کیا ہے۔

اس قسم کے خیالات ریاکاری پر دلالت کرتے ہیں اور ان باتوں پر خوش ہونا تیری کم عقلی ہے۔ تیری نیت تو بس یہ ہونی چاہیے کہ تو اپنے وعظ کے ذریعے مخلوق خدا کو

دنیا سے آخرت کی طرف
گناہوں سے بندگی کی طرف
حرص سے زہد کی طرف
کنجوسی سے سخاوت کی طرف
ریاکاری سے خلوص کی طرف
تکبر سے انکساری کی طرف

غفلت سے بیداری اور فسق و فجور سے پرہیز گاری کی طرف بلائے۔ اہل مجلس کے اخلاق و اعمال پر نظر رکھ تاکہ ان کی بد اعمالیاں ختم ہو کر ان کی جگہ اچھے اعمال اور اخلاق پیدا ہوں۔

اسی طرح لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے رحم و کرم اور رحمت و مغفرت کے بارے میں غلط بیانی کر کے دھوکہ نہ دے بلکہ ان میں تقویٰ اور خدا ترسی پیدا کرنے کی کوشش کرتا کہ جو لوگ اللہ کی اطاعت میں سست تھے وہ عبادت کی طرف مائل ہو جائیں اور جو لوگ گناہ کرنے میں نڈر اور دلیر ہوں ان میں خوف خدا پیدا ہو جائے۔

جو واعظ ایسا نہ ہوگا اور واعظ ایسی باتیں نہ کرے گا تو وہ واعظ پر اور سننے والوں کے لئے وبال کا باعث ہے۔ ایسا شخص شیطان کی طرف ہے جو مخلوق خدا کو راہ راست سے بھٹکاتا ہے اور انہیں دائمی ہلاکت میں ڈالتا ہے۔ خلق خدا کو چاہیے کہ ایسے واعظ سے دور رہیں۔ ایسے لوگ دین میں جو فساد پھیلاتے ہیں وہ شیطان بھی نہیں پھیلا سکتا۔ ایسے واعظ کو وعظ کہنے سے روک دینا چاہیے اور منبر سے کھینچ کر نیچے اتار دینا چاہیے تاکہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی بابت کوئی غلط بیانی نہ ہو سکے۔ (مجموعہ رسائل امام غزالی)

کاش ایسے واعظین امام غزالی کی اس نصیحت سے سبق حاصل کریں اور مرنے سے پہلے اپنی کوتاہیوں سے توبہ کر لیں تاکہ جب وعظ کہیں تو لوگ یہ نہ کہہ سکیں:

واعظ کا ہر اک ارشاد بجا تقریر بہت دلچسپ مگر
آنکھوں میں سرور عشق نہیں چہرے پہ یقین کا نور نہیں
(جگر مراد آبادی)

مفتیان دین کے نام:

فقہائے امت اور مفتیان دین خدا ان کے درجات بلند کرے امت محمدیہ کا بڑا بزرگ اور قابل احترام طبقہ ہے اور دینی مسائل میں عالم، جاہل مشائخ، صوفیا، سب اس طبقہ کے محتاج ہیں۔ مفتی کے ایک فتویٰ سے حکومتیں بن اور بگڑ سکتی ہیں گھر آباد اور برباد ہو سکتے ہیں۔ لیکن ان حضرات کا سارا انہماک اور ساری مشغولیت اسی مشغلے کی طرف نہیں ہونی چاہیے بلکہ اس کے ساتھ ساتھ تزکیۂ نفس اور صفائے قلب کی طرف بھی توجہ دینی چاہیے۔ اسی ضرورت کی اہمیت کی طرف اشارہ

www.sirat-e-mustaqeem.com

کرتے ہوئے علامہ ابن جوزی رحمتہ اللہ علیہ فقہائے دین کو اس طرح نصیحت کرتے ہیں:

"میں نے دیکھا کہ فقہ اور سماع حدیث میں انہماک اور مشغولیت قلب میں صلاحیت پیدا کرنے کے لئے کافی نہیں۔ اس کی تدبیر یہی ہے کہ اس کے ساتھ عبرتناک واقعات اور سلف صالحین کے حالات زندگی کا مطالعہ بھی شامل کیا جائے۔ حرام وحلال کا خالی علم قلب میں رقت پیدا کرنے کے لئے کچھ زیادہ سودمند نہیں۔ قلوب میں رقت پیدا ہوتی ہے مؤثر حدیث او حکایات سے اور سلف صالحین کے حالات سے اس لئے کہ ان روایات کا جو مقصود تھا وہ ان لوگوں کو حاصل تھا۔ احکام پر ان کا عمل ظاہری نہیں تھا۔ بلکہ ان کو اس کا اصلی ذوق اور لب لباب حاصل تھا اور یہ جو میں تم سے کہہ رہا ہوں وہ عملی تجربہ اور خود آزمائش کرنے کے بعد کہہ رہا ہوں۔ میں نے دیکھا ہے کہ عموماً محدثین اور طلبہ فن حدیث کی ساری توجہ اونچی سند حدیث اور کثرت روایات کی طرف ہوتی ہے۔ اسی طرح عام فقہاء کی تمام تر توجہ جدلیات اور حریف کو زیر کرنے والے علم کی طرف ہوتی ہے۔

بھلا ان چیزوں کے ساتھ قلب میں کیا سوز وگداز اور رقت پیدا ہو سکتی ہے۔ سلف کی ایک جماعت کسی نیک اور بزرگ شخص سے محض اس کے طور طریقے کو دیکھنے کے لئے جاتی تھی۔ علم کے استفادہ کے لئے نہیں اس لئے کہ یہ طور طریقے اس بزرگ کے علم کا اصلی پھل تھے۔ اس نکتہ کو اچھی طرح سمجھ لو اور فقہ وحدیث کی تحصیل میں سلف صالحین اور امت کے زاہدوں کی سیرت کا مطالعہ ضرور شامل کرو تا کہ اس سے تمہارے دل پگھل جائیں اور رقت پیدا ہو جائے۔"

باطنی علوم اور تزکیۂ نفس کی اہمیت پر زور دیتے ہوئے اور اس کا افسوس کرتے ہوئے کہ علمائے دین صرف ظاہری علوم میں پھنس کر رہ گئے ہیں۔ حضرت خواجہ محمد حسینی گیسو دراز فرماتے ہیں:

ہر شخص کو معلوم ہے کہ ہم نے جو علم پڑھا ہے وہ کیا ہے اور اس کی رسائی کہاں تک ہے۔ جب بچہ تھا مسجد میں بٹھا دیا گیا۔ حروف تہجی کے انتیس (۲۹) حروف سکھا دیئے گئے۔ اس کے بعد اعراب بتائے گئے۔ پھر مرکبات اول سے واقفیت کرا دی گئی۔ پھر ثلاثی۔ رباعی اور خماسی کو پڑھا

دیا گیا۔ پھر ناظرہ۔ خط نویسی اور اس کے بعد میزان عربی ہاتھ میں مل گیا جس سے ضرب بروزن فعل۔ یضرب بروزن یفعل معلوم ہو گیا۔ اس درمیان کچھ نحوی تعلیل اور صرف سے واقفیت کرا دی گئی۔ پھر مصباح اور کافیہ ختم کر کے قدوری پڑھا دی گئی اور اس سے چند دینی مسئلے یاد کر لئے گویا بزرگی کی سند مل گئی۔

ہر ایک پر طعن کرنے اور جاہل کہنے کا پروانہ حاصل ہو گیا۔ تو جاہل وہ جاہل، یہ جائز وہ ناجائز بس ہر وقت یہی زبان پر رہنے لگا۔ اس کے بعد ہدایہ اور کشاف ختم کر لینے کے بعد تو گویا مجتہد زمانہ ہو گئے۔ فلاں شیخ جاہل فلاں صوفی دیوانہ۔ بس یہی علم ہے اور باقی جہل۔ دین اسی کو سمجھ لیا ہے۔ باقی سب کو جہالت سمجھا جاتا ہے۔ اگر دین اس علم پر تمام ہوتا ہے تو پھر وہ علم کون سا تھا جس کے لئے موسیٰ علیہ السلام اللہ کے حکم اور اجازت سے خضر علیہ السلام کے پیچھے لگ گئے تھے۔ موسیٰ علیہ السلام خود صاحب شرع تھے۔ ان کو مسائل شریعت پوچھنے کی کیا ضرورت تھی۔ (جوامع الکلم)

اے عالم دانا کہ بدیں علم غروری
نزدیک بہ مطلوب نئی بلکہ تو دوری
تا خانۂ دل را نہ کنی مخزن توحید
حق را نہ شناسی تو بدیں کنز و قدوری

بار بار حج کرنے والوں کے نام

اسلام کا پانچواں رکن حج بیت اللہ ہے 'وللہ علی الناس حج البیت من استطاع الیہ سبیلا'' زندگی میں ایک مرتبہ ہر مسلمان پر حج کرنا فرض ہے بشرطیکہ اس کے پاس اتنا پیسہ ہو کہ آرام سے حج کے سفر کے اخراجات برداشت کر سکے اور اگر اس کے زیر کفالت لوگ ہوں تو اتنے عرصہ کا ان کا خرچہ بھی ان کو دے دیا جائے۔ ایک مرتبہ فرض حج ادا کرنے کے بعد جب بھی حج دوبارہ کیا جائے گا تو اس کا درجہ نفل کا ہوگا کیونکہ فرضیت حج ایک مرتبہ حج ادا کرنے کے بعد ساقط ہو جاتی ہے۔

www.sirat-e-mustaqeem.com

اس عظیم عبادت میں بھی اکثر لوگ بڑی بے اعتدالیاں کرتے ہیں جس کی وجہ سے اس کے نورانی اثرات زائل ہو جاتے ہیں۔ انہیں بے اعتدالیاں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"کبھی انسان ایک حج فرض کر چکا ہے پھر بغیر والدین کی اجازت کے دوبارہ حج کو نکل جاتا ہے۔ یہ غلطی ہے اور کبھی ایسی حالت میں حج کو جاتا ہے کہ اس پر قرضہ ومظالم جمع ہیں۔ کبھی اس کی غرض اور نیت سیر وسیاحت کی ہوتی ہے۔ کبھی ایسے مال سے حج کرتا ہے جو حرام سے کمایا گیا ہو۔ کسی کو یہ شوق ہوتا ہے کہ لوگ اس کو لینے آئیں اور حاجی صاحب کے لقب سے پکاریں۔

بعض لوگ اس غرض سے بار بار حج کو جاتے ہیں کہ ان کے حج شمار کیے جائیں۔ چنانچہ اکثر کہتے ہیں کہ فضل خدا سے بیس حج مجھے نصیب ہوئے۔ بعض وہاں کی دربانی اور مجاوری سے ناموری چاہتے ہیں۔ بہت سے حج کرنے والے نمازیں چھوڑ دیتے ہیں۔ کوئی شے فروخت کریں تو کم تولتے ہیں۔ ان کا گمان یہ ہے کہ حج سے سب گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

اگر کسی مالدار سے جو نفل حج یا عمرہ پر جا رہا ہے۔ یہ کہا جائے کہ بھائی حج اور تمام عبادتوں سے مقصود تو رضائے الٰہی ہے۔ تم اپنی یہ رقم جو حج یا عمرہ کے لئے رکھی ہے فلاں قرض دار کو دے دو جس سے وہ اپنا قرضہ اتار دے یا فلاں بیوہ کو دے دو کہ وہ یتیموں کی پرورش پر خرچ کرے یا اپنے غریب پڑوسی یا رشتہ دار کو دے دو کہ اس کی کچھ پریشانیاں دور ہو جائیں کہ ان نیک کاموں سے بھی اللہ کی رضا حاصل ہوتی ہے تو وہ مالدار کبھی اس بات پر راضی نہ ہوگا۔

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ ایسے حج کرنے والوں کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"ان دولت مندوں کو حج پر روپیہ صرف کرنے کا بڑا شوق ہوتا ہے۔ وہ بار بار حج کرتے ہیں اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ اپنے پڑوسیوں کو بھوکا چھوڑ جاتے ہیں۔ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے صحیح فرمایا ہے کہ آخر زمانے میں بلا ضرورت حج کرنے والوں کی کثرت ہوگی۔ سفر ان کو بہت آسان معلوم ہوگا۔ روپیہ پیسہ کی ان کو کمی نہ ہوگی۔ خود ریت اور چٹیل میدانوں کے درمیان گرم سفر ہوں گے اور ان کا پڑوسی کسی بلا میں گرفتار ہوگا۔ اس کے ساتھ وہ کوئی نیک

سلوک نہیں کریں گے۔

ایک حج پر جانے والے کا واقعہ

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص بشر بن حارث کے پاس آیا اور کہا میرا حج پر جانے کا ارادہ ہے۔ آپ کو مجھ سے کوئی کام ہے؟ انہوں نے کہا تم نے اس سفر کے لئے کتنا روپیہ رکھا ہے۔ اس نے کہا دو ہزار درہم۔ بشر نے پوچھا اس حج سے تمہارا مقصد کیا ہے۔ اظہار عبادت، شوق کعبہ یا طلب رضائے الٰہی۔ اس نے کہا طلب رضا الٰہی۔ بشر نے کہا اچھا اگر میں تمہیں ایسی تدبیر بتا دوں کہ تم گھر بیٹھے اللہ کی بہترین رضا حاصل کر لو تو کیا تم اس کے لئے تیار ہو۔ اس نے جواب دیا کہ میں بخوشی تیار ہوں۔

بشر نے کہا اچھا تو پھر جاؤ۔ یہ دو ہزار درہم ایسے دس آدمیوں کو دے آؤ جو مقروض ہوں اور وہ اس سے اپنا قرضہ ادا کریں۔ ان میں جو فقیر ہو وہ اپنی حالت درست کرے۔ صاحب عیال اپنے بال بچوں کا سامان کرے۔ یتیموں کا منتظم یتیموں کو کچھ دے کر ان کا دل خوش کرے اور اگر چاہو تو ایک ہی ضرورت مند کو اپنا مال دے دو۔ اس لئے کہ کسی مسلمان کے دل کو خوش کرنا، کسی بے کس کی امداد، کسی مصیبت زدہ کی مصیبت دور کرنا، سو نفلی حجوں سے افضل ہے۔ جاؤ جیسا میں نے کہا ویسا ہی کرو۔ اس نے کہا شیخ سچی بات یہ ہے کہ مجھے تو حج کا رجحان غالب ہے۔ بشر یہ سن کر مسکرائے اور فرمایا: ہاں، مال جب مشتبہ اور گندہ ہوتا ہے تو نفس تقاضہ کرتا ہے کہ اس سے اس کی خواہش پوری کی جائے اور شکل اعمال صالحہ کی دکھاتا ہے مگر اللہ تعالیٰ نے عہد فرمایا ہے کہ میں صرف متقی لوگوں کے عمل قبول کروں گا۔ (احیاء العلوم)

دل بدست آور کہ حج اکبر است

ایک گھر میں بیٹھے ہوئے شخص کے طفیل سب حاجیوں کا حج مقبول ہو گیا:

حضرت خواجہ گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات میں یہ حکایت لکھی ہے۔ حضرت مخدوم

www.sirat-e-mustaqeem.com

نے فرمایا کہ ہمارے خواجہ (نصیرالدین چراغ دہلوی) فرماتے تھے کہ حج کے زمانے میں ایک بزرگ حطیم کعبہ میں مشغول تھے۔ انہوں نے سنا ایک فرشتہ دوسرے فرشتے سے پوچھ رہا تھا کہ اس بار کتنے لوگ حج کرنے آئے تھے۔ دوسرے نے جواب دیا۔ چھ لاکھ اور کئی ہزار۔ پہلے والے نے پھر پوچھا کتنے لوگوں کا حج قبول ہوا۔ دوسرے نے جواب دیا کہ کسی کا بھی حج قبول نہیں ہوا لیکن ایک شخص کے طفیل میں جو خود حج کو نہ آسکا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے سب حاجیوں کا حج قبول کرلیا اور سارے مبرور اور مقبول حج کا ثواب اس نہ آنے والے شخص کے نام لکھ دیا گیا ہے۔ پہلے والے فرشتے نے پوچھا وہ کون خوش نصیب شخص ہے۔ دوسرے نے جواب دیا وہ ایک غریب درزی ہے جو بغداد میں رہتا ہے اس کا نام خواجہ عبداللہ ہے۔

وہ بزرگ یہ مکالمہ سن کر بہت حیران ہوئے اور فوراً اس شخص سے ملنے کے لئے بغداد روانہ ہو گئے اور تلاش و جستجو کے بعد اس درزی سے ملے اور اس سے کہا اگر تم وعدہ کرو کہ جو بات میں تم سے پوچھوں، صحیح صحیح بتاؤ گے تو میں تم کو ایک بہت بڑی خوش خبری سناؤں گا۔ درزی نے وعدہ کیا تو اس بزرگ نے وہ پورا مکالمہ جو فرشتوں کے درمیان اس کے بارے میں ہوا تھا بیان کیا اور کہا اب مجھے صحیح صحیح بتاؤ کہ تم نے کون سا ایسا عمل کیا تھا کہ گھر بیٹھے تمہارا حج نہ صرف مقبول ہوا بلکہ سب حاجیوں کے حج کا ثواب بھی تمہارے نامہ اعمال میں لکھا گیا۔

سفر حج کی رقم بھوکے ہمسائے کو پیش کردی

وہ درزی بولا کہ مجھے اور تو کوئی نیک عمل یاد نہیں البتہ اس مرتبہ میں نے کچھ رقم حج کے لئے فراہم کی تھی۔ میری بیوی جو حاملہ تھی اتفاق سے پڑوس کے گھر آگ لینے گئی تو وہاں اس نے دیکھا کہ کبوتر کا گوشت پک رہا ہے۔ اس نے پڑوسن سے کہا کہ پک جائے تو تھوڑا سا مجھے بھی بھیج دینا۔ اس نے منظور کرلیا۔ لیکن کافی دیر ہوگئی میری بیوی انتظار کرتی رہی مگر پڑوسن نے سالن نہیں بھیجا۔ میں نے اپنے ہمسایہ کو بلا کر اس سے شکایت کی۔ وہ کچھ دیر تک خاموش رہا۔ پھر میرے اصرار پر بولا کہ میرے یہاں تین دن سے فاقہ تھا۔ آج جب جان پر بن گئی تو ناچار گھورے سے ایک مری ہوئی

کبوتری اٹھالایا تھا۔ وہی پکا کے ہم نے کھائی۔ آپ کے لئے چونکہ یہ جائز نہیں تھا اس لئے ہم کس طرح آپ کے لئے بھیج دیتے۔ بس یہ سن کر مجھے بڑا افسوس ہوا کہ پڑوسی کا یہ حال اور مجھے خبر بھی نہیں۔ گھر آیا اور وہ سارا روپیہ جو سفر حج کے لئے رکھا تھا اس پڑوسی کے حوالے کر دیا۔ وہ بزرگ یہ واقعہ سن کر بہت روئے اور کہا سچ ہے اسی کام کی بدولت تمہیں یہ سعادت نصیب ہوئی ہے۔

درد دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو
ورنہ طاعت کے لئے کچھ کم نہ تھے جن و ملک

تاجروں، دولت مندوں اور مالداروں کے نام

ضحاک رحمتہ اللہ علیہ نے حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ ٹکسال میں جب سب سے پہلے درہم ڈھالا گیا تو شیطان نے اس کو لے کر بوسہ دیا اور اس کو اپنی آنکھوں اور ناف پر رکھ کر کہا کہ تیرے ذریعہ سے میں لوگوں کو سرکش بناؤں گا۔ تیری بدولت لوگوں سے کفر کراؤں گا۔ میں فرزند آدم سے اس بات پر خوش ہوں کہ درہم و دینار کی محبت کی وجہ سے میری اطاعت کرتا ہے۔

مال و دولت اللہ تعالیٰ جس کو دے اور وہ اس سے خود بھی نفع اٹھائے اور غریبوں، حاجت مندوں کی ضروریات پوری کرے۔ رشتہ داروں سے صلہ رحمی کرے۔ یتیموں، بیواؤں کا خیال رکھے اور دوسرے نیک کاموں میں صرف کر کے اپنی آخرت کی کامیابیاں خریدے تو ایسا شخص دنیا اور آخرت دونوں میں سرخرو ہوتا ہے اور جو اس کے خلاف کرے تو ممکن ہے کچھ عرصے دنیا میں عیش کرلے مگر آخرت میں اس کی بڑی خرابی اور رسوائی ہے۔ دنیا میں بھی یہ لوگ اگر کسی نیک کام میں اپنا مال دیتے ہیں تو ان کی فساد نیت سے آخرت میں اس کا کوئی نفع ان کو نہیں ملے گا۔ اسی فساد نیت اور مالداری کی دوسری خرابیوں کی نشاندہی کرتے ہوئے علامہ ابن جوزی رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں:

’’بعض مالدار لوگ ایسے ہیں جو مساجد اور پلوں وغیرہ کی تعمیر میں بہت کچھ خرچ کرتے

www.sirat-e-mustaqeem.com

ہیں مگر اس سے ان کی نیت اپنی شہرت ہوتی ہے تاکہ ان کا نام چلے اور یادگار رہے۔ چنانچہ وہ اس تعمیر پر اپنا نام بھی کندہ کرا دیتے ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ کی رضا مقصود ہوتی تو اس بات کو کافی سمجھتے کہ اللہ دیکھتا اور جانتا ہے۔ ایسے لوگوں سے اگر ایک دیوار بنانے کے لئے کہا جائے جس پر ان کا نام کندہ نہ ہو تو کبھی راضی نہ ہوں گے۔

بعض مالدار ایسا کرتے ہیں کہ غیروں کو خیرات کرتے ہیں اور اپنے اقربا اور عزیزوں کو چھوڑ دیتے ہیں۔ حالانکہ عزیز رشتہ دار کو دینا زیادہ بہتر ہے۔ کیونکہ دو ثواب ہیں ایک صدقہ کا اور دوسرا صلہ رحمی کا۔

بعض مالدار رشتہ داروں کو صدقہ دینے کی فضیلت جانتے ہیں مگر چونکہ ان میں آپس میں عداوت ہوتی ہے لہٰذا باوجود اقربا کی محتاجی کا علم ہونے کے ان کی خبر گیری نہیں کرتے۔ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ افضل صدقہ وہ ہے جو کینہ رکھنے والے رشتہ دار کو دیا جائے۔

بعض مالدار خیرات کرتے ہیں مگر اپنے گھر والوں کو نفقہ دینے میں تنگی برتتے ہیں حالانکہ حدیث شریف میں ہے کہ افضل صدقہ وہ ہے جو اپنی فراغت کے بعد ہو اور پہلے ان کو دو جو تمہارے عیال اور زیر سایہ ہیں۔

بعض مالدار بے جا اسراف کرتے ہیں۔ کبھی مکان بنواتے ہیں جو مقدار ضرورت سے زیادہ ہوتے ہیں۔ دیواروں کو خوب آراستہ کرتے ہیں۔ کمروں میں نقش ونگار اور تصویریں بناتے ہیں جو سب کو نظر آئیں جس سے کبر وغرور ظاہر ہوتا ہے۔ کبھی کھانے ایسے کرتے ہیں جن میں اسراف ہوتا ہے اور یہ سب حرام اور مکروہ فعل ہیں اور اس سے ہر چیز کا سوال ہوگا۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے فرزند آدم! اللہ تعالیٰ کے سامنے سے تیرے قدم نہیں ہٹ سکتے جب تک تجھ سے چار چیزوں کا سوال نہ ہو۔ (۱) اپنی عمر کن کاموں میں گزاری۔ (۲) جسم کو کس چیز میں مبتلا رکھا۔ (۳) مال کہاں سے حاصل کیا۔ (۴) مال کن کاموں میں صرف کیا۔

پیران پیر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ ایسے مالداروں کو جو اپنے مال ضرورت مندوں کو نہیں دیتے نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"نبی ﷺ نے فرمایا کہ مومن کا ایمان کامل نہیں ہوتا جب تک کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کے لئے بھی وہی نہ چاہے جو اپنے نفس کے لئے چاہتا ہے۔ پس جب تو نے اپنے نفس کے لئے تو مزے دار کھانے اور نفیس کپڑے، اونچے مکان، حسین صورتیں اور بکثرت ہر قسم کے سامان عشرت کو محبوب سمجھا اور اپنے بھائی کے لئے ان کے برخلاف پسند کیا تو تو اپنے کمال ایمان کے دعویٰ میں جھوٹا ہے۔

اے کم عقل تیرے پڑوسی فقیر ہیں۔ تیرے رشتہ دار حاجت مند ہیں اور تیرے پاس اتنا مال موجود ہے جس پر زکوٰۃ واجب ہے اور تجھ کو تجارت میں بھی روز بہ روز نفع ہو رہا ہے اور ضرورت سے زائد مال تیرے پاس موجود ہے اس پر بھی ضرورت مندوں کو نہ دینا۔ درحقیقت ان کے فقر پر جس میں وہ مبتلا ہیں تیرا رضامند ہونا ہے۔

اے تاجرو! بچو جھوٹی قسم کھانے سے کہ وہ آباد شہروں کو چٹیل میدان بنا دیتی ہے اور دنیا و دین دونوں کی برکت لے جاتی ہے۔ تجھ پر افسوس کہ تو اپنی تجارت جھوٹی قسم پر چلاتا ہے اور اپنی آخرت کا خسارہ اٹھاتا ہے۔ اگر تجھے عقل ہوتی تو تجھے معلوم ہوتا کہ اصل خسارہ آخرت ہی کا خسارہ ہے۔

تو کہتا ہے کہ خدا کی قسم اس جیسا مال شہر بھر میں نہیں ملے گا۔ خدا کی قسم یہ اتنے کا ہے۔ مجھے اتنے میں پڑا ہے حالانکہ اپنی ساری گفتگو میں تو جھوٹا ہے پھر اپنے جھوٹ پر گواہی دیتا اور اللہ عزوجل کی قسم کھاتا ہے کہ میں سچا ہوں۔ عنقریب وہ وقت آنے والا ہے کہ تو اندھا اور اپاہج ہوگا۔ خدا تجھ پر رحم کرے۔

(الفتح الربانی)

گرتو ہے لکھی بنجارہ اور کھیپ بھی تیری بھاری ہے
اے غافل تجھ سے بھی اوپر اک اور بڑا بیوپاری ہے

www.sirat-e-mustaqeem.com

کیا شکّر، مصری۔ قند۔ گری کیا سانبر میٹھا کھاری ہے
کیا راکھ۔ منقا۔ سونٹھ۔ مرچ کیا کیسر لونگ سپاری ہے
سب ٹھاٹھ پڑا رہجاوے گا جب لاد چلے گا بنجارہ

اہل حکومت اور ظالم حکام کے نام

بادشاہوں کو بادشاہت اور حاکموں کو حکومت اللہ تعالیٰ نے اس لئے عطا فرمائی کہ لوگ ان کے زیر سایہ امن وسکون سے رہ سکیں۔ کوئی کسی پر ظلم نہ کرے۔ حقداروں کو ان کے حقوق ملتے رہیں۔ کوئی بھوکا ننگا نہ رہے۔ طاقتور کمزور کا استحصال نہ کرے اور ہر جگہ عدل وانصاف کا ڈنکا بجتا رہے۔ ایسا رعایا پرور اور خداترس حکمراں اللہ تعالیٰ کو بھی پیارا ہوتا ہے اور اس کی رعایا کو بھی۔

اگر حاکم اس کے برعکس ہے تو حدیث شریف میں آتا ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ نے جس کو حکومت دی پھر اس نے اپنی رعایا کو خوش نہیں رکھا تو وہ جنت کی بو بھی نہ سونگھ سکے گا۔

ایسے ہی ارکان دولت اور حکام سے شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ خطاب کرتے ہوئے نصیحت فرماتے ہیں:

''اے امیرو، حاکمو! کیا تم خدا سے نہیں ڈرتے۔ دنیا کی فانی لذتوں میں تم ڈوبے ہوئے ہو اور جن لوگوں پر تم حاکم بنائے گئے ہو ان کو تم نے (ظالموں کے رحم وکرم پر) چھوڑ دیا ہے تاکہ اس میں طاقتور کمزور کو کھاتے اور نگلتے رہیں۔ کیا تم اعلانیہ شراب نہیں پیتے اور پھر اپنے اس بدفعل کو تم برا بھی نہیں سمجھتے۔ تم نے اونچے اونچے محل اس لئے تعمیر کئے ہیں کہ ان میں زناکاری کی جائے اور جوا کھیلا جائے۔ شرابیں کشید کی جائیں۔ کیا حال ہے تمہارے شہروں کا جہاں کوئی حد شرعی نہیں جاری کی گئی۔ جب کوئی کمزور مل جاتا ہے تو اسے پکڑ لیتے ہو اور طاقتور ہوتا ہے تو اسے چھوڑ دیتے ہو۔ تمہاری ساری ذہنی قوتیں اس پر صرف ہو رہی ہیں کہ لذیذ اور مرغن کھانے کھاتے رہو۔ نرم اور گداز جسم والی عورتیں تمہاری بغلوں میں رہیں۔ اچھے نفیس کپڑے۔ اچھی سواریاں اور اونچے مکانات کے سوا تمہاری توجہ کسی اور طرف نہیں جاتی۔ کیا تم نے کبھی اللہ کے سامنے بھی سر

جھکائے۔ خدا کا نام تمہارے پاس صرف اس لئے رہ گیا ہے کہ اپنے تذکروں اور قصے کہانیوں میں اسے استعمال کرو۔''

ظالم حکام کو خطاب کرتے ہوئے شاہ صاحب فرماتے ہیں

''تم شراب پیتے ہو۔ بھنگ کے پیالے چڑھاتے ہو۔ ڈاڑھیاں منڈاتے ہو اور مونچھیں لمبی لمبی رکھتے ہو۔ عام لوگوں پر زیادتیاں اور ظلم ڈھاتے ہو اور بغیر قیمت دیئے ان کی اشیاء اپنے استعمال میں لاتے ہو۔ خدا کی قسم عنقریب تم اللہ کی طرف واپس جاؤ گے پھر تمہیں وہ بتائے گا جو کچھ تم دنیا میں (ظلم وزیادتیاں) کیا کرتے تھے۔'' (تذکرہ شاہ ولی اللہ)

شاہ صاحب نے اپنے زمانے کے ظالم حکام کا نقشہ کھینچا ہے لیکن آج ہمارے ملک میں جو عوام پر زیادتیاں ہو رہی ہیں اور ظلم ڈھائے جا رہے ہیں اگر وہ دیکھ لیتے تو شاید حکام کے خلاف جہاد کا فتویٰ دے دیتے۔ برسوں سے اس ملک میں ظلم وستم کی آندھیاں چل رہی ہیں۔ جگہ جگہ لوٹ مار اور قتل وغارت گری کا بازار گرم ہے۔ بدمعاش گھروں میں گھس کر عورتوں کی عزت سے کھیلتے ہیں۔ بازاروں میں عورتوں کو برہنہ کر کے بندوق کی نوک پر نچایا جاتا ہے۔ جیلوں میں قیدی عورتیں حاکموں کی ہوس کا نشانہ بن رہی ہیں۔ ناجائز ٹیکس لگا لگا کر عوام کا خون پیا جارہا ہے مگر کوئی فریاد سننے والا نہیں کوئی انصاف کرنے والا نہیں۔ حالت یہ ہے کہ

اب بوئے گل نہ باد صبا مانگتے ہیں لوگ
وہ حبس ہے کہ لو کی دعا مانگتے ہیں لوگ

نالائقوں اور نااہل، خودغرض اور ناخداشناس حاکموں کی بدولت اس ملک کے معاشرے کا اب یہ حال ہے۔

محلوں میں جلوہ ریز ہیں ارذال خیرہ سر
چالاک رہزنوں کو ملا منصب خضر
سفلوں کی ہے نشست سر تخت سیم و زر

www.sirat-e-mustaqeem.com

اقطاب روزگار کے بستر ہیں خاک پر
آئے اجل عوام کی جانوں کے واسطے
دنیا ہے صرف چند گھرانوں کے واسطے

حکومت اور اس کے اہلکاروں کے ظلم سہتے سہتے اب لوگ فریاد بھی نہیں کرتے۔ وہ اب یہ بھی بھول گئے کہ عدل وانصاف کہاں ہے اور کیسے ہوتا ہے۔ آیئے ہم کچھ واقعات عدل وانصاف اور رعایا پروری کے لکھتے ہیں جس سے آپ کو اندازہ ہوگا کہ حکومت چلانے کے لئے کس قسم کے آدمی کی ضرورت ہے۔

عدل وانصاف اور رعایا پروری کے کچھ واقعات

اس سلسلے میں اگر خلافت راشدہ کے دور کے واقعات سنائے جائیں تو اہل حکومت کہتے ہیں کہ وہ قدسی لوگ تھے۔ ان کی برابری کون کرسکتا ہے۔ لہٰذا ہم بہت بعد کے لوگوں کے بلکہ بعض غیر مسلموں کے واقعات بیان کرتے ہیں:

سیاح ابن بطوطہ کے چشم دید واقعات

ابن بطوطہ کہتے ہیں:

ہم مالابار کے شہر کولم میں پہنچے۔ اس شہر کا راجہ ہندو ہے۔ نام اس کا تیروری ہے۔ یہاں بڑے بڑے مسلمان سوداگر ہیں۔ سب سے بڑے مسلمان سوداگر کا نام اوجی ہے۔ یہاں کا راجہ مسلمانوں کی بڑی عزت کرتا ہے اور چوروں، لٹیروں اور بدمعاشوں سے انتہائی سختی کرتا ہے۔ اس شہر میں امن و امان کا میں نے یہ حال دیکھا کہ ایک عراقی تیرانداز نے ایک شخص کو ہلاک کر دیا اور بڑے سوداگر اوجی کے گھر میں جا چھپا۔ مسلمانوں نے ارادہ کیا کہ مقتول کو دفن کر دیا جائے۔ لیکن راجہ کے نائب نے کہا کہ جب تک اس مقتول کا قاتل ہمارے سپرد نہ کیا جائے گا، مقتول دفن نہیں ہوسکتا اور اس کی لاش اوجی کے دروازے پر رکھ دی۔ جب لاش میں تعفن پیدا ہوا اور بو اٹھنے لگی تو مجبور ہو کر اوجی نے قاتل کو

راجہ کے سپرد کر دیا اور کہا کہ ہم ورثا کو دیت میں بہت سا مال دینے کو تیار ہیں۔ قاتل کو چھوڑ دیا جائے مگر راجہ نے یہ درخواست مسترد کر کے قاتل کو قصاص میں قتل کر دیا۔ اس کے بعد مقتول کو دفن کیا گیا۔

(اس ملک میں روزانہ بوریوں میں بند لاشیں ملتی ہیں۔ قاتلوں کا بھی حکومت کو پتہ ہوتا ہے مگر کسی قاتل کو سزا نہیں ملتی)

چور کی سزا

ہم ملیسار کی حدود میں پہنچے۔ یہ وہ ملک ہے جہاں سیاہ مرچ پیدا ہوتی ہے۔ میں نے اس ملک کے راستوں میں جیسا امن وامان کہیں نہیں دیکھا۔ اس ملک میں ایک ناریل کی چوری پر چور کو قتل کر دیا جاتا ہے۔ جب پیڑ سے کوئی پھل گرتا ہے تو کوئی شخص اس کو نہیں اٹھاتا۔ جب مالک آتا ہے تو وہ خود ہی اس کو اٹھاتا ہے۔ ایک ہندو نے ایک ناریل اٹھالیا۔ حاکم کو خبر ہوئی تو اس نے ایک لکڑی زمین میں گاڑی اور اس کے سر پر جو لوہے کی انی تھی اس پر ایک تختہ لگا کر انی اس کے پار کر دی۔ پھر اس شخص کو تختے پر لٹایا کہ انی اس کے پیٹ میں سے پار ہو کر پشت میں جا نکلی۔ لوگوں کی عبرت کے لئے کئی دن تک اس شخص کو اس حالت میں رکھا گیا۔ ایسی لکڑیاں راستوں میں جگہ جگہ لگی ہوئی ہیں تاکہ لوگوں کو معلوم رہے کہ یہاں چوری کی کیا سزا ہے۔

(ہائے اس ملک میں سینکڑوں گھروں میں روز ڈاکے پڑتے ہیں۔ راستوں میں پولیس لوگوں کی جیبوں سے پیسے چھین لیتی ہے۔ زمینوں پر قبضے کر لئے جاتے ہیں۔ بچے اغوا ہو جاتے ہیں۔ کوئی پوچھنے والا نہیں)

راجہ کے بیٹے کو سزا

ایک مرتبہ راجہ شہر سے باہر گھوڑے پر سوار جا رہا تھا۔ راستے میں باغوں کا طویل سلسلہ تھا۔ جہاں کثرت سے آم کے درخت تھے۔ راجہ کا داماد بھی ساتھ تھا اور وہ بھی کسی راجہ کا بیٹا تھا۔ اس نے نیچے پڑا ہوا ایک آم کا دانہ اٹھالیا۔ راجہ اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔ اس نے حکم دیا کہ اس کے دو

www.sirat-e-mustaqeem.com

ٹکڑے کر دیئے جائیں اور بدن کا ایک ٹکڑا راستہ کے ایک طرف اور دوسرا دوسری طرف رکھ دیا جائے۔اسی طرح آم کے بھی دو ٹکڑے کر کے دونوں طرف اس کے بدن کے ساتھ رکھ دیئے جائیں تا کہ لوگوں کو عبرت حاصل ہو۔(سفر نامہ ابن بطوطہ)

(اے مسلمان حکمرانو! خدا سے ڈرو۔عبرت حاصل کرو۔اس نے ایک آم کا دانہ بغیر مالک کی اجازت کے اٹھالیا تھا تو قتل کیا گیا۔وہ بھی راجہ کا اپنا داماد۔تمہارے ملک میں ماؤں کے بچے اٹھالئے جاتے ہیں۔جوان عورتیں دن دھاڑے اٹھالی جاتی ہیں۔لوگوں کے گھروں اور دوکانوں سے مال اٹھالیا جاتا ہے اور تم طاقت رکھنے کے باوجود دیکھتے رہتے ہو۔خدا کو کیا جواب دو گے)

شیر شاہ سوری کی عدل پروری

ایک روز شیر شاہ کا لڑکا عادل خان ہاتھی پر سوار ہو کر آگرہ کی ایک گلی سے گزر رہا تھا کہ اس کی نگاہ ایک سوداگر کی بیوی پر پڑی جو اپنے مکان کے اندر برہنہ نہا رہی تھی۔شہزادہ نے اس کو دیکھ کر ایک پان کا بیڑہ اس پر پھینکا۔وہ عورت شریف زادی اور حیادار تھی۔ندامت سے اس نے خودکشی کا ارادہ کیا لیکن اس کے شوہر نے اس کو اس فعل سے منع کیا اور وہی پان کا بیڑہ لے کر شیر شاہ کے پاس پہنچ کر فریاد کی۔شیر شاہ کو اپنے بیٹے کی اس شرمناک حرکت پر بہت غصہ آیا اور اس نے حکم دیا کہ فریادی کو ہاتھی پر سوار کر کے عادل خان کے مکان پر پہنچا دیا جائے اور شہزادے کی بیوی اسی طرح مکان کے اندر کھڑی ہو کر نہائے اور پھر فریادی یہی پان کا بیڑہ ہاتھی پر سے اس کی بیوی پر پھینکتا ہوا گزر جائے۔

یہ حکم سن کر درباریوں نے شہزادے کی حمایت کرنا چاہی مگر شیر شاہ نے کہا میری عدالت میں میری اولاد اور رعایا دونوں برابر ہیں۔فریادی اس فیصلہ سے بہت متاثر ہوا اور اس نے دست بستہ عرض کیا کہ میں انصاف پا گیا۔شہزادہ نے میرا قصور کیا ہے اور مجھ کو قصور معاف کرنے کا حق ہے۔اس لئے میں شہزادے کو معاف کرتا ہوں۔(تاریخ داؤدی)

(اے صاحبان اقتدار! تمہیں معلوم ہے تمہارے ملک میں کیا ہوتا ہے۔شریفوں کی بیٹیوں

پر ایک نہیں دس دس غنڈے بیک وقت زیادتی کرتے ہیں۔عرش کانپ جاتا ہے مگر تم پتھر کے مجسمے بنے ہوئے بیٹھے رہتے ہو۔خدا کو کیا جواب دو گے)

محمود غزنوی کی رعایا پروری

ایک بار سلطان کا حاجب یعنی دربان غزنی کی طرف آرہا تھا کہ راستے میں سامان کے لئے ایک خچر کی ضرورت پڑی۔اس کے ملازم ایک غریب کا خچر بیگار میں پکڑ لائے اور سامان لاد کر دوسری منزل تک لے گئے۔سلطان کو جب اس کی اطلاع ملی تو حاجبوں کے سردار سے کہا کہ اس حاجب سے کہو کہ تیری یہ مجال کیسے ہوئی کہ تو میری رعایا کے جانور بیگار میں پکڑے پھر حکم دیا کہ اس حاجب کو پکڑ کر اسی جگہ لے جائیں جہاں سے اس نے خچر بیگار میں پکڑا تھا اور اس کے جرم کا اعلان کریں پھر وہیں اس کے دو ٹکڑے کر دیئے جائیں تا کہ دوسروں کو عبرت ہو اور بیگار لینے سے توبہ کریں۔(جوامع الحکایات)

(اے صاحبان اقتدار تمہیں معلوم ہے تمہاری رعایا سے کیا بیگار لی جاتی ہے۔خرکار چلتے پھرتے جوانوں کو اٹھا کر لے جاتے ہیں اور عمر بھر ان سے جانوروں کی طرح بیگار لیتے ہیں۔کتوں کی طرح پاؤں میں رسیاں باندھ کر رکھتے ہیں اور ان کی جدائی میں ماں باپ عمر بھر خون کے آنسو روتے ہیں اور تم اتنی بڑی فوج اور پولیس رکھنے کے باوجود اس ظلم کو جڑ سے نہیں اکھاڑتے۔خدا کو کیا جواب دو گے)

مظلوموں کے ساتھ انصاف

ایک سفر کے دوران ایک دن محمود غزنوی سخت گرمی کے زمانے میں اپنے خیمے میں تنہا بیٹھا ہوا تھا۔اتنے میں ایک شخص گرمی کے مارے ہانپتا کانپتا آیا اور رو کر فریاد کرنے لگا۔سلطان نے پوچھا، بتا کس نے تجھ پر ظلم کیا۔بولا حضور آپ نے۔کیونکہ آپ کے فیل بان نے میرے کھجور کے درخت سے آپ کا ہاتھی باندھ رکھا ہے اور خود درخت پر چڑھ کر کھجوریں توڑ توڑ کر نیچے پھینک رہا

www.sirat-e-mustaqeem.com

ہے۔ میں ایک غریب بال بچوں والا آدمی ہوں اور انہیں درختوں پر گزر بسر کرتا ہوں۔

سلطان فوراً اٹھ کھڑا ہوا اپنے ایک ملازم کو لے کر موقع پر خود پہنچا۔ معلوم ہوا جو کچھ اس مظلوم نے کہا سچ کہا تھا۔ ملازم کو حکم دیا کہ فیل بان کی گردن میں رسی باندھ کر اس کھجور کے درخت سے لٹکا دیا جائے۔ (جوامع الحکایات)

(اے صاحبان حکومت کبھی آپ نے یہ بھی معلوم کیا کہ آپ کی غریب رعایا کے ساتھ آپ کی پولیس کیا ظلم کرتی ہے۔ فٹ پاتھ پر بیٹھ کر روزی کمانے والے اور ٹھیلوں پر سبزی فروٹ بیچنے والوں سے بھتہ لیا جاتا ہے۔ سامان خورد ونوش دکانوں سے مفت میں لے کر کھایا جاتا ہے۔ جو بھتہ نہ دے اس کو مارا جاتا ہے۔ کھڑا ہونے نہیں دیا جاتا۔ بعض غریبوں کو جب پیسہ دینے کی سکت نہیں رکھتے تو مزاحمت پر ان کو جان سے بھی مار دیا جاتا ہے۔ تمہاری رعایا کے بارے میں تم سے پوچھا جائے گا تو تم خدا کو کیا جواب دو گے۔)

حکایت شاہ الپ ارسلان

آخر میں ایک واقعہ عدل وانصاف شاہ الپ ارسلان کا اور لکھتے ہیں جس کو خواجہ نصیر الدین چراغ دہلوی نے بھی اپنے ملفوظات میں سنایا ہے۔

ایک دن شاہ الپ ارسلان شکار کے لئے گیا۔ رات ہوگئی تو کسی گاؤں میں شب کو قیام کیا۔ اس گاؤں میں ایک بڑھیا تھی جس کی گزر اوقات ایک گائے پر تھی۔ وہ کھیت میں چر رہی تھی کہ بادشاہ کے سپاہیوں نے اس کو پکڑ کر ذبح کر کے کھالیا۔ جب اس بڑھیا کو خبر ہوئی تو لوگوں سے کہا کہ مجھے اس پل پر بٹھا دو جہاں سے بادشاہ گزرتا ہے۔ لوگوں نے اس کو وہاں لے جا کر بٹھا دیا۔ جب بادشاہ کی سواری قریب آئی تو بڑھیا رو رو کر فریاد کرنے لگی کہ اے شاہ الپ ارسلان اس پل پر میری دادرسی کرو ورنہ کل قیامت میں جب خدائے تعالیٰ عدالت لگائے گا تو میں تجھ سے پل صراط پر تیرا گریبان پکڑ کر انصاف چاہوں گی۔

بادشاہ گھوڑے سے اتر کر اس کے پاس آیا اور بڑھیا کے پاس بیٹھ گیا اور پوچھا تجھ پر کیا ظلم

ہوا۔ مجھے بتا کہ میں اس کی تلافی کروں۔ وہ بولی میری گائے کہ جس پر میری گزر اوقات تھی۔ کھیت میں چرتی تھی کہ تیرے سپاہیوں نے پکڑ کر ذبح کر لی اور کھا گئے۔

بادشاہ نے اپنا خیمہ اس پل پر لگوایا اور آدمی تحقیق کے لئے روانہ کئے۔ جنہوں نے آکر بتایا کہ واقعہ صحیح ہے۔ بادشاہ نے ان سپاہیوں کو بلایا اور سب کو سخت سزا دی پھر وہیں بیٹھے بیٹھے اسی (۸۰) گائیں عمدہ دودھ دینے والی منگوا کر اس پیرزن کو عطا کیں اور کہا کہ اس میں ایک گائے عدل کے مطابق تیری گائے کے عوض اور باقی ۷۹ گائیں بطور احسان وعطیہ تجھ کو دیتا ہوں۔ بتا تیرے کتنے عزیز واقارب ہیں سب کی رقمیں ماہوار مقرر کرتا ہوں۔ اب بھی اگر تجھے کوئی شکایت ہو تو اس پل پر مجھ سے کہہ دے ورنہ کل قیامت کو پل صراط پر مجھ سے کوئی جواب بن نہ پڑے گا۔ بڑھیا دعائیں دیتی ہوئی چلی گئی۔ اس کے کچھ عرصے کے بعد الپ ارسلان کا انتقال ہوگیا۔ جب خبر انتقال کی اس پیرزن نے سنی تو سر برہنہ سجدے میں گر پڑی اور دعا کی کہ اے خداوند الپ ارسلان کہ بادشاہ مجازی اس دنیا کا تھا تیرے خوف سے اس نے مجھ پر عدل بھی کیا اور احسان بھی۔ تو بادشاہ حقیقی رحیم وکریم ہے۔ اس پر اپنا فضل واحسان فرما۔ اسی رات بہت سے بزرگوں نے الپ ارسلان کو خواب میں دیکھا کہ نہایت عمدہ بہشتی لباس پہنے ہوئے خوش وخرم جنت میں پھر رہا ہے۔ اس سے پوچھا کہ باوجود سلطان اور بادشاہ ہونے کے یہ مقام عالی تمہیں کیسے ملا۔ بادشاہ بولا کہ میں نے دنیا میں خدا کا خوف کر کے جو اس بڑھیا پر عدل اور احسان کیا تھا وہ اللہ کے ہاں مقبول ہوا اور اسی کے بدلے مجھ پر اللہ تعالیٰ نے یہ احسان کیا ہے۔ (خیر المجالس)

ہمارے حکام کے لئے سبق

اے ہمارے حاکمو! اے ہماری قسمت کے مالکو! ان واقعات سے سبق حاصل کرو۔ تم ہمیشہ زندہ نہیں رہو گے۔ تم سے بہت بڑے بڑے جاہ وجلال اور شان وشوکت والے بادشاہ اس دنیا میں آئے تھے۔ کوئی لاکھوں کروڑوں رعایا کی دعائیں لے کر خدا کے پاس سرخرو ہو کر گیا اور اب وہ جنت کی نعمتوں سے لطف اٹھا رہا ہے اور کوئی ظلم وستم کی داستانیں چھوڑ کر رعایا کی بددعاؤں کے

www.sirat-e-mustaqeem.com

ساتھ سیاہ رو ہو کر اس دنیا سے نکلا اور اب طرح طرح کے عذاب میں مبتلا ہے۔ اگر سبق حاصل کرو تو پہلوں نے آنے والوں کے لئے بہت کچھ عبرت کی داستانیں چھوڑی ہیں۔ توبہ کر لو اس سے پہلے کہ موت تمہیں آ کر دبوچ لے۔ اپنی رعایا کی مصیبتوں اور تکلیفوں کا احساس کرو۔ ان کو اپنے ظالم حکام اور پولیس کی چیرہ دستیوں سے نجات دو۔ ڈاکوؤں اور لٹیروں کے سر قلم کرو۔ تمہارے ملک کے جاگیردار اپنے ملازموں پر ایک متوازی حکومت قائم کیے ہوئے ہیں۔ کسی ملازم کی ماں، بہن بیوی کی عزت ان کے ہاتھوں محفوظ نہیں۔ ان کی اپنی جیلیں ہیں اپنی فوج ہے اپنا قانون ہے۔ تمہارا قانون وہاں پیسے کے ذریعہ خرید لیا جاتا ہے۔ جس کو چاہتے ہیں قتل کر دیتے ہیں۔ جس پر چاہتے ہیں جھوٹا مقدمہ قائم کر کے جیلوں میں ڈلوا دیتے ہیں۔ یہ ملک بدمعاشوں، لٹیروں، ڈاکوؤں، اسمگلروں، جعلسازوں، بردہ فروشوں، ظالموں اور ٹھگوں کی جنت بن گیا ہے صرف اس لئے کہ یہاں رشوت دے کر ہر کام ہو سکتا ہے۔ ہر محکمے میں ضمیر فروش، وطن فروش اور دین فروش کرسیوں پر بیٹھے ہوئے بھیڑیوں کی طرح انسانیت کے بدن کی چیر پھاڑ میں مصروف ہیں۔ انسانیت کی ایسی تذلیل کسی زمانے میں اور کسی ملک میں بھی نہیں ہوئی جتنی ہمارے ملک میں ہو رہی ہے۔ دوسرے ملکوں میں جتنی کتے اور بلی کی عزت کی جاتی ہے، ہمارے ملک میں انسانیت کی اتنی عزت بھی نہیں ہوتی۔ دنیا کا ہر برا کام تمہارے ملک میں تمہاری آنکھوں کے سامنے ہو رہا ہے۔ آخر تم نے یہ لاکھوں فوجی کس مقصد کے لئے رکھ چھوڑے ہیں۔ اے حاکمو اے سلطانو! خدا سے شرم کرو۔ سودی کاروبار عروج پر ہے۔ ہر علاقے میں قحبہ خانے اور جوئے خانے پولیس کی سرپرستی میں چل رہے ہیں۔ جس میں تمہارے بڑے بڑے افراد اور مشیر اور وزیر داد عیش دیتے ہیں۔ جگہ جگہ شرابیں ڈھل رہی ہیں۔ چھوٹے چھوٹے بچے۔ جوان کنوارے لڑکے اور لڑکیاں برہنہ فلمیں دیکھ رہے ہیں۔ تمہاری پولیس کو سب معلوم ہے مگر ضمیر فروش اور دین فروش چند پیسوں کے لئے پوری قوم کی نسل کی اخلاقی تباہی گوارا کر لیتے ہیں۔ ہر مہینہ درجنوں بے گناہوں کو قتل کیا جاتا ہے۔ کون قتل کرتا ہے۔ یہ سب تم بھی جانتے ہو مگر اپنے اقتدار کو بچانے کے لئے تم خاموش رہتے ہو۔

اے صدارت اور وزارت کے منصب پر بیٹھنے والو۔ کیا تم جانتے ہو کہ اللہ نے یہ حکومت تمہیں کس لئے دی ہے اور وہ تم سے کیا چاہتا ہے۔ اگر نہیں جانتے تو سنو وہ احکم الحاکمین اپنے مجازی حاکموں کو کیا حکم دے رہا ہے۔

(۱) الذین ان مکھنم فی الارض اقاموا الصلوۃ واتو الزکوۃ وامروا بالمعروف وھنوا عن المنکر

ترجمہ: یہ وہ لوگ ہیں کہ اگر ہم ان کو زمین میں اقتدار عطا کریں تو نماز قائم کریں، زکوۃ ادا کریں، نیک کاموں کا حکم دیں اور برے کاموں سے (لوگوں کو روکیں)

اے صاحبان اقتدار کیا تم اس حکم پر عمل کر رہے ہو اگر نہیں تو ابھی وقت ہے توبہ کر لو۔ اللہ غفور الرحیم ہے معاف فرمائے گا۔

(۲) واذا حکمتم بین الناس ان تحکموا بالعدل

ترجمہ: اور جب تم لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو (اللہ حکم دیتا ہے) کہ تم عدل وانصاف کے ساتھ فیصلہ کرو۔

اے صاحبان اقتدار کیا تم اس خدائی حکم پر عمل کر رہے ہو۔ اگر نہیں تو ابھی وقت ہے توبہ کر لو۔ کل تم کو تخت شاہی سے اتار کر فرش زمین پر بھی پھینکا جا سکتا ہے اور ہو سکتا ہے موت ہی تمہارا اقتدار چھین کر تمہیں گمنامی کی قبر میں ہمیشہ کے لئے دفن کر دے۔

(۳) ولو لا دفع اللہ الناس بعضھم ببعض لفسدت الارض

ترجمہ: اگر اس طرح حکومت قائم کر کے بعض لوگوں کو اللہ تعالیٰ دوسرے لوگوں پر ظلم کرنے اور قتل کرنے سے نہ روکتا تو زمین میں فساد پھیل جاتا۔

اے صاحبان اقتدار! اللہ نے تم کو حکومت دی۔ کیا تم نے لوگوں کو دوسروں پر ظلم کرنے سے روکا۔ کیا لوگ تمہارے ملک میں امن وسکون سے رہ رہے ہیں۔ کیا وہ تم سے خوش ہیں۔ اگر ایسا نہیں ہے تو خدا سے شرم کرو۔ صدق دل سے توبہ کر لو اور اصلاح حال کی نیت کر لو۔ اللہ غفور الرحیم ہے معاف فرمائے گا۔

www.sirat-e-mustaqeem.com

(۴) ان اللہ یامرکم ان تودوا الامانات الی اھلھا

ترجمہ: اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ امانتوں کو ان کے اہل تک پہنچاؤ۔

اے صاحبان اقتدار! اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ حکومت کے تمام عہدے تمہارے پاس امانت ہیں۔ ان عہدوں پر انہیں لوگوں کو رکھنا، جو اس کے اہل ہوں۔ جو اس کے لائق ہوں۔ یہ اس لئے کہ نالائق نااہل، بے ایمان اور خیانت کرنے والے، اگر ان حکومتی عہدوں پر قابض ہو جائیں گے تو عدل وانصاف ختم ہو جائے گا اور پوری حکومت میں افراتفری پھیل جائے گی۔

اے صدارت اور وزارت کے تخت پر بیٹھنے والو! دیکھو اللہ کے اس حکم کو۔ تمہارے پہلوں نے نہ مانا تو آج یہ ملک کس حال میں ہے۔ لیکن تم نے کوئی سبق نہیں حاصل کیا۔ آج بھی امانتوں میں خیانتیں اپنے عروج پر ہیں۔ عہدوں کے لئے رشوت مانگی جاتی ہے۔ تھانوں کی نیلامی بولیاں لگتی ہیں۔ ہر حکومتی ادارے میں لوٹ مار اور رشوت کا بازار گرم ہے اور رشوت بھی ہزاروں لاکھوں کی نہیں اربوں روپے کی۔ افسوس کب تمہاری آنکھیں کھلیں گی۔ ابھی وقت ہے توبہ کرلو اور صدق دل سے ملک کی برائیوں کو دور کرنے کی نیت کرلو۔ خدا مدد کرے گا اور اگر اسی نیت پر تم مر گئے تب بھی تم کامیاب رہو گے۔

اے خدا کے بندو! اقتدار کسی کا ساتھ نہیں دیتا۔ اسی تمہارے تخت پر بعض بیٹھنے والے کو پھانسی کے تختے پر چڑھایا گیا ہے۔ کسی کو ذلت کے ساتھ ملک بدر کیا گیا ہے۔ کوئی قتل کر دیا گیا ہے۔ یہ سب تمہاری عبرت کے لئے بہت کافی ہے۔ موت سے پہلے ان عادل بادشاہوں میں اپنا نام لکھانے کی کوشش کرو جو قیامت کی بلاخیز گرمی میں اللہ تعالیٰ کے عرش کے سائے میں کھڑے مسکرا رہے ہوں گے۔

مغرور نہ ہو تلواروں پر مت پھول بھروسے ڈھالوں کے
سب پتا توڑے بھاگیں گے منہ دیکھ اجل کے بھالوں کے
کیا ڈبے موتی ہیروں کے کیا ڈھیر خزانے مالوں کے
کیا لشکر فوجی تیر کماں کیا تختے شال دو شالوں کے

سب ٹھاٹ پڑا رہجاوے گا جب لاد چلے گا بنجارہ

ان لوگوں کے نام جو بغیر اعمال صرف نسب کی وجہ سے خاتمہ بالخیر کے مدعی ہیں

بہت سے لوگوں کو یہ زعم ہے کہ ہم چونکہ سیدزادے ہیں یا شیخ زادے ہیں، اس لئے ہمارا خاتمہ یقیناً ایمان پر ہوگا خواہ ہم اطاعت خدا کریں یا نہ کریں۔ اس غلط فہمی کی نشاندہی کرتے ہوئے میر عبدالواحد بلگرامی اپنی مشہور کتاب ''سبع سنابل'' میں رقم طراز ہیں:

''اے گروہ سادات رسول اللہ ﷺ کی نسبت فرزندی کے شرف پر گھمنڈ مت کرو کہ تمام نسبتیں دنیا میں جان پہچان کے لئے ہیں۔ آخرت کی بزرگی صرف تقویٰ پر ہے جیسا کہ ارشاد ربانی ہے کہ "ان اکرمکم عنداللہ اتقاکم" تم میں جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہے وہ اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ عزت والا ہے اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ "لو کان فی بلد ولدی والناس اتقی منہ فلیس منی'' یعنی اگر کسی شہر میں میرا کوئی فرزند ہے اور دوسرے لوگ اس سے زیادہ پرہیزگار ہیں تو وہ میرا فرزند نہیں۔''

دیکھو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ "انما یتقبل اللہ من المتقین" اللہ تعالیٰ پرہیزگاروں ہی سے قبول کرتا ہے تو قبول کا انحصار تقویٰ پر رکھا نہ کہ نسبت اور سیادت پر۔

اور فرمایا۔ "وتزودوا فان خیر الزاد التقوی" کہ لوگو توشہ بنالو اور تحقیق کہ بہترین توشہ زادِ راہ تقویٰ ہے۔ دیکھو یہاں بھی آخرت کا توشہ تقویٰ فرمایا سیادت اور نسبت نہیں فرمایا۔

اور فرمایا۔ "ان اولیاءہ الا المتقون" اس کے دوست نہیں مگر متقین۔ اس میں بھی اللہ تعالیٰ نے اپنا دوست متقین کو فرمایا ہے۔ حسب نسب کی بنا پر دوست نہیں کہا ہے۔

جو لوگ اپنے آپ کو رسول اللہ ﷺ کی اولاد سمجھ کر (یا پیر کی اولاد ہو کر یا مرید ہو کر) اپنا خاتمہ ایمان پر ہونے کا یقینی حکم لگاتے ہیں۔ بغیر اعمال صالحہ اور اطاعت الٰہی کے ان کو خیال کرنا چاہیے کہ حضور علیہ السلام نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو جو آپ کی حقیقی اور صلبی صاحبزادی ہیں فرمایا "لاتتکی انی بنت رسول اللہ اعملی اعملی اعملی'' اے فاطمہ اس بھروسے پر

www.sirat-e-mustaqeem.com

نہ رہنا کہ میں اللہ کے رسول کی صاحبزادی ہوں۔ عمل کرو عمل کرو عمل کرو۔ پس حضور کا یہ خطاب ان لوگوں پر جو نہ آپ کے صلبی فرزند ہیں نہ حقیقی بدرجہ اولیٰ وارد ہوتا ہے اور آپ نے حضرت امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما سے فرمایا:

اے محمد ﷺ کے جگر کے ٹکڑو

"الجنة للمطيع وان كان عبداً حبشياً والنار للعاصي وان كان سيدا قريشيا"

جنت فرمانبرداروں کے لئے ہے اگرچہ وہ حبشی غلام ہو اور دوزخ نافرمان کے لئے ہے اگرچہ وہ سید قریشی ہو۔

اور آپ نے ازواج مطہرات سے فرمایا:

"کہ تمہارے لئے وہی آیت کافی ہے جو تمہارے حق میں نازل ہوئی کہ "یانساء النبی من یات" (الآیۃ) اے نبی کی ازواج تم میں سے جو کوئی ایک کھلا ہوا جرم کرے گی اس پر دوگنا عذاب کیا جائے گا۔"

اے برادر اگر تمام انبیا اور رسول مل کر ایک ایسے بندے کی شفاعت کریں جس سے خدا راضی نہیں تو اس سے کچھ فائدہ نہیں۔ مخدوم شیخ سعدی فرماتے ہیں۔

اگر خدائی نبا شدز بندہ خوشنود
شفاعت ہمہ پیغمبراں نہ سود

اگر اللہ تعالیٰ کسی بندہ نافرمان سے راضی نہ ہوں تو تمام پیغمبروں کی شفاعت سے بھی کچھ فائدہ نہ ہوگا۔ تو ایسے مقام میں جہاں انبیا اور پیغمبر خوف کھاتے اور گھبراتے ہوں وہاں اس نسبت (بغیر عمل صالح) کا پیوند کیا کام دے سکتا ہے۔

پھر سادات کو رسول اللہ ﷺ سے جو تعلق اور نسبت آج خلاف شرع کاموں سے نہیں روکتی تو کل قیامت میں ہلاکت اور عقوبت سے کیسے روک سکتی ہے۔

مخدوم جلال الدین جہانیاں جہاں گشت قدس اللہ سرہ کہ ان کی سیادت اور فرزندی رسول کا

ثبوت روضہ رسول سے ثابت ہے کہ ایک رات اپنے خاتمہ بالخیر ہونے کی دعا کر رہے تھے۔ الہام ہوا کہ اگر شیخ اخی، تمہارے ایمان کی سلامتی کی دعا کریں تو ہم مقبول فرمائیں۔ لہٰذا مخدوم نے شیخ اخی سے دعا کی درخواست کی۔ جس کا قصہ مشہور ہے۔ تو اگر سادات کے لئے خاتمہ بالخیر یقینی ثابت ہوتا تو مخدوم کیوں اپنے ایمان کی سلامتی کی دعا اللہ کے دربار میں کرتے اور دوسرے بزرگوں سے کراتے۔

خزانہ جلالی میں لکھا ہے کہ نیکیوں اور بدیوں میں شرف مکان۔ شرف زمان اور شرف نفس کا بھی اعتبار ہے۔ شرف مکان جیسے مکہ مکرمہ کہ اس میں ایک نیکی ایک لاکھ نیکیوں کے برابر ہے اور ایک بدی سو بدیوں کے برابر اور شرف زمان جیسے ماہ رمضان اور یوم جمعہ کہ اس میں ایک نیکی ستر نیکیوں اور ایک بدی ستر بدیوں کے برابر ہے۔ اسی طرح شرف نفس جیسے فاطمی سید اور علماء کہ یہ اگر ایک نیکی کریں تو دوسروں کے مقابلے میں دوگنا ثواب اور اگر یہ ایک گناہ کریں تو دوسروں سے بڑھ کر عذاب میں مبتلا ہوں۔

یہاں یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ اہل بیت کی تین قسمیں ہیں۔ پہلی قسم اہل بیت، دوسری قسم داخل اہل بیت اور تیسری قسم لاحق اہل بیت۔ اصل اہل بیت تیرہ (۱۳) نفر ہیں یعنی نو ازواج مطہرات اور چار صاحبزادیاں۔

داخل اہل بیت تین نفر ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما اور لاحق اہل بیت وہ لوگ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے ناپاکیوں اور گناہوں سے پاک کر دیا ہے اور ان کو کمال تقویٰ اور پاکیزگی عنایت فرمائی ہے۔ خواہ وہ سادات ہوں یا سادات کے علاوہ۔ چنانچہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ اگرچہ سید نہ تھے مگر ناپاکی سے کمال طہارت کی وجہ سے اہل بیت سے لاحق تھے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ "سلمان من اهل بيتنا"، یعنی سلمان ہمارے اہل بیت سے ہیں۔

خواجہ محمد پارسا نے فصل الخطاب میں لکھا ہے کہ اہل بیت کی جانب منسوب نہ ہوگا مگر پاکیزہ خصال یہ بھی ضروری ہے کہ جو ان کی جانب منسوب ہو وہ اس کے مشابہ بھی ہو۔ لہٰذا ایمان کا کمال

www.sirat-e-mustaqeem.com

طہارت کے کمال کی وجہ سے ہے نہ کہ سیادت کی نسبت سے اور اگر سیادت میں طہارت نہ ہو تو نسبت منقطع ہو جاتی ہے اور وہ پیوند قابل اعتبار نہیں رہتا جیسا کہ نوح علیہ السلام کے بیٹے سے نسبت پسری اور پدری ساقط ہوگئی اور اللہ تعالیٰ نے فرمادیا کہ

"انه لیس من اهلک انه عمل غیر صالح"

ترجمہ: (اے نوح) وہ تیری اولاد نہیں کیونکہ اس کے اعمال اچھے نہیں۔

اے برادر! رسول ﷺ کے اہل بیت اگرچہ نجاستوں اور گندگیوں سے بہت پاک صاف تھے۔ مگر ان میں اس کا غرور اور گھمنڈ نہ تھا۔ ایسے ہی عشرہ مبشرہ کو اپنا خاتمہ ایمان پر ہونے کا یقین تھا مگر وہ اس کا دعویٰ نہیں کرتے تھے اور (نہ عمل میں ذرہ بھر کوتاہی کرتے تھے) بلکہ سب اللہ تعالیٰ کی بے نیازی کے خوف سے کانپتے اور تھرتھراتے رہتے تھے اور خاتمہ بالخیر ہونے کی یہی علامت ہے۔

(اقتباس از سبع سنابل)

یہ تحریر ان پیرزادوں، صاحبزادوں، سجادہ نشینوں اور مریدوں کی آنکھیں کھولنے کے لئے بھی کافی ہے جو یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ ہم چاہے کیسے بھی برے عمل کریں، ہمارے پیر ہمیں بخشوا دیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو ہدایت دے کر اس عقیدے سے توبہ کی توفیق عطا فرمائے۔

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے

(علامہ اقبال)

بڑے بڑے اولیاء اللہ سوء خاتمہ کے خوف سے کانپتے رہتے ہیں اور خاتمہ بالخیر کی دعا مانگتے ہیں

ہر چند کے اللہ کے دوست اور مقربین نفس موت سے بالکل نہیں گھبراتے بلکہ خوش ہوتے ہیں کہ عمر بھر جس کو بغیر دیکھے پوجتے رہے جس کا ذکر کرتے رہے اور جس کے فراق میں آنسو بہاتے رہے، اب موت کے ذریعے اس کی بارگاہ میں حاضری ہونے والی ہے۔

لیکن یہ خوف ضرور ہوتا ہے کہ ہم جس مقام پر ہیں اور جو اللہ کی معرفت اللہ کی توفیق سے ہمیں حاصل ہوئی ہے وہ دم نکلنے تک باقی رہے اور کوئی بات شیطان یا نفس کی طرف سے آخری وقت میں ایسی نہ ہو جائے جس سے ہماری ساری عبادت اور ریاضت ضائع ہو جائے۔ یہی سلب معرفت کا خوف اور سوء خاتمہ کا خوف کہلاتا ہے جو کم و بیش ہر اللہ کے نیک بندے کے دل میں ہوتا ہے۔ کیونکہ مرنے سے پہلے یہ کسی کو نہیں معلوم ہوتا کہ اس کا خاتمہ کس طرح ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے کسی کے متعلق وثوق سے جنتی ہونے کا حکم لگانے سے منع کیا ہے اور فرمایا کہ "الایمان بین الرجاء والخوف" یعنی ایمان امید اور خوف دونوں کے درمیان ہے۔ ہر اللہ کے نیک بندے کو یہی فکر ہوتی ہے کہ معلوم نہیں کہ میرے ساتھ اللہ تعالیٰ کیا سلوک کرے۔ اس کے خوف سے ڈرتے بھی ہیں اور اس کی رحمت سے امید بھی رکھتے ہیں۔

حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ کا موت کے وقت رونا

حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ کے انتقال کے وقت لوگوں نے دیکھا کہ آپ رو رہے ہیں۔ لوگوں نے سبب پوچھا تو فرمایا "میں اپنی اسی سال کی عبادت و ریاضت کو پردہ الوہیت میں بال سے بھی زیادہ باریک تار میں بندھا دیکھ رہا ہوں، جو صحرائے بے نیازی کی ہوا میں جھول رہا ہے معلوم نہیں وہ ہوا مقبولیت کی ہے یا مردودیت کی۔ پھر انتقال کے بعد لوگوں نے خواب میں دیکھا تو پوچھا کہ آپ کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے کیا معاملہ کیا تو جواب دیا کہ تمام عبادتیں۔ حقائق و معارف اسرار و رموز کسی سے کچھ نہ بنا البتہ وہ چند رکعات جو سحر کے وقت ادا کرتا تھا وہ کام آگئیں۔"

حضرت مخدوم شیخ یحییٰ منیری رحمتہ اللہ علیہ

حضرت مخدوم شیخ یحییٰ منیری رحمتہ اللہ علیہ اپنے ایک مرید کو اس خطرہ سے آگاہ کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں "اے بھائی راہ خطرناک، منزل بہت دور، محبوب کے مقام کی کوئی حد

www.sirat-e-mustaqeem.com

نہیں۔ انسان کا جسم کمزور، دل بے سہارا اور پالا ایسے جبار وقہار سے پڑا ہے کہ وہ جو چاہے کرے اس سے کوئی پوچھنے والا نہیں۔ کوئی کلیجہ نہیں جو اس دہشت سے پانی نہ ہوا ہو، ہر وقت ڈرتے کانپتے رہو کہ کہیں پردہ غیب سے مردودیت کی صدا نہ لگ جائے۔ کتنی طاعتوں کے انبار کو جاں کنی کے وقت "وقدمنا الیٰ ماعملوا" (ان کے اعمال کی جزا ہم پہلے ہی دے چکے ہیں) کی باد بے نیازی نے اڑا کر برابر کر دیا اور وہ کتنے آبادسینوں کو سکرات موت کے وقت (وبدالھم من اللہ مالم یکونوا یحتسبون) انہیں خدا کی طرف سے وہ کچھ ظاہر ہوا جس کا انہیں گمان تک نہیں تھا، کہہ کر خراب اور ویران کر دیا کتنوں کے چہرے قبر میں قبلے کی طرف سے پھیر دیئے اور کتنے ہی آشناؤں کو پہلی ہی رات میں بیگانہ بنا دیا۔ ایک سے کہا "نم کنومة العروس" (دلہن کی طرح میٹھی نیند سوجا) دوسرے سے کہا "نم کنومة المنحوس" (منحوس کی طرح بری نیند سوجا)۔ آزر کی گود سے ابراہیم اور نوح علیہ السلام کی پشت سے کنعان (یخرج الحی من المیت و یخرج المیت من الحی) اس پر غور کرو اور اس کو اچھی طرح سمجھو جس طرح (سیماھم فی وجوھھم من اثر السجود) ان کی پیشانیوں پر سجدوں کے نشان ہیں، کا بیان آیا ہے اسی طرح (یعرف المجرمون بسیماھم) گنہگار اپنی پیشانیوں سے پہچانے جائیں گے، کہہ کر بھی پکارا جائے گا۔

دوستوں ایک خوف ایسا لگا ہے جس نے کمریں توڑ دی ہیں۔ چہروں کو زرد اور دلوں کو پارہ پارہ کر دیا ہے اور وہ معرفت کے سلب ہو جانے کا خوف ہے اور ڈرنے والوں کے خوف کی انتہا یہی ہے۔ ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ غم تین طرح کے ہیں طاعت وعبادت کا خوف کہ خدا جانے قبول ہوگی کہ نہیں۔ گناہوں کا غم بخشے جائیں گے کہ نہیں اور معرفت کا خوف کہ کہیں سلب نہ کر لی جائے۔ مگر خاصان خدا کا کہنا ہے کہ غم صرف ایک ہی ہے اور وہ معرفت اور ایمان کے سلب ہو جانے کا خوف ہے۔ اس کے علاوہ اور تمام غم آسان ہیں۔ پس تمام اہل اللہ کی یہی دعا رہی ہے کہ بارالٰہی اور جو کچھ تو چاہے کر لیکن اپنی معرفت اور ایمان سلب کر کے موت نہ دینا۔ (مکتوبات صدی)

حضرت شیخ محی الدین سید عبدالقادر جیلانی قدس سرہ

ایک وعظ میں فرماتے ہیں:

"صاحبزادے اپنی طاعت پر مغرور مت ہو اور نہ اس پر گھمنڈ کر۔ حق تعالیٰ سے اس کے قبول ہو جانے کی درخواست کیا کر اور ڈرتا رہ کہ وہ تجھ کو معصیت اور گناہوں کی طرف نہ دھکیل دے۔ بھلا تیرے لئے اس بات سے بے خوف اور مطمئن ہو جائے کی کیا وجہ ہے کہ تیری طاعت سے کہہ دیا جائے کہ معصیت بن جا اور تیری صفائی سے کہہ دیا جائے کہ مکدر ہو جا۔ جس شخص کو اللہ عزوجل کی معرفت نصیب ہو جاتی ہے وہ نہ کسی سے قرار پکڑتا ہے اور نہ کسی شے پر مغرور ہوتا ہے اور جب تک اپنے دین کو سلامت اور اس معاملے کو جو اس کے اور حق تعالیٰ کے درمیان ہے محفوظ اور صحیح سلامت لے کر دنیا سے چلا نہ جائے بے خوف اور نڈر نہیں ہوتا۔ (الفتح الربانی)

خواجہ سید محمد حسینی گیسودراز قدس سرہ

خواجہ سید محمد حسینی گیسودراز قدس سرہ فرماتے ہیں۔ "اللہ محفوظ رکھے اگر برا خطرہ دین کے بنیادی عقیدے میں آدمی کے آخر وقت میں حائل ہو جائے تو اس وقت اس کی تلافی کا موقع بھی نہیں رہتا کہ آدمی کوشش کرے وہ وقت جان کنی۔ سکرات اور روح کے جسم سے نکلنے کا وقت ہوتا ہے۔ جس کے بارے میں تمام انبیاء واولیاء یہاں تک کہ ہمارے پیغمبر علیہ السلام نے بھی خبردار کیا ہے کہ وہ دشوار ترین حالات میں سے ایک ہے اور موت کے وقت کی سب سے بڑی اور سخت گھڑی وہی ہے۔ جو آدمی اس منزل سے گزرتا ہے وہی جان سکتا ہے۔ ایک طرف جسم اذیت اور تکلیف میں اور دل اضطراب اور بے چینی میں ہوتا ہے۔ دوسری طرف اہل دنیا، بیوی بچے، عزیز و اقارب اپنی طرف متوجہ کرتے ہیں کہ تم پر جو بھی گزر رہی ہو ابھی مت مرو۔ وہ بے چارہ اپنی فطرت اور طبیعت کے مطابق ان لوگوں اور اپنے گھر بار کی طرف بھی متوجہ ہو جاتا ہے۔ ملک الموت ڈٹے ہوئے ہیں کہ روح قبض کر کے ہی ٹلیں گے شیطان الگ گھات لگائے ہوئے ہے کہ ذرا موقع ملے اور جہنم کی طرف دھکیل دوں۔ معاذ اللہ اگر یہ برا خطرہ ایک دو بار ایسے وقت

www.sirat-e-mustaqeem.com

میں گزر جائے اور اسی پر اس کا خاتمہ بھی ہو جائے تو سوچو اس کا کیا انجام ہوگا لوگ اتنے بڑے خطرے اور عظیم مصیبت میں گھرے ہوئے ہیں مگر ذرا بھی اس کی فکر نہیں۔ حق تعالیٰ اس خطرے سے محفوظ رکھے اور ایمان پر خاتمہ کرے۔ (جوامع الکلم)

ہم گناہ گاروں پہ تو احسان کر
مغفرت کا اے خدا سامان کر
سب خطاؤں کو ہماری بخش دے
بھول کر کی ہوں یا ہم نے جان کر
جیسے اس وقت صاحب ایمان ہیں
مرتے دم بھی صاحب ایمان کر
نفس و شیطاں سے بچا کر اے خدا
جاں کنی کا مرحلہ آسان کر
(نثار فتحی)

سوء خاتمہ کس کو کہتے ہیں اور اس کی کیا کیا صورتیں ہو سکتی ہیں

سوء خاتمہ کی اصل تو یہ ہے کہ موت کے وقت انسان کا دل اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل ہو اور اس وقت بھی اس کی فکر اور دھیان دنیا کی چیزوں کی طرف مثلاً مال و دولت، بیوی بچے اور جو کچھ وہ چھوڑ رہا ہے اس میں لگا ہوا ہو یا پھر حق تعالیٰ کی ذات وصفات کے متعلق یا دین اسلام کے متعلق کوئی غلط عقیدہ رکھتا تھا تو اب موت کے وقت راز کھلا تو معلوم ہوا کہ سب اعمال ضائع ہو گئے۔

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے احیاء العلوم کے باب خوف ورجا میں اس پر بڑی تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔ مختصراً عرض کرتا ہوں۔ فرماتے ہیں "پس جاننا چاہیے کہ خاتمہ کا برا ہونا دو طرح پر ہے جس میں ایک دوسرے کی نسبت زیادہ خطرناک ہے۔ ایک یہ کہ دل پر سکرات موت کے وقت اور شدت احوال کے ظاہر ہونے کے وقت اس پر یہ بات کھل جائے کہ خدا تعالیٰ کی ذات و

صفات (یا رسالت رسول یا فرائض اسلام) کے متعلق میرا جو عقیدہ تھا وہ صحیح نہیں تھا پھر وہ صرف اس ایک غلط اعتقاد کو جھوٹا نہیں سمجھتا بلکہ یہ گمان کرتا ہے کہ جو چیز میں نے سمجھ رکھی تھی کسی کی اصل نہیں اور دوسرے اعتقادات جو واقع میں صحیح تھے ان کو بھی باطل سمجھے گا یا ان میں شک وشبہ کرے گا۔ اب اگر اسی شک وشبہ کی حالت میں اس کی روح نکل جائے اور اصل ایمان پر رجوع نہ کرے تو ظاہر ہے کہ اس کا خاتمہ برا ہوگا اور حق تعالیٰ سے ہمیشہ کی دوری اور حجاب دائمی کا سزاوار ہوگا۔

دوسری قسم سوء خاتمہ کی جو اس کی نسبت کم مہلک ہے۔ وہ یہ ہے کہ مرتے وقت بندے کے دل پر محبت کسی چیز کی دنیا کی چیزوں میں سے غالب آجائے۔ یا کوئی دنیاوی شہوت اور خواہش دل پر چھا جائے اور دل اس میں اس طرح مشغول ہو کہ حق تعالیٰ سے بالکل غفلت ہو جائے۔ اب اگر ایسے ہی وقت میں جان نکل جائے تو بندے کا منہ اور سر دنیا کی طرف ہوگا اور حق تعالیٰ سے پھرا ہوا ہوگا۔ جب منہ حق تعالیٰ سے پھر گیا تو حجاب ہو گیا اور یہ حجاب ہی دراصل عذاب ہے۔ اس لئے کہ جو آگ حق تعالیٰ نے سلگائی ہے وہ اس کی طرف منہ پھیرے ہوئے یعنی محجوب لوگوں کو ہی ملتی ہے۔ جو مومن کہ دل ان کے دنیا کی محبت کی گرفتاری سے آزاد ہیں اور مرتے وقت بھی ان کی ہمت اور دل اللہ تعالیٰ کی طرف لگا ہوا تھا تو ان کو تو دوزخ کی آگ یوں کہے گی۔ "اے مومن جلدی گزر تیرے نور کی ٹھنڈک تو میری آگ کو بجھائے دیتی ہے۔"

خلاصہ یہ کہ جس شخص کی روح ایسے وقت میں نکلے کہ اس کے دل میں خدائے تعالیٰ پر انکار ہو یا اس کے وجود میں کچھ شبہ ہو اور اس کو اللہ تعالیٰ کا یہ فعل کہ موت نے اس کے اور اس کے مال ومتاع زن وفرزند اور سب محبوب چیزوں میں جدائی ڈال دی برا معلوم ہو تو اس کراہیت اور بغض کے ساتھ جان دینے والا خدا کے سامنے اس طرح آئے گا جیسے ایک بھاگا ہوا غلام جو آقا سے بغض رکھتا ہو زبردستی گرفتار کر کے آقا کے سامنے لایا گیا ہو۔ اب جو کچھ درگت اور رسوائی آقا کی طرف سے ہوگی وہ ظاہر ہے اور جس کی روح اللہ تعالیٰ کی محبت اور اس سے ملنے کے شوق میں نکلے وہ جس طرح حق تعالیٰ کے سامنے پیش ہوگا اور اس کا جس طرح استقبال اور اکرام کیا جائے گا اور جو انعامات اس کو عطا کئے جائیں گے وہ بھی ظاہر ہے اور اسی کو خاتمہ بالخیر کہتے ہیں۔ (احیاء العلوم)۔

www.sirat-e-mustaqeem.com

خدا کرے کہ ہو ہم سب کا خاتمہ بالخیر
کہ حشر تک نہ سکوں مل سکے گا اس کے بغیر
(نثار فتحی)

توبہ کرنے والوں کی مناجات

اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا۔ "تم سب خطا کار ہو اور اچھے خطا کار وہ ہیں جو توبہ کر لیتے ہیں۔" اللہ کی نافرمانی بالکل نہ کرنا یہ فرشتوں اور پیغمبروں کی صفت ہے۔ گناہ نیک و بد ہر انسان سے ہوتا ہے لیکن نیک آدمی سے گناہ غلطی سے بھول چوک سے ہو جاتا ہے اور بد انسان جانتے بوجھتے ہوئے گناہ کرتا ہے۔ تاہم توبہ کا دروازہ دونوں کے لئے کھلا ہوا ہے۔ ناامیدی اور مایوسی اس کریم کی درگاہ سے جائز نہیں۔ لاتقنطوا کہہ کر اس کریم نے گناہ گاروں کے زخموں کو سی دیا ہے۔ "من تقرب الی شبرا تقربت الیه ذراعا" کی نوید سنا کر عاصیوں کو امید دلا دی ہے۔ فرعون کے جادوگروں کو دیکھو کہ عمر بھر کفر و شرک میں ملوث اور جادوگری کی نجاست میں آلودہ رہے مگر ایک مرتبہ صدق دل سے توبہ کی تو اس رحیم و کریم نے آن واحد میں موحد حقیقی بنا کر ان کو تخت توحید پر بٹھا دیا اور اپنی معرفت کا تاج ان کے سر پر رکھ دیا اور ایسی اپنے کرم کی بارش کی کہ ایک لمحے میں ان کی عمر بھر کے گناہوں کی غلاظت اور گندگی کو دھو کر ولایت و کرامت کا لباس پہنا دیا۔

دوستوں جس کریم ذات نے کفر و سرکشی کے امام ابلیس کی دعا جب اس نے کہا "رب انظرنی الی یوم یبعثون" قبول فرمائی تو کیا مومن گناہ گار جب اس کے سامنے گڑگڑائے گا تو وہ محروم رکھے گا۔ بس لوٹ آؤ نیکیوں کی طرف۔ ندامت اور شرمساری کے ساتھ اگر تمہارے گناہ پہاڑ کے برابر بھی ہوں تب بھی اس کی مغفرت کے سیلاب کے آگے ایک تنکے کی حیثیت بھی نہیں رکھتے۔

اگر قارئین اس مناجات کو جو ہم نیچے لکھ رہے ہیں اور جو اللہ کے مقرب اور واصلین کی مناجات ہے، تنہائی میں باوضو اور یکسو ہو کر دہرا لیا کریں تو بہت کچھ امید ہے کہ قلب میں رقت پیدا ہو کر رجوع الی اللہ کی دولت نصیب ہو اور نہ صرف گناہوں سے توبہ کی توفیق ملے بلکہ اس

ذات پاک کی جو ماں باپ سے بھی زیادہ رحیم ہے، محبت بھی قلب میں جوش مارے گی جو ساری سعادتوں کی جڑ ہے۔

اپنی فکر کریں

☆ کیا میرے عقائد درست ہیں؟
☆ کیا میری نماز درست ہے؟
☆ کیا میں فرض زکوٰۃ ادا کرتا ہوں؟
☆ کیا میری آمدنی حلال ہے؟
☆ کیا بیوی کے ساتھ میرا رویہ درست ہے؟
☆ کیا بچوں پر شفقت کرتا ہوں؟
☆ کیا رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک کرتا ہوں؟
☆ کیا میں شکر ادا کرتا ہوں؟
☆ کیا میرے اندر تکبر کی بیماری ہے؟

(ماخوذ: اپنی فکر کریں از مولانا محمد تقی عثمانی مدظلہ العالی)

خلاصۂ کلام کیا آپ موت کے لئے تیار ہیں

☆ کیا آپ نے وصیت نامہ لکھ لیا ہے؟
☆ کیا آپ نے توبہ کر لی ہے؟
☆ کیا آپ نے قرض ادا کر دیا ہے؟
☆ کیا آپ نے بیوی کا مہر ادا کر دیا ہے؟
☆ کیا آپ نے تمام مالی حقوق ادا کر دیئے ہیں؟
☆ کیا آپ نے تمام جانی حقوق ادا کر دیئے ہیں؟

www.sirat-e-mustaqeem.com

☆ کیا آپ کے ذمہ کوئی نماز باقی ہے؟

☆ کیا آپ کے ذمہ کوئی روزہ باقی ہے؟

☆ کیا آپ کے ذمہ کوئی زکوٰۃ باقی ہے؟

☆ کیا آپ کے ذمہ کوئی حج فرض باقی ہے؟

(ماخوذ: مرنے سے پہلے موت کی تیاری کیجئے از مولانا محمد تقی عثمانی مدظلہ العالی)

مناجات

اے بادشاہوں کے بادشاہ۔ اے شہنشاہوں کے شہنشاہ۔ اے سب کی مرادوں کو پورا کرنے والے۔ اے گناہ گاروں کی مغفرت فرمانے والے۔ اے میرے معبود تو ہی میرا مالک ہے میں تیرا مملوک ہوں۔ تو قوت والا ہے میں عاجز ہوں۔ تو علم والا ہے اور میں جاہلوں میں سب سے زیادہ جاہل ہوں۔

اے اللہ میں نہیں جانتا، تیری رضا اور خوشنودی کس طرح حاصل کروں۔ میری عاجزی اور بے چارگی تو خود دیکھتا ہے۔ الٰہی میری حاجتوں سے تو خود واقف ہے۔ جب میرے گناہ تجھ پر ظاہر ہیں تو میری شرمندگی اور ندامت پر بھی تو مطلع ہوگا۔

خداوند، اگر تو اپنے قہر کی تلوار عدل کی نیام سے کھینچ لے تو پیغمبران معصوم اور فرشتگان مقرب نیستی کو ہستی پر ترجیح دینے لگیں اور اگر تو اپنے خزانہ رحمت سے کرم اور بخشش کی بارش کردے تو کافران روم و ہند پر تیرے مقرب بھی رشک کرنے لگیں۔

اے اللہ! اگر ہم نے رسول ﷺ کی موافقت میں فاقے سے اپنے پیٹ پر پتھر نہیں باندھا ہے تو ہم نے ان کی مخالفت میں کوئی پتھر پھینکا بھی نہیں ہے۔ بندگی ہم نے نہیں کی مگر بندہ ہونے کا اقرار ہمیشہ کیا ہے۔

اے خدا! ہم تیرے گناہ گار بندے ہیں اور تجھی سے مغفرت طلب کرنے والے ہیں۔ تو اپنی بے پایاں رحمت سے ہماری خطاؤں کو معاف فرما۔ اے اللہ! اگر تیری بے نیازی سے ہم

خوف زدہ ہیں تو تیری بندہ نوازی سے امیدیں بھی بہت رکھتے ہیں۔ اے اللہ! خطا کار دل شکستہ ہو رہے ہیں ان کے سینے پر مرہم رکھ۔ اطاعت گزار شرمندہ ہو رہے ہیں ان کو دلاسہ دے اور ان کی دستگیری فرما۔

اے خدا! اگر تو نے کوئی گناہ ہمارے گناہوں سے بدتر بخش دیا ہے تو ہمیں بھی محروم نہ کر۔ اگر کسی کی ناقص عبادت تو نے قبول کی ہے تو ہماری ناپسندیدہ عبادت کو بھی قبول فرمالے۔

الٰہی! مجھ ضعیف و درماندہ کو۔ مجھ کمزور اور دربدر ٹھکرائے ہوئے کو۔ مجھ بدکردار کو جو شیطان کا فرمانبردار ہے۔ مجھ کو جو گناہوں کے مکتب کا استاد ہے۔ مجھ عہد شکن مطلب پرست کو۔ مجھ گندم نما جو فروش کو۔ مجھ زنادار خرقہ پوش کو۔ مجھے سیاہ رو اور سیاہ کار کو۔ مجھ منافق تباہ کار کو اپنے فضل عمیم اور لطف قدیم سے نفس امارہ کی قید سے نجات دے اور سچی توبہ نصیب کر۔

اے اللہ! میں نے اپنی تمام عمر اس چیز کو حاصل کرنے میں ضائع کردی جس میں تیری رضا اور خوشنودی نہیں تھی۔ الٰہی اب میں اس سے توبہ کرتا ہوں اور اپنی بیزاری کا اظہار کرتا ہوں۔

اے دستگیر ہر شکستہ۔ اے چارہ بے چارگاں۔ اے فریاد کے سننے والے۔ اے گناہ گار کو گلے لگانے والے۔ اے منکروں کو قبول کرنے والے۔ اے خطا کاروں کو معاف کرنے والے۔ اے حلم و درگزر والے۔ تیرے حلم نے مجھے گستاخ بنادیا۔ اے رحیم و رحم کرنے والے تیرے رحم نے مجھے بے باک کردیا۔ اب ہماری اس گستاخی اور بے باکی کو معاف فرما اور اپنی معرفت کا لباس ہمیں عطا فرما۔

الٰہی! تمام روحانیوں اور فرشتوں کی تسبیح و تہلیل کے صدقے میں۔ اے اللہ تمام عابدوں زاہدوں کی حرمت کے صدقے میں۔ اے اللہ اپنی درگاہ کے مقربین کے طفیل۔ اے اللہ جوان شہیدوں کی شہادت کے واسطے سے۔ اے اللہ اپنے گناہ گار بندوں کے اشک و ندامت کی حرمت کے طفیل سے۔ اے اللہ اپنی عزت و جلال کی حرمت کے واسطے سے۔ اے اللہ اپنی عظمت و کمال کے صدقے میں۔ اے اللہ اپنے حبیب کی رسالت کے طفیل میری اور تمام مسلمانوں کی توبہ قبول فرما۔ سب کا ایمان پر خاتمہ فرما۔ سب کی پریشانیوں کو دور فرما۔ اے اللہ جب قبر کے اندھیرے

www.sirat-e-mustaqeem.com

میں ہم رکھے جائیں تو ہمارے ایمان کو ہماری قبر کا چراغ بنا دینا۔

لا الہ الا اللہ. لا مطلوب الا اللہ. لا مقصود الا اللہ. لا موجود الا اللہ.

لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد وعلی الہ واصحابہ اجمعین برحمتک یا ارحم الرحمین، آمین. یا رب العالمین بجاہ سیدالمرسلین.

اگر آپ کو موت کی تیاری کی اہمیت کا احساس ہو گیا ہے تو سب سے پہلے ان کاموں پر توجہ دیجئے

(۱) اگر کسی سے قرض لیا ہے تو فوراً ادائیگی کی کوشش شروع کر دیں۔

(۲) اپنے ورثا کو وصیت نامہ لکھ کر دے دیجئے۔ ایک تہائی (۱/۳) مال سے زیادہ دوسروں کو دینے کی وصیت نہیں کر سکتے۔ لین دین کی پوری تفصیل اس میں لکھ دیجئے تاکہ آپ کی موت کے بعد آپ کے ذمہ کوئی لین دین یا امانت وغیرہ کا گناہ نہ ہو۔ اس سلسلے میں علماء کرام سے ضروری مشورہ کیجئے۔

(۳) بیوی کا مہر ادا نہ کیا ہو تو اس کی ادائیگی کا انتظام کیجئے۔ بیوی اگر معاف بھی کر دے تو اگر آپ صاحب حیثیت ہیں تو ادائیگی ضرور کر دیں۔

ترغیب وصیت:

حدیث شریف حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کسی مسلمان کو یہ حق نہیں کہ کسی چیز کی وصیت کرنا اس پر ضروری ہو، پھر وہ دو راتیں بھی اس طرح گزارے کہ اس کے پاس اس کی لکھی ہوئی وصیت نہ ہو۔ (متفق علیہ)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص وصیت کر کے مرا، وہ صراط مستقیم اور طریق سنت پر مرا اور تقویٰ و شہادت پر مرا اور مغفرت کی

حالت پر مرا۔ (ابن ماجہ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بے شک مرد اور عورت ساٹھ سال تک اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتے ہیں، پھر ان کی موت قریب آجاتی ہے، پس وہ وارث کو نقصان دینے کے لئے وصیت کرتے ہیں، پس واجب ہو جاتی ہے ان کے لئے آگ۔ (ترمذی۔ ابوداؤد)

وصیت کرنے والے کے لئے ہدایت

انسان کو اپنی زندگی کے لئے ایک پل کا بھروسہ نہیں۔ جب بلاوا آتا ہے۔ سب کچھ دل میں رہ جاتا ہے، اس لئے سب کاموں کے لئے وصیت لکھ کر رکھیں تاکہ ورثا شریعت کی روشنی میں وصیت کے مطابق عمل کر کے حق تلفی، مقدمہ بازی اور باہمی کشیدگی سے باز رہیں۔ جائداد اور اہم چیزوں اور لین دین کا ریکارڈ اور دیگر مندرجات صحت و عافیت کے زمانے میں ہی مکمل رکھیں اور وقت کے تقاضوں کے مطابق وصیت میں ترمیم کی جا سکتی ہے۔ کسی اور رشتہ دار کو اپنی منقولہ یا غیر منقولہ جائداد میں مثلاً بیٹے کی موجودگی میں پوتے پوتیاں ۱/۳ مال سے زائد کی، کسی کے لئے وصیت کرنا یا وارث کو دینے کی وصیت کرنا جائز نہیں (ہدایہ)۔ اگر وارث غریب اور ضرورت مند ہوں تو بہتر ہے کہ سارا مال ان کے لئے چھوڑ جائیں۔ ۱/۳ میں سے کسی کو وصیت دینے کی وصیت نہ کریں اور اگر وارث متمول ہوں تو بھی بہتر ہے کہ پورے ۱/۳ میں سے کسی کو وصیت دینے کی وصیت نہ کریں ۱/۳ سے کم میں غیر وارث رشتہ داروں، خدمت گزاروں کے لئے یا کسی مسجد اور دینی مدرسہ کے لئے یا علماء صلحاء کے لئے وصیت کر سکتے ہیں (ھدایہ)۔ عبادات کے لئے فدیہ کی وصیت کر کے جائیں۔ اگر وصیت نہ کریں تو وارثوں کے ذمہ فدیہ ادا کرنا لازم نہ ہوگا۔ وصیت کر دی تو ان پر ۱/۳ تک لازم ہوگا۔ اگر ادا نہ کریں گے تو وہ گنہگار رہوں گے آپ پر گناہ نہ ہوگا۔ فارم وصیت پر کرنے سے پہلے کسی معتمد علیہ عالم سے مشورہ کر لیں۔

www.sirat-e-mustaqeem.com

وصیت کی باتیں:

(۱) اگر بندگان خدا میں سے کسی کو مجھ سے اذیت پہنچی ہو یا ان کی حق تلفی ہو للہ وہ معاف فرمائیں۔ آخرت پر مواخذہ نہ رکھیں۔

(۲) میرے مرنے کے وقت میرے پاس سورہ یٰسین اور کلمہ طیبہ کا ورد کریں۔ بے مقصد ہجوم اور دنیاوی باتیں نہ ہوں۔

(۳) مجھ پر نوحہ، ماتم وغیرہ نہ کرنا، نہ ہی فوٹو لینا۔

(۴) مسنون طریقہ سے غسل دے کر کفن دفن میں جلدی کرنا اور حتیٰ الامکان کسی کے انتظار کی وجہ سے تاخیر نہ کرنا اور قبر میں سنت کے مطابق ٹھیک داہنی کروٹ پر قبلہ رخ لٹانا۔ صرف چہرے کا رخ قبلہ کی طرف کردینے کا دستور غلط ہے۔

(۵) جہاں میرا انتقال ہو وہیں کسی عام قبرستان حتیٰ الامکان کسی بزرگ کے پاس دفن کرنا۔

(۶) دفن کے بعد کچھ دیر قبر کے پاس ٹھہر کر تلاوت و دعاء مغفرت کرنا۔

(۷) ہمیشہ تلاوت، کارخیر اور صدقہ وغیرہ کا ثواب حسب توفیق بخشتے رہنا۔ مالی عبادت کا ثواب پہنچانا چاہو تو حسب توفیق رقم کسی کارخیر میں لگا دے یا کسی مسکین کی مدد کردے، اللہ تعالیٰ کے ہاں سنت کے مطابق تھوڑا سا عمل بھی خلاف سنت بہت بڑے بڑے اعمال سے بدرجہا بہتر ہے۔

(۸) شریعت کے مطابق ترکہ تقسیم کرنا، اور میرے ایصال ثواب کے لئے اجتماع نہ کیا جائے بلکہ ہر شخص اپنے اپنے مقام پر حسب توفیق ایصال ثواب کرتا رہے۔

(۹) اولاد کو دینی تعلیم، اخلاقی تربیت، سادہ لباس، رزق حلال نیز بچوں کو نماز باجماعت کی عادت ڈالنا۔

(۱۰) اور کسی متبع سنت بزرگ سے تعلق رکھنا۔

(۱۱) حتیٰ الامکان کسی کی ضمانت نہ کرنا اور سفید کاغذ پر یا بغیر سمجھے کسی دستاویز پر دستخط نہ کرنا۔

(۱۲) سودی قرض کے لین دین، ہمزاد و جنات اور کیمیاء گری کے چکر میں نہ پڑنا۔

(۱۳) وقت کو اپنے کام میں اور شرعی احکام میں یا خدمت عوام میں یا اپنے آرام میں صرف کرنا۔

(۱۴) محاسبہ نفس اور ذکر الٰہی اور درود شریف و استغفار پر مداومت کرنا۔

(۱۵) کبھی روضہ انور پر حاضری ہو تو میرا اسلام و درخواست شفاعت عرض کرنا۔

(۱۶) بزرگان دین، علماء و اولیاء کرام کی صحبت کو لازم پکڑیں اور دل سے ان کا احترام کریں مگر کسی بھی بڑے سے بڑے پیر کو صفات خداوندی مثلاً بگڑے کام بنا دینے یا کچھ عطا کرنے یا چھین لینے میں شریک یا مختار ہرگز نہ سمجھیں کیونکہ مشرک کی بخشش از روئے قرآن ہرگز نہ ہوگی۔ اور فقط خدا ہی کو اپنا کارساز سمجھیں۔ اور فقط اسی سے ہی مدد مانگیں۔

ہر شخص کا وصیت نامہ اس کے ورثا کے پاس ہونا چاہئے

وصیت نامے کی اہمیت: حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”جس مسلمان کے پاس ایسی کوئی چیز ہے جس کے متعلق اسے وصیت کرنی ہے اسے دو تین راتیں بھی اس حالت میں گزارنے کا حق نہیں کہ وصیت اس کے پاس لکھی ہوئی موجود نہ ہو۔“ (صحیح مسلم)

بہت سے لین دین اور معاملات انسان کے ایسے بھی ہوتے ہیں جن کا علم اس کے گھر والوں کو نہیں ہوتا مثلاً کسی کی امانت اس کے پاس ہے یا اس کی امانت کسی کے پاس ہے یا اس کا کوئی مقروض ہے یا وہ خود کسی کا مقروض ہے تو اگر وہ شخص مرگیا اور قرضے کی ادائیگی یا امانت کی واپسی نہ ہوسکی تو میت کو ہمیشہ کا عذاب اور تکلیف کا سامنا کرنا پڑے گا۔ اس لئے ایسے شخص کے لئے بہت ضروری ہے کہ ایک وصیت نامہ ہر وقت تیار رکھے جس میں اس لین دین کی پوری تفصیل موجود ہو تاکہ اس کے مرنے کے بعد اس کے وارث اس کے مطابق عمل کر کے اس کو عذاب سے بچائیں۔

www.sirat-e-mustaqeem.com

وصیت نامہ کس طرح لکھا جائے: بہتر اور آسان صورت یہ ہے کہ ایک کاپی کے سرورق پر ”وصیت نامہ“ لکھ کر اندر مندرجہ ذیل عنوانات ڈال دیئے جائیں۔

(۱) نمازیں جو میرے ذمے باقی ہیں (اگر مر جاؤں تو فدیہ ادا کر دیا جائے)۔

(۲) زکوٰۃ جو میرے ذمے باقی ہے۔

(۳) رمضان یا منت کے روزے جو میرے ذمے باقی ہیں (اگر مر جاؤں تو فدیہ ادا کر دیا جائے)۔

(۴) حج فرض ہو گیا ہے مگر ابھی تک نہیں کیا۔ (اگر مر جاؤں تو حج بدل کرا دیا جائے)۔

(۵) صدقۃ الفطر اور قربانیاں جتنے سال کی باقی ہیں۔

(۶) دوسروں کا قرض جو میرے ذمے ہے۔

(۷) میرا قرض جو دوسروں کے ذمے ہیں۔

(۸) میری امانتیں جو دوسروں کے پاس رکھی ہوئی ہیں۔

(۹) دوسروں کی امانتیں جو میرے پاس رکھی ہوئی ہے۔

(۱۰) مزید کوئی ایسی بات جس کے لئے وصیت ضروری ہے۔

(۱۱) اپنے اہل خانہ کو اتباع سنت اور اطاعت خداوندی اور مکارم الاخلاق کی وصیت وغیرہ۔

یہ عنوانات قائم کر کے ہر عنوان کے تحت جو صورت حال ہو تحریر کرتے رہیں۔ اگر اس عنوان کے تحت کوئی چیز آپ کے ذمہ نہیں تو آگے یہی لکھ دیں۔ اگر کچھ ذمہ ہے تو اس کی تفصیل لکھ دیں۔ پھر اللہ تعالیٰ اگر آپ کو مزید زندگی دے تو خود ادائیگی کرتے رہیں اور مزید کوئی چیز واجب ہو جائے تو اضافہ کرتے رہیں۔

اپنے عزیزوں کے جنازے اٹھانے والوں اور قبرستانوں کی زیارت کرنے والوں اور اسپتالوں میں جان کنی کی اذیت میں گرفتار مریضوں کی عیادت کرنے والوں کو کب زیب دیتا ہے کہ اپنی موت کو دور سمجھیں اور وصیت سے غافل رہے۔

جا گور غریباں پہ نظر ڈال بہ عبرت
کھل جائے گی تجھ پر تیری دنیا کی حقیقت
عبرت کے لئے ڈھونڈ کسی شاہ کی تربت
اور پوچھ کدھر ہے وہ تیری شان حکومت
کل تجھ میں بھرا تھا وہ غرور آج کہاں ہے
اے کاسہ سر بول تیرا تاج کہاں ہے
(جوش ملیح آبادی)

(سہولت کے پیش نظر وصیت نامہ کا فارم دیا جا رہا ہے)

www.sirat-e-mustaqeem.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فارم دستاویز

وصیت نامہ

وضروری یادداشتیں

منکہ.........ولد.........قوم.........عمر.........مسلک.........

پیشہ.........سکونت.........شناختی کارڈ.........

بقائمی حواس بغیر جبر وترغیب کسی کے وصیت لکھتا ہوں کہ اللہ پاک کی ذات وصفات اور افعال میں خاصان خدا شریک نہیں، حضرت ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔ان کے یار از واج وآل اصحابہ رضی اللہ عنہم کی عزت کرتا ہوں۔ رسومات شرک وبدعات سے نفرت کرتا ہوں اور مرزائیوں کو خارج از اسلام سمجھتا ہوں اور اپنے ورثاء کو وصیت کرتا ہوں کہ میرے ذمہ جو اللہ تعالیٰ کے اور بندوں کے حقوق واجب ہیں حسب حکم شریعت ان کی ادائیگی کریں جن کی تفصیل آگے درج ہے۔

دستخط وصیت کنندہ.........

بقایات عبادات مع فدیہ

	سیر	من
قضا نمازیں مع وتر تعداد.........فدیہ گندم		
قضا روزے فرض تعداد.........فدیہ گندم		
سجدہ تلاوت تعداد.........فدیہ گندم		
صدقہ فطر تعداد.........فدیہ گندم		
میزان گندم		

فی فدیہ ایک سیر ساڑھے بارہ چھٹانک

احتیاطاً 2 سیر گندم

فدیہ کی گندم، صدقہ فطر اور قربانی وغیرہ کی وہ قیمت معتبر ہوگی جو بوقت ادا کے ہو......

یہی حال حج کے خرچہ کا ہے۔

www.sirat-e-mustaqeem.com

فارم تفصیل

	پیسہ	روپیہ
قیمت گندم فی من کل قیمت گندم		
زکوٰۃ واجب الادا کل قیمت رقم		
قضاء قربانی جتنے سال نہ کی موجودہ قیمت قربانی ہر سال کل میزان		
حج فرض اگر ذمہ ہے تو حج بدل کرانے کا موجودہ خرچہ اندازاً		
دیگر اگر کچھ ذمہ ہو		
فدیہ عبادات کی رقم کل میزان		

مسئلہ: اگر نمازوں اور روزوں کا فدیہ اور حج کا خرچ 1/3 مال سے زائد ہو جائے تو زائد کا ادا کرنا وارثوں پر واجب نہیں، سب کی اجازت ہو تو درست ہے مگر نابالغ کی اجازت کا اعتبار نہیں۔ (بہشتی زیور)

اگر غریب ہو تو جہاں سے حج بدل کرانے کا خرچہ پورا ہو، وہاں سے کرالے۔

نوٹ: اگر وصیت کنندہ صحت مند ہے تو ہمت کر کے نمازیں روزے خود پورے کرے ورنہ وصیت واجب ہے۔

قرض واجب الادا مع امانت — قرضہ واجب الوصول مع امانت

تفصیل مع نام و پتہ قرض خواہ	پیسہ	روپیہ	تفصیل مع نام و پتہ قرض خواہ	پیسہ	روپیہ

میزان — میزان

تفصیل جائیداد	نمبر خسرہ	مام مالیت	روپیہ
		میزان مالیت	

www.sirat-e-mustaqeem.com

تفصیل ترکہ سامان وغیرہ میت	مالیت روپیہ	میزان ہائے تخمینہ بذمہ میت	روپیہ
		فدیہ عبادات وغیرہ میزان	
		قرضہ واجب الادا یا امانتیں میزان	
		کل میزان	
		میزان مالیت ترکہ جائیداد	
		قیمت سامان وغیرہ میزان	
		قرضہ یا امانتیں قابل وصول میزان	
		میزان کل مالیت ترکہ میت	
		اندازاً بقایا قرض میزان	
		یا	
		بقایا مالیت میت بعد وضع قرضہ وغیرہ، میزان	
میزان			

آخری التجا: اگر قرضہ ترکہ سے زائد ہوگیا تو بالغ اولاد ادائیگی کر سکے تو بہتر ورنہ قرض خواہوں سے معاف کرایا جائے۔

1/3 حصہ ترکہ کیلئے اگر وصیت کرنا چاہے مع مالیت

غریب رشتہ دار غیر وارث	پیسہ	روپیہ
مساجد		
مدرسہ یا ادارہ		
خدمت گار		
فقراء و مساکین		

نوٹ: ادائیگی قرضہ اور اجراء وصیت کے بعد باقی ترکہ کسی عالم سے تقسیم کرا کر اپنے اپنے حصہ پر قبضہ کر لیں اور قانونی اندراجات بھی مکمل کر لیں۔

نابالغ اولاد تعلیم وشادی کے لئے خصوصاً ہر ایک کا حصہ ممتاز کر کے بچہ اگر سمجھدار ہو تو اسی کا قبضہ معتبر ہے ورنہ ولی کا قبضہ کرا دیں......اور اس کی تفصیل ذیل میں لکھ دیں۔	ضروری کاغذات کیا اور کہاں ہیں

وصیت پر عمل کرانے والے کا نام

www.sirat-e-mustaqeem.com

نمبر شمار	نام وارثان	خصوصی ہدایات وتاثرات

قابل اعتماد خاص دوست معہ پتہ	نامکمل کام

بیوی/شوہر خصوصی وصیتیں	آئندہ رشتہ لین دین کیلئے رائے	نصیحت وصیت کی کچھ باتیں

نوٹ: تمام وصیت بعد الموت قابل عملدر آمد ہے اگر اس میں شریعت کے خلاف کچھ لکھا گیا ہو تو فتوے پر عمل کریں۔

وصیت کنندہ کے دستخط مع انگوٹھا

العبد وصیت کنندہ کے دستخط مع انگوٹھا

العبد وارث　　العبد وارث

العبد وارث　　العبد وارث

گواہ شد　گواہ شد　گواہ شد

اگر کچھ رجسٹری کرانا چاہیں تو اس خلای جگہ میں تفصیل لکھ کر رجسٹری کرالیں۔

مہر رجسٹرار صاحب

www.sirat-e-mustaqeem.com

عاشق رسول حضرت قاری فتح محمد مہاجر مدنی نوراللہ مرقدہ کی مشہور دعا

حق تعالیٰ شانہ آپ کو اور پورے خاندان کو اور پورے عالم کے مسلمانوں کو کامل عافیت و راحت اور سکون اطمینان کے ساتھ رکھ کر جملہ ضروریات اپنے غیبی خزانے سے پوری فرماتے رہیں اور آج سے لے کر زندگی کے آخری سانس تک بے شمار، بے حساب، حلال، بابرکت، باوسعت رزق بھی آپ حضرات کو عطا فرماتے رہیں۔ نیز آپ حضرات کو اور ہم سب کو آخرت کی فکروشوق، دنیا کی فکروشوق سے کروڑ درجے زیادہ نصیب فرمائے۔ نیز موت اور خاتمے کے دن کو ہم سب کے لئے کروڑوں عیدوں سے بڑھ کر خوشی کا دن بنادیں۔ نیز ہماری قبروں کو اپنی رحمت سے جنت کے باغ بنادیں اور دوزخ کے گڑھے نہ بنائیں اور سب کی تمام پریشانیوں کو راحتوں سے بیماریوں کو شفائے کامل عاجل مستمرہ سے اور مشکلات کو آسانیوں سے اور رنجوں اور غموں کو خوشیوں سے اور قرض داریوں کو سبکدوشیوں سے اور تنگیوں کو فراخیوں سے آن کی آن میں دم کے دم میں بدل دیں۔ آمین۔ یارب العالمین بجاہ سید المرسلین۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔

الحمد لله اوله و آخره و ظاهره و باطنه و هو المستعان

۱۸ ربیع الثانی ۱۴۱۹ھ نثار احمد فتحی

۱۱۲ اگست ۱۹۹۸ء 52A/1 فیڈرل بی ایریا کراچی۔

یہ جنازہ کس کا ہے؟

دیکھ اے انسان! یہ کیا شے جا رہی ہے دوش پر — ہاں، خدارا اک نظر کر اس پیکر خاموش پر
کون یہ اوڑھے کفن تا حشر سونے کے لئے — جا رہا ہے قبر کی خوراک ہونے کے لئے
اشک بن کر نور کیوں اس کی نظر کا بہہ گیا — سوچ یہ کیوں دفعتہً خاموش ہو کر رہ گیا
تجھ سے کچھ اس خاک کی امداد ہو سکتی نہیں — اب یہ بستی حشر تک آباد ہو سکتی نہیں
ناز تھا جس صبح نورانی پر اس کی شام دیکھ — دیکھ اپنے شاندار آغاز کا انجام دیکھ
بے خبر، یوں سو رہا ہے آج جو اوڑھے کفن — ایک دن اس نے بھی پہنا تھا عروسی پیرہن
اس کی راتیں بھی تبسم کی طرح شاداب تھیں — اس کے دل میں بھی ہزاروں حسرتیں بیتاب تھیں
خون میں اس کے بھی اک ہلچل تھی اک طوفان تھا — یہ بھی تیری طرح، جیتا جاگتا انسان تھا
وہ امنگیں، وہ نشاط کامرانی کیا ہوئی — کیا ہوئی وہ زندگی کی لن ترانی کیا ہوئی
موت کے آتے ہی چہرا زرد ہو کر رہ گیا — ایک جھونکے میں یہ شعلہ سرد ہو کر رہ گیا

اب تو افشاء ہوگیا راز کمال زندگی
او غلام زندگی، دیکھا مآل زندگی

(جوش)

www.sirat-e-mustaqeem.com

ماخذ

معارف القرآن	مولانا مفتی محمد شفیعؒ
احیاء العلوم	امام غزالی
منہاج العابدین	امام غزالی
تفہیمات الٰہیہ	شاہ ولی اللہ صاحبؒ
الفتح الربانی	مواعظ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ
تلبیس ابلیس	علامہ ابن جوزی
دعوت و عزیمت	ابوالحسن علی ندوی
صحبت با اولیاء	ابوالحسن علی ندوی
فتوح الغیب	شیخ عبدالقادر جیلانی
خیر المجالس	خواجہ نصیر الدین چراغ دہلوی
جوامع الکلم	خواجہ محمد گیسو دراز
مکتوبات صدی	شیخ یحییٰ منیریؒ
تہافت الفلاسفہ	امام غزالی
ایہا الولد	امام غزالی
سفر نامہ ابن بطوطہ	ابن بطوطہ
جوامع الحکایات	انجمن ترقی اردو
سچی کہانیاں	سید مصباح عبدالرحمٰن
گناہ کے پہاڑ مغفرت کا سیلاب	ابوطلحہ محمد یونس
وعظ خیر الحیات	حضرت مولانا اشرف علی تھانوی
اصلاحی خطبات	مولانا محمد تقی عثمانی
العلم والعلماء	علامہ ابن عبدالبر اندلسی
سبع سنابل	عبدالواحد بلگرامی

درس عبرت

جہاں میں ہیں عبرت کے ہر سو نمونے   مگر تجھ کو اندھا کیا رنگ و بو نے
کبھی غور سے بھی یہ دیکھا ہے تو نے   جو آباد[۱] تھے وہ محل اب ہیں سونے[۲]
جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے
یہ عبرت کی جا ہے تماشہ نہیں ہے
ملے خاک میں اہل شاں کیسے کیسے   مکیں ہوگئے لا مکاں کیسے کیسے
ہوئے نامور بے نشاں کیسے کیسے   زمیں کھا گئی آسماں کیسے کیسے
جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے
یہ عبرت کی جا ہے تماشہ نہیں ہے
زمیں کے ہوئے لوگ پیوند کیا کیا   ملوک[۳] و حضور و خداوند کیا کیا
دکھائے گا تو زور تا چند کیا کیا   اجل نے پچھاڑے تنومند[۴] کیا کیا
جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے
یہ عبرت کی جا ہے تماشہ نہیں ہے
اجل[۵] نے نہ کسریٰ ہی چھوڑا نہ دارا   اسی سے سکندر سا فاتح بھی ہارا
ہر اک لے کے کیا کیا نہ حسرت سدھارا   پڑا رہ گیا سب یونہی ٹھاٹھ سارا

[۱] آباد [۲] ویران [۳] بادشاہ [۴] طاقتور [۵] موت

www.sirat-e-mustaqeem.com

جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے
یہ عبرت کی جا ہے تماشہ نہیں ہے

یہاں ہر خوشی ہے مبدّل ۱ بہ صد غم جہاں شادیاں تھیں وہیں اب ہیں ماتم
اسے کہتے ہیں انقلابات ۲ عالم تری ذات ہی میں تغیر ہیں ہر دم

جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے
یہ عبرت کی جا ہے تماشہ نہیں ہے

تجھے پہلے بچپن نے برسوں کھلایا جوانی نے پھر تجھ کو مجنوں ۳ بنایا
بڑھاپے نے پھر آ کے کیا کیا ستایا اجل تیرا کردے گی بالکل صفایا

جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے
یہ عبرت کی جا ہے تماشہ نہیں ہے

یہی تجھ کو دھن ہے، رہوں سب سے بالا ہو زینت نرالی، ہو فیشن نرالا
جیا کرتا ہے کیا یونہی مرنے والا؟ تجھے حسن ظاہر نے دھوکے میں ڈالا

جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے
یہ عبرت کی جا ہے تماشہ نہیں ہے

وہ ہے عیش و عشرت کا کوئی محل ۴ بھی جہاں تاک میں کھڑی ہو اجل بھی
بس اب اپنے اس جہل سے تو نکل بھی یہ طرز معیشت ۵ اب اپنا بدل بھی

جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں
یہ عبرت کی جا ہے تماشہ نہیں ہے

۱ تبدیل ہونے والی ۲ تبدیلیاں ۳ دیوانہ ۴ جگہ ۵ زندگی کا طریقہ

یہ دنیائے فانی ہے محبوب ۱ تجھ کو ہوئی واہ کیا چیز مرغوب ۲ تجھ کو
نہیں عقل اتنی بھی مجذوب تجھ کو سمجھ لینا اب چاہئے خوب تجھ کو

جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے
یہ عبرت کی جا ہے تماشہ نہیں ہے

بڑھاپے سے پا کر پیام ۳ قضا بھی نہ چونکا نہ چیتا نہ سنبھلا ذرا بھی
کوئی تیری غفلت کی ہے انتہا بھی جنوں ۴ تابکے ہوش میں اپنے آ بھی

جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے
یہ عبرت کی جا ہے تماشہ نہیں ہے

نہ دلدادہ ۵ شعر ۶ گوئی رہے گا نہ گرویدہ شہرہ جوئی ۷ رہے گا
نہ کوئی رہا ہے نہ کوئی رہے گا رہے گا تو ذکر نکوئی ۸ رہے گا

جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے
یہ عبرت کی جا ہے تماشہ نہیں ہے

جب اس بزم ۹ سے اٹھ گئے دوست اکثر اور اٹھتے چلے جا رہے ہیں برابر
یہ ہر وقت پیش نظر جب ہے منظر یہاں پر ترا دل بہلتا ہے کیونکر

جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے
یہ عبرت کی جا ہے تماشہ نہیں ہے

جہاں میں کہیں شور ماتم بپا ۱۰ ہے کہیں فقر و فاقہ سے آہ و بکا ہے
کہیں شکوۂ جور ۱۱ و مکر و دغا ہے غرض ہر طرف سے یہی بس صدا ہے

جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں
یہ عبرت کی جا ہے تماشہ نہیں ہے

۱ پیاری ۲ پسندیدہ ۳ موت کا پیغام ۴ دیوانگی کب تک ۵ عاشق ۶ شعر کہنا ۷ شہرت طلب کرنا
۸ اچھا ذکر ۹ محفل یعنی دنیا ۱۰ بلند ۱۱ ظلم

☆☆☆☆

www.sirat-e-mustaqeem.com

شجرہ طریقت سلسلہ عالیہ قادریہ

۱۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

۲۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ

۳۔ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۴۔ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۵۔ حضرت زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۶۔ حضرت امام باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۷۔ حضرت امام جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۸۔ حضرت امام موسیٰ کاظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۹۔ حضرت امام علی موسیٰ رضا رحمۃ اللہ علیہ

۱۰۔ حضرت خواجہ معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ

۱۱۔ حضرت خواجہ سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ

۱۲۔ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ

۱۳۔ حضرت ابوبکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ

۱۴۔ حضرت عبدالواحد بن زید رحمۃ اللہ علیہ

۱۵۔ حضرت علاؤلدین طرطوسی رحمۃ اللہ علیہ

۱۶۔ حضرت ابوالحسن الہکاری رحمۃ اللہ علیہ

۱۷۔ حضرت خواجہ ابی سعید مخزومی رحمۃ اللہ علیہ

۱۸۔ حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی زید رحمۃ اللہ علیہ

۱۹۔ حضرت سید عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ

۲۰۔ حضرت زین الدین رحمۃ اللہ علیہ

۲۱۔ حضرت یحیٰ زاہد رحمۃ اللہ علیہ

۲۲۔ حضرت سید عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ

۲۳۔ حضرت عبدقادر راسی رحمۃ اللہ علیہ

۲۴۔ حضرت احمد قدوسی رحمۃ اللہ علیہ

۲۵۔ حضرت مولانا مغربی رحمۃ اللہ علیہ

۲۶۔ حضرت سید عبدالحق مغربی رحمۃ اللہ علیہ

۲۷۔ حضرت سید الیاس مغربی رحمۃ اللہ علیہ

۲۸۔ حضرت سید قیص العالم رحمۃ اللہ علیہ

۲۹۔ حضرت سید شاہ محمد رحمۃ اللہ علیہ

۳۰۔ حضرت سید ابو محمد رحمۃ اللہ علیہ

۳۱۔ حضرت سید محمد غوث رحمۃ اللہ علیہ

۳۲۔ حضرت سید عبدالحی رحمۃ اللہ علیہ

۳۳۔ حضرت نور محمد جھنجانوی رحمۃ اللہ علیہ

۳۴۔ حضرت امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ

۳۵۔ حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

۳۶۔ حضرت مفتی محمد حسن امرتسری رحمۃ اللہ علیہ

۳۷۔ حضرت قاری فتح محمد پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ

۳۸۔ خادم الفقراء نثار احمد خان فتحی عفا اللہ عنہ

الٰہی بحرمتِ جمیع مشائخ توفنی مسلماً والحقنی بالصالحین صلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد والہ واصحابہ اجمعین

www.sirat-e-mustaqeem.com

شجرہ طریقت عالیہ چشتیہ صابریہ

۱۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

۲۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ

۳۔ حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ

۴۔ حضرت عبدالواحد بن زید رحمۃ اللہ علیہ

۵۔ حضرت فضیل ابن عیاض رحمۃ اللہ علیہ

۶۔ حضرت خواجہ ابراہیم ادھم رحمۃ اللہ علیہ

۷۔ حضرت خواجہ حذیفہ قریشی رحمۃ اللہ علیہ

۸۔ حضرت ابوہبیرہ رحمۃ اللہ علیہ

۹۔ حضرت خواجہ ممشاد علوی رحمۃ اللہ علیہ

۱۰۔ حضرت ابوالاسحاق شامی رحمۃ اللہ علیہ

۱۱۔ حضرت احمد ابدال چشتی رحمۃ اللہ علیہ

۱۲۔ حضرت ابومحمد محترم رحمۃ اللہ علیہ

۱۳۔ حضرت شاہ ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ

۱۴۔ حضرت خواجہ مودود چشتی رحمۃ اللہ علیہ

۱۵۔ حضرت شریف زندنی رحمۃ اللہ علیہ

۱۶۔ حضرت خواجہ عثمان ہرونی رحمۃ اللہ علیہ

۱۷۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ

۱۸۔ حضرت خواجہ قطب الدین رحمۃ اللہ علیہ

۱۹۔ حضرت فریدالدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ

۲۰۔ حضرت علاؤالدین صابر رحمۃ اللہ علیہ

۲۱۔ حضرت شمس الدین ترک پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ

۲۲۔ حضرت جلال الدین کبیر اولیار رحمۃ اللہ علیہ

۲۳۔ حضرت احمد عبدالحق ردولوی رحمۃ اللہ علیہ

۲۴۔ حضرت شیخ احمد عارف رحمۃ اللہ علیہ

۲۵۔ حضرت شیخ محمد رحمۃ اللہ علیہ

۲۶۔ حضرت عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ

۲۷۔ حضرت جلال الدین تھانسیری رحمۃ اللہ علیہ

۲۸۔ حضرت نظام الدین بلخی رحمۃ اللہ علیہ

۲۹۔ حضرت ابوسعید رحمۃ اللہ علیہ

۳۰۔ حضرت محبّ اللہ رحمۃ اللہ علیہ

۳۱۔ حضرت شاہ محمدی رحمۃ اللہ علیہ

۳۲۔ حضرت عضدالدین رحمۃ اللہ علیہ

۳۳۔ حضرت شاہ عبدالہادی رحمۃ اللہ علیہ

۳۴۔ حضرت شاہ عبدالباری رحمۃ اللہ علیہ

۳۵۔ حضرت عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ

۳۶۔ حضرت نور محمد جھنجانوی رحمۃ اللہ علیہ

۳۷۔ حضرت حاجی امداداللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ

۳۸۔ حضرت اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

۳۹۔ حضرت مفتی محمد حسن امرتسری رحمۃ اللہ علیہ

۴۰۔ حضرت قاری فتح محمد پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ

۴۱۔ حضرت خادم الفقراء نثار احمد خان فتحی عفا اللہ عنہ

www.sirat-e-mustaqeem.com

شجرہ طریقت نقشبندیہ معصومیہ

۱۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

۲۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۳۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۴۔ حضرت امام قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۵۔ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۶۔ حضرت بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ

۷۔ حضرت ابوالحسن خرقانی رحمتہ اللہ علیہ

۸۔ حضرت ابوعلی فارمدی رحمتہ اللہ علیہ

۹۔ حضرت یوسف ہمدانی رحمتہ اللہ علیہ

۱۰۔ حضرت عبدالخالق غجدوانی رحمتہ اللہ علیہ

۱۱۔ حضرت عارف ریوگری رحمتہ اللہ علیہ

۱۲۔ حضرت محمود فغنوی رحمتہ اللہ علیہ

۱۳۔ حضرت بوعلی رامیتنی رحمتہ اللہ علیہ

۱۴۔ حضرت بابا سماسی رحمتہ اللہ علیہ

۱۵۔ حضرت سید امیر کلال رحمتہ اللہ علیہ

۱۶۔ حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ

۱۷۔ حضرت خواجہ علاؤ الدین عطار رحمتہ اللہ علیہ

۱۸۔ حضرت یعقوب چرخی رحمتہ اللہ علیہ

۱۹۔ حضرت عبید اللہ احرار رحمتہ اللہ علیہ

۲۰۔ حضرت زاہد رحمتہ اللہ علیہ

۲۱۔ حضرت درویش محمد رحمتہ اللہ علیہ

۲۲۔ حضرت محمد امکنکی رحمتہ اللہ علیہ

۲۳۔ حضرت باقی باللہ رحمتہ اللہ علیہ

۲۴۔ حضرت احمد سرہندی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ

۲۵۔ حضرت محمد معصوم رحمتہ اللہ علیہ

۲۶۔ حضرت محمد سیف الدین رحمتہ اللہ علیہ

۲۷حضرت محمد محسن رحمتہ اللہ علیہ

۲۸حضرت نور محمد بدایونی رحمتہ اللہ علیہ

۲۹۔ حضرت مظہر جانِ جاناں رحمتہ اللہ علیہ

۳۰۔ حضرت عبداللہ دہلوی رحمتہ اللہ علیہ

۳۱۔ حضرت ابوسعید رحمتہ اللہ علیہ

۳۲۔ حضرت دوست محمد قندھاری رحمتہ اللہ علیہ

۳۳۔ حضرت محمد عثمان دامانی رحمتہ اللہ علیہ

۳۴۔ حضرت سراج الدین رحمتہ اللہ علیہ

۳۵۔ حضرت محمد فضل علی قریشی رحمتہ اللہ علیہ

۳۶۔ حضرت عبدالمالک صدیقی رحمتہ اللہ علیہ

۳۷۔ حضرت حکیم احمد بخش رحمتہ اللہ علیہ

۳۸۔ خادم الفقراء نثار احمد فتحی عفا اللہ عنہ

www.sirat-e-mustaqeem.com

شجرہ طریقت نقشبندیہ مجددیہ بنوریہ

۱۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

۲۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۳۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۴۔ حضرت امام قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۵۔ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۶۔ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ

۷۔ حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ

۸۔ حضرت ابوعلی فارمدی رحمۃ اللہ علیہ

۹۔ حضرت یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ

۱۰۔ حضرت عبدالخالق عجدوانی رحمۃ اللہ علیہ

۱۱۔ حضرت عارف ریوگری رحمۃ اللہ علیہ

۱۲۔ حضرت محمود فغنوی رحمۃ اللہ علیہ

۱۳۔ حضرت بوعلی رامیتنی رحمۃ اللہ علیہ

۱۴۔ حضرت بابا سماسی رحمۃ اللہ علیہ

۱۵۔ حضرت سید امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ

۱۶۔ حضرت خواجہ بہاؤ دین نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ

۱۷۔ حضرت یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ

۱۸۔ حضرت عبیداللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ

۱۹۔ حضرت زاہد رحمۃ اللہ علیہ

۲۰۔ حضرت درویش محمد رحمۃ اللہ علیہ

۲۱۔ حضرت محمد امکنکی رحمۃ اللہ علیہ

۲۲۔ حضرت باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ

۲۳۔ حضرت احمد سرہندی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ

۲۴۔ حضرت سید آدم بنوری رحمۃ اللہ علیہ

۲۵۔ حضرت سعدی بلغاری لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

۲۶۔ حضرت محمد یحییٰ انکی رحمۃ اللہ علیہ

۲۷۔ حضرت عبدالشکور رحمۃ اللہ علیہ

۲۸۔ حضرت حافظ عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ

۲۹۔ حضرت بابا محمد صفار رحمۃ اللہ علیہ

۳۰۔ حضرت بابا فقیر محمد ہشنگری رحمۃ اللہ علیہ

۳۱۔ حضرت شمس الدین سید پوری رحمۃ اللہ علیہ

۳۲۔ حضرت پیر عبدالحی دامت برکاتہم

۳۳۔ خادم الفقراء نثار احمد خان فتحی عفا اللہ عنہ

www.sirat-e-mustaqeem.com

اب تو آجا اب تو خلوت ہوگئی

نثار فتحی

خاک ساری عیش و عشرت ہوگئی   حشمت دنیا سے نفرت ہوگئی

زرزمیں زن سب سے وحشت ہوگئی   دور سب تیری شکایت ہوگئی

اب تو آجا اب تو خلوت ہوگئی

اب کہاں وہ رسم و راہ دوستاں   دھو دیئے سب عہد ماضی کے نشاں

اب تو میں ہوں اور مری تنہائیاں   گوشہ گیری میری عادت ہوگئی

اب تو آجا اب تو خلوت ہوگئی

اب کسی شے میں نہیں لگتا ہے دل   جی یہ کہتا ہے کسی سے بھی نہ مل

بس رہے تیرا تصور مستقل   نقش دل پہ تیری صورت ہوگئی

اب تو آجا اب تو خلوت ہوگئی

کیسا تو نے مجھ پہ جادو کردیا   سارے عالم کو دیا میں نے بھلا

یاد کچھ آتا نہیں تیرا سوا   ماسوا سے ایسی غفلت ہوگئی

اب تو آجا اب تو خلوت ہوگئی

ذکر تیرا تیری یادیں ہیں مدام   تیرے قصے تیری باتیں تیرا نام

ہے یہی میرا وظیفہ صبح و شام   کار دنیا سے بھی فرصت ہوگئی

اب تو آجا اب تو خلوت ہوگئی

دین و دنیا جان و دل ہوش و حواس   مال و جاہ و زرزمیں شاہی لباس

تجھ پہ صدقے کردیا جو کچھ تھا پاس   دیکھ اب کیا میری حالت ہوگئی

اب تو آجا اب تو خلوت ہوگئی

سیر تفریح میلے ٹھیلے راگ رنگ   رت جگے اور شادیاں وہ رنگ برنگ

وہ جمال گل دُخان شوخ و شنگ   بھر گیا جی سب سے وحشت ہوگئی

اب تو آجا اب تو خلوت ہوگئی

آفتاب زندگی گہنا گیا   پھول سا چہرہ مرا مرجھا گیا

اب تو آجا دم لبوں پر آگیا   تجھ سے دوری اک قیامت ہوگئی

اب تو آجا اب تو خلوت ہوگئی

عمر گزری کرتے کرتے انتظار   جانب در دیکھتا ہوں بار بار

اب تو آجا میری جاں تجھ پہ نثار   تجھ کو دیکھے ایک مدت ہوگئی

اب تو آجا اب تو خلوت ہوگئی

www.sirat-e-mustaqeem.com

عجائبات روح

انسانی ارواح کے حیرت انگیز واقعات

مولف

نثار احمد خان فتحی

ظہور مہدی اور ہمارے اندازے

خوش فہمیاں، پیشگوئیاں، آرزوئیں

مولف

نثار احمد خان فتحی

تصوف اور سلوک کے موضوع پر
ایک جامع، مستند اور دلچسپ کتاب

آئینہ سلوک

جو مشائخ اور مریدین دونوں کیلئے مشعل راہ کا کام دیتی ہے اور جس کے متعلق مشاہیر علما اسلام نے اپنی پسندیدگی کا اظہار کیا ہے۔

تالیف: نثار احمد خان فتحی

ادارۃ القرآن کے زیر اہتمام شائع ہو چکی ہے۔

دشتِ سلوک

جس میں عقیدے کے رہزن، ایمان کے ڈاکو، شہوت کے کتے، غضب کے درندے، طمع کے بھیڑیئے، شیاطین کے لشکر، خطرات کے جن وساوس کے بھوت اور شکوک کے غولِ بیابانی قدم قدم پر ملتے ہیں، یہ کتاب ان سب کے خلاف ایک موثر ہتھیار کا کام دیتی ہے

تالیف: نثار احمد خان فتحی

تہمت وہابیت اور علماء دیوبند

ایک غلط فہمی کا ازالہ

تالیف

نثار احمد خان فتحی

ناشر

مکتبہ شیخ

بہادر آباد کراچی

"طشت جواہر"

حکمت ومعرفت کے موتیوں سے بھری ہوئی ایک قابل مطالعہ کتاب

تالیف

نثار احمد خان فتحی

تاثرات

ڈاکٹر پروفیسر ابوالخیر کشفی

www.sirat-e-mustaqeem.com

حسرت نایافت

کریم مجھ پر کرم کر بڑے عذاب میں ہوں
میں تیرے سامنے بیٹھا ہوں اور حجاب میں ہوں

مجموعہ کلام نثار احمد خان فتحی

تاثرات:

حضرت مولانا حکیم اختر صاحب مدظلہ العالی
ڈاکٹر پروفیسر ابوالخیر کشفی صاحب

"بنام قادیانی عوام"

بھولے بھالے بے خبر قادیانی عوام
کے نام اللہ کے سچے رسول کے سچے
دین میں واپسی کی دعاؤں کے ساتھ

تالیف:

نثار احمد خان فتحی

پیش لفظ:

حضرت مولانا مفتی محمد یوسف لدھیانوی رحمتہ اللہ علیہ

"پاکستان میں مغربی افکار و ثقافت کا نفوذ اور اس کے اسباب"

تالیف:

نثار احمد خان فتحی

تاثرات

جناب پروفیسر ڈاکٹر غلام مصطفیٰ صاحب حیدر آباد سندھ

"کذاب یمامہ سے کذاب قادیان تک"

بائیس جھوٹے نبی

تالیف:

نثار احمد خان فتحی

پیش لفظ:

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمتہ اللہ علیہ

گابا سنز کراچی کی چند اہم اور مفید مطبوعات

منزل پالن پوری
وضو درست کیجئے
عملیات کے فضائل
چند نیکیاں اور ایصال ثواب
حج کا طریقہ قدم بقدم
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نصیحتیں
نکاح کی چند باتیں
شب مغفرت
ٹی وی اور عذاب قبر
آداب سفر
خواتین کا پردہ
دو انمول خزانے
حرمت سگریٹ
بیٹی اللہ کی رحمت
چھ گناہ گار عورتیں
ہمارے تین گناہ
مسلمانوں کے چار دشمن
اپنی موت کو یاد رکھیں اللہ کو یاد رکھیں
عمرہ کا آسان طریقہ
اللہ کی پناہ

آسان نیکیاں
دعوات صالحات فارسی
انتشارہ مشورہ استخارہ کی اہمیت
گلدستہ درود و سلام
رہنمائے تبلیغی سفر
مجرب و مبارک درود شریف
چھ باتیں
مناجات مقبول مترجم
مومن کی زندگی کا ہر لمحہ ربیع الاوّل
پانچ رسائل کا مجموعہ
سنت ھایی پیامبر اسلام فارسی
اقراء قاعدہ
پنجسورہ مترجم
مجموعہ وظائف
مجموعہ اوراد و ظائف مترجم
مجموعہ وظائف مع طریقہ حج
حِصنِ حصین
کامل بہشتی زیور
فضائل اعمال
بکھرے موتی

GABA
گابا سنز
اردو منزل، اردو بازار، ایم اے جناح روڈ، کراچی (پاکستان)
فون نمبر: 32628266-32636565

ھدیہ
85.00